اگر تم لوگوں کی اکثریت کے کہنے پر چلو جو زمین پر بستے ہیں وہ انہیں اللہ کے راستے سے بھٹکا دیں گے۔ (سورۃ انعام ۱۱۶)

نیا نظامِ ابلیس

علی حفاظت

Marfat.com

نیا نظامِ ابلیس

علی حفاظت

فیکٹ پبلی کیشنز

14/B علی پلازہ سکینڈ فلور ٹیمپل روڈ لاہور فون: 042 36374538

Website: www.factpublications.com

Email: factpublications@fact.com

Marfat.com

جملہ حقوق محفوظ

Naya Nizama-e-Iblis

By Ali Hifazat

۲۹۷.۷

۱۲۷۲۹۱

ک ا

کتاب : نیا نظام ابلیس

مصنف : علی حفاظت

ایڈیٹر : وسیم شیخ

ڈیزائن : فیکٹ کری ایٹو ڈیپارٹمنٹ

قانونی مشیر : تیموری لاء ایسوی ایٹس 13 فین روڈ لاہور، فون: 04237323202

قیمت : Rs:450/

Fact Publications aims to promote creative
work through book publishing
More details for our publications, Visit at:
www.factpublications.com
We welcome your feed back at:
editor@factpublications.com

بہترین کتاب کی اشاعت کیلئے رابطہ کریں:
042 36374538, 0300 9482775

Marfat.com

انتساب

ان انسانوں کے نام
جو خدا ابراہیم کی حاکمیت اعلیٰ بحال کرنے
کی جدوجہد میں کلمہ حق کہتے ہیں

Marfat.com

Marfat.com

فہرست

نمبر شمار	عنوان	صفحہ نمبر
☆	پیش لفظ	7
پہلا باب	ذہنی تبدیلی کی کہانی، مصنف کی زبانی	17
دوسرا باب	اسلام کیا تھا؟ کیا بن گیا؟	39
تیسرا باب	دجالی نظامِ تعلیم کا المیہ اور مسلم دُنیا کی بے بسی	59
چوتھا باب	حاکمیتِ اعلیٰ صرف اللہ کی ہے!	78
پانچواں باب	سیکولرازم کی تعریف	84
چھٹا باب	مغربی تہذیب اور دجالیت	93
ساتواں باب	مغرب میں مسلمانوں کی نظریاتی شکست	96
آٹھواں باب	مغرب میں مقیم مسلمانوں کا المیہ	107
نوواں باب	اسلام دین ہے یا مذہب؟	116
دسواں باب	اقبال اور دورِ ابلیسیت	121
گیارہواں باب	ابلیس کی حقیقت	130
بارہواں باب	مغربی تہذیب اور ثقافت کے دنیا اور مسلمانوں پر اثرات	151
تیرہواں باب	ابلیس کا اپنے ارکان سلطنت سے اہم خطاب	179

Marfat.com

Marfat.com

پیش لفظ

ایک ذی شعور انسان کا اپنی ذات، گردوپیش اور آیاتِ آفاقی پر غور وفکر فطری عمل ہے۔ علم اِس عمل میں انسان کی مدد ضرور کرتا ہے لیکن غور وفکر اور تدبر کے لیے اعلیٰ تعلیم یافتہ ہونا یا علمی حوالہ سے بلندیوں کو چھونا لازم نہیں ہے۔ میں شاید اپنی کم علمی کو جواز فراہم کر رہا ہوں۔ میں نہ سوشل سائنسز کا طالب علم ہوں، نہ کوئی عالم دین۔ لہٰذا مجھ پر نہ ملائیت کا ٹھپہ لگ سکتا ہے اور نہ ہی دانشوری کا الزام دھرا جاسکتا ہے۔ حقیقت میں، میں فزیکل سائنسز کا طالب علم ہوں جس کا زیر نظر کتاب سے کوئی براہِ راست تعلق نہیں لیکن جیسا کہ سطور بالا میں عرض کیا ہے کہ گردوپیش کا جائزہ لینا اور اِس دنیا میں جسے ٹیکنالوجی کی ترقی نے گلوبل ویلج بنا دیا ہے، اِس میں ہونے والے واقعات پر غور وفکر کرنا ایک ذی شعور انسان کی فطرت کا حصہ ہوتا ہے۔ میں ایک عرصہ سے آسٹریلیا میں مقیم ہوں۔ دنیا خصوصاً یورپ کو گھوم پھر کر دیکھا ہے۔ وقت گزرنے کے ساتھ جب بالوں کی سفیدی اُن کی سیاہی پر غالب آنا شروع ہوئی تو خود کو اور اس عالم فانی کو اسلام کی عینک سے دیکھنا شروع کیا۔ سچ یہ ہے کہ مسلمانوں کی حالت زار اور عالم اسلام کا طرزِ عمل دل کو زخموں سے چور اور جگر کو چھلنی کر دینے والا ہے۔ مسلمانوں پر خارجی اور داخلی دونوں سطحوں پر ظلم ڈھائے جا رہے ہیں۔ یعنی غیر مسلم اقوام تو ان پر تیرو تفنگ سے حملہ آور ہیں، خود مسلمان بھی غیروں کی خوشی اور اطمینان کے لیے ایک دوسرے پر ظلم وستم ڈھانے پر تلے رہتے ہیں۔ یعنی پنجابی کے شاعر کے مطابق ''کجھ شہر دے لوگ وی ظالم سن، کجھ سانوں وی مرن دا شوق سی''۔

Marfat.com

ایک طویل عرصے سے صورت حال یہ تھی کہ آدمی نیوز چینل دیکھ رہا ہو یا اخبارات کا مطالعہ کر رہا ہو، ایک طرف فلسطین کی سرزمین نہتے فلسطینیوں کے خون سے سرخ ہو رہی ہے۔ بے قصور مسلمانوں میزائلوں، راکٹوں اور مشین گن کی گولیوں کی اندھا دھند بوچھاڑ سے تڑپ تڑپ کر جانیں دیتے نظر آتے ہیں اور اگر فلسطینی نوجوان پتھر برسا کر کسی اسرائیلی کو زخمی کر دیں یا جان سے مار دیں تو بمباری سے کشتوں کے پشتے لگا دیئے جاتے ہیں۔ کشمیر میں ہندو مسلمانوں کی نسل کشی کر رہا ہے اور انہیں جیلوں میں اذیتیں دے کر شہید کر رہا ہے۔ نائن الیون کا ڈراما رچا کر افغانستان کے شہروں کے شہر قبرستان میں تبدیل کر دیئے جاتے ہیں۔ یہ اسلام دشمنوں کی کارروائیاں ہیں لیکن جس بات پر انسان سر پیٹ لیتا ہے وہ یہ کہ اسلام کے نام پر بننے والا پاکستان، افغانستان کی اسلامی ریاست کو تہس نہس کرنے میں امریکہ کا فرنٹ لائن اتحادی بنتا ہے۔ عراق کے ساتھ تو وہ کھیل کھیلا جاتا ہے جو بچپن میں انگریزی کی کہانی The lamb and the wolf میں پڑھا تھا۔ یعنی بھیڑیا بکری کو عذر لنگ کی بنیاد پر ہڑپ کر جاتا ہے۔ عراق پر الزام لگایا کہ تمہارے پاس وسیع پیمانے پر تباہی پھیلانے والے ہتھیار (WMD یعنی Wepons of Mass Destruction) ہیں۔ اِس مفروضہ پر وہاں لاکھوں مسلمانوں کو تہ تیغ کر دیا۔ پھر فرمایا کہ یہ اطلاعات جھوٹی تھیں۔ وہاں تیل کے ذخائر پر قبضہ کیا اور اہل سنت اور اہل تشیع کی جنگ کا انتظام و انصرام کر کے امریکہ خود واپس لوٹ رہا ہے۔ اب عراقی تیل اسرائیل کو سپلائی ہوگا اور ڈالر امریکہ کمائے گا اور عراق کے شیعہ سنی باہم گتھم گتھا ہیں گے۔ ع

آہ مانند آب ارزاں ہوگیا مسلماں کا لہو

حیرت کی بات ہے کہ امریکہ ناگاساکی اور ہیروشیما کو آگ کے گڑھے میں تبدیل کر کے، ویت نام میں قتل و غارت کر کے، فرانس افریقہ میں انسانوں کے خون سے ہولی کھیل کر، برطانیہ ہندوستان میں جو کبھی سونے کی چڑیا کے نام سے موسوم تھا، لوٹ مار کر کے اور اُسے بدترین غربت میں دھکیل کر مہذب اقوام کہلائیں اور مرنے والے اور قتل و غارت گری کا نشانہ بننے والے افریقی اور افغانی غیر مہذب، جاہل اور دہشت گرد ٹھہریں۔

Marfat.com

میں عرصہ سے دنیا میں سٹیج ہونے والے اِس ڈرامے کو دیکھ رہا تھا۔ سینہ جلتا تھا۔ دل پر چھریاں چلتی تھیں۔ غصہ سے اپنی انگلیاں چبالیتا۔ یہ کیا ہو رہا ہے کیوں ہو رہا ہے؟ اِس ڈرامے کے پروڈیوسر کون ہیں؟ کون سپانسر کر رہا ہے؟ ڈائریکٹرز کون ہیں؟ مختلف ذرائع سے کام لے کر میرا ذہن ایک سراغ رساں کی طرح کام کر رہا تھا۔ بعض حقائق تک میں شروع سے ہی پہنچ چکا تھا لیکن میں کوئی کچی اور ادھوری بات نہیں کرنا چاہتا تھا۔ مواد دماغ میں بڑھتا چلا گیا۔ بالآخر میں نے اپنے خیالات اور نظریات اور مشاہدات کو ایک محرر اور تجربہ کار مصنف نہ ہونے کے باوجود قلم بند کرنے کا فیصلہ کیا۔ اِس لیے کہ دماغ پر شدید دباؤ تھا اور دل کا غبار مجھ پر بری طرح اثر انداز ہو رہا تھا۔ میں یہ جان چکا تھا کہ سرمایہ پرستانہ نظام جسے غلط طور پر سرمایہ دارانہ نظام کہا جا رہا ہے وہ دنیا کے سیاسی نظام کو مکمل طور پر اپنے شکنجے میں لے چکا ہے۔ ایک مذہب کے پیروکار جو تعداد کے لحاظ سے دنیا میں انتہائی کم ہیں وہ باقاعدہ طور پر شیطان کے ایجنٹ کی حیثیت سے کام کر رہے ہیں۔ سرمایہ اُن کے گھر کی لونڈی ہے۔ تاریخ اِس کی کچھ یوں ہے کہ جب دنیا نے قبائلی اجتماعیات سے آگے بڑھ کر ریاستوں اور بڑی بڑی سلطنتوں کی صورت اختیار کی تو شیطان اور اُس کے ایجنٹوں کو بادشاہ اور چند بڑے منصب داروں کو قابو کرنے اور ورغلانے کی ضرورت ہوتی تھی۔ لہٰذا تھوڑی محنت سے زیادہ کام ہو رہا تھا لیکن تقریباً اڑھائی صدیاں پہلے شیطانی ٹیم یہ مان گئی کہ بادشاہی نظام کو اب قائم رکھنا ممکن نہیں۔ لہٰذا وقت کے تقاضے کو سامنے رکھ کر انہوں نے وہ کام کیا جس پر علامہ اقبال کے تبصرے سے بڑھ کر کچھ کہنا لاحاصل ہوگا۔ علامہ فرماتے ہیں:

ہم نے خود شاہی کو پہنایا ہے جمہوری لباس
جب ذرا آدم ہوا ہے خود شناس و خود نگر

گویا وہ خدائی وہ فرعونیت اور نمرودیت جس کا دعویٰ صرف ایک شخص سے کروایا جاتا تھا، اُسی کا کہا قانون ہوتا تھا۔ اُسے اب ہر ہر ملک کے سینکڑوں، ہزاروں افراد میں تقسیم کر دیا گیا۔ یوں سمجھ لیں کہ وہ مردم شناسی جس سے انسان بہرہ ور ہوا تھا، مخلوق خدا کو دھوکہ دینے کے لیے ٹنوں زہر پر میٹھے کی باریک لپائی کر دی گئی۔ یہ لپائی تھی:

Marfat.com

Government of the people for the people, by the people لیکن شیطان اور اُس کے ایجنٹ اتنے بھی بھولے نہ تھے۔ انہوں نے سرمایہ کے زور پر میڈیا کے ذریعے اور دوسرے استحصالی ہتھکنڈوں سے اِس میٹھے میں تو کچھ حصہ اپنا ڈالا لیکن ٹنوں زہر اس میٹھے کے دھوکے میں عوام نگل رہے ہیں۔ وضاحت اس کی کچھ یوں ہے کہ جدید وقدیم فرعونوں سے عوامی نفرت کا رُخ پھیرنے کے لیے انسانی حاکمیت کو جمہوری لباس پہنا دیا۔ ووٹ کے استعمال سے عوام کی حاکمیت کا تصور دیا۔ ریاست اور حکومت کو الگ الگ کر کے حکومت پر عوامی غصہ نکالنے کا قانونی حق دیا گیا۔ افراد کی بجائے اداروں کو مستحکم کرنے کا تصور دیا۔ حکمرانوں اور عوام کو ایک قطار میں کھڑا کر کے مساوات کا اظہار ہوا، وغیرہ وغیرہ۔ یقیناً بعض اقدام اچھے تھے۔ اس لیے میں نے اِسے میٹھے کے لیپ سے تشبیہ دی ہے لیکن جو سب سے بڑا ظلم ہوا وہ یہ کہ انسانی حاکمیت اب خوبصورت اور قابل قبول بن گئی اور یہ ہے وہ زہر جو اب انسانوں کے اندر اُتر رہا ہے۔ سمجھنے کی بات یہ ہے کہ جب انسان کو قانون سازی کرنے اور حقوق وفرائض کا تعین کرنے کا موقع ملے گا تو وہ مفادات کے حوالے سے لازماً ڈنڈی مارے گا۔ لہٰذا سرمایہ پرستانہ نظام نے جمہوریت کو بطور ڈھال کے استعمال کیا اور کر رہا ہے۔ میڈیا پر سرمائے کے قبضہ نے سیاہ کو سفید اور سفید کو سیاہ ثابت کرنا شروع کر دیا ہے۔ جمہوریت کے بیان کردہ اوصاف کی وجہ سے اِس پر حملہ آسان نہیں۔ لہٰذا شیطان اور اس کے ایجنٹوں نے اِس پناہ گاہ میں بیٹھ کر دجالی تہذیب کو عالمی سطح پر مسلط کر دیا اور اب دجال کے ظہور کے لیے اسٹیج تیار ہو رہا ہے۔ سچ کو جھوٹ اور جھوٹ کو سچ بنا کر تمام دنیا کے معاشروں میں پھیلا دیا گیا ہے۔ دجال اکبر کا ایک انسان کی صورت میں ظہور کب ہوگا، اِس سے قطع نظر دجالی نظام سے وہ عالمی فضا تیار کر لی گئی ہے جس سے تمام دنیا کے نظاموں خصوصاً اسلامی نظام کے غلبہ کی ایک ایک علامت کو نشانہ بنا کر جلا کر راکھ کر دینے کی کوشش کی جا رہی ہے، جو کافی حد تک کامیابی سے ہمکنار ہو رہی ہے۔

جب میرا اسلام کی طرف رُخ ہوا۔ میں نے اپنے گردوپیش میں منعقد ہونے والی اسلامی مجالس میں شرکت کرنا شروع کر دی جس میں اسلامی ہیروز کی عظمت کی داستانیں

Marfat.com

سنائی جاتیں، مختلف مسائل اور پریشانیوں کے حوالہ سے مسلم ممالک سے درآمد شدہ علماء تعویذ دیتے اور ورد بتاتے، نعت خوانی اور قصہ گوئی ہوتی۔ بزرگوں کی کرامت کا نہ ختم ہونے والا ایک سلسلہ تھا۔ میری ایسی محافل میں آمدورفت جاری رہی لیکن تشنگی ہر لحظہ محسوس ہوتی رہی۔ یہ سب ٹھیک ہوگا لیکن امتِ مسلمہ کے مسائل کا حل کیا ہے؟ مسلمانوں کا خون بہنے سے کیسے رکے گا؟ ہماری یہ محافل دشمنانِ اسلام کے بڑھتے ہوئے قدموں کو کیسے روک سکیں گی؟ اللہ نے مجھ پر اپنا خصوصی فضل وکرم فرمایا، مجھے پاکستان کے ایک عالم دین کی کیسٹ مل گئی، جس میں دین و مذہب کا فرق بتایا گیا۔ اسلام دین ہے، محض مذہب نہیں۔ مذہب اُس کا جزو لاینفک ہے، لیکن کُل نہیں ہے۔ دین اپنا نفاذ اور غلبہ چاہتا ہے، دین اگر نافذ نہیں تو وہ محض مذہب ہے یعنی رسوم عبادات تک محدود ہے۔ دین نظام فراہم کرتا ہے، طرزِ سیاست، معیشت اور معاشرت فراہم کرتا ہے۔ دین اللہ کی حاکمیت کا نام ہے اور سب انسان چونکہ اللہ کی مخلوق ہیں، لہٰذا اللہ کا عطا کردہ نظام یعنی شریعت محمدیؐ ہی سب انسانوں کو یکساں مساوی اور عادلانہ نظام فراہم کرسکتی ہے۔ انسانی حاکمیت تو شرک ہے۔ اِس سے انسانوں کا انسانوں کے ہاتھوں استحصال ہوتا ہے۔

یہ سننے اور جاننے کے بعد میرے ذہن کی ماہیت اور کیفیت بالکل بدل گئی۔ اب میں مختلف انسان تھا۔ اسی ذہنی کیفیت میں جب میں نے گزشتہ چند صدیوں کی تاریخ کا مطالعہ کیا تو معاملات میرے سامنے کھل کر آگئے۔ پہیہ ایجاد ہونے کے بعد جب سائنس اور ٹیکنالوجی کی برق رفتار ترقی کا دور شروع ہوا تو بدقسمتی سے مسلمانوں کا سیاسی اور عسکری زوال شروع ہوچکا تھا۔ مغرب نے پہلے مسلمانوں کو سیاسی اور عسکری لحاظ سے زیر کیا۔ وہاں کے وسائل کی لوٹ مار کی، پھر جب عسکری قبضہ برقرار رکھنا ممکن نہ رہا تو اُن ممالک کو آزاد کیا لیکن اکثریت کو اقتصادی غلامی کے شکنجے میں کس لیا۔ مسلمانوں نے پہلی غلطی یہ کی تھی کہ عیش وعشرت میں پڑ کر اپنی آزادی کھودی تھی۔ دوسری غلطی یہ کی کہ بدلتے ہوئے حالات کا صحیح تجزیہ نہ کرسکے۔ عسکری شکستوں نے اُنھیں اِس قدر دلبرداشتہ کردیا تھا کہ شاید وہ ذہنی طور پر مفلوج ہوگئے تھے۔ لہٰذا اُن کی عظیم اکثریت جدید تعلیم سے الگ تھلگ رہی۔ برصغیر میں

Marfat.com

سرسید احمد خان کی تحریک نے اُنھیں تعلیم کی طرف متوجہ کیا لیکن اب بہت دیر ہو چکی تھی۔ مغرب نئی ٹیکنالوجی کی وجہ سے ساری دنیا کو مارکیٹ بنانے میں کامیاب ہو گیا۔ تیسری دنیا جس میں کل عالم اسلام سمایا ہوا ہے وہاں سے تمام وسائل بھی کھینچ کر لے گیا۔ جس کا نتیجہ یہ نکلا کہ مسلم ممالک سے لوگوں نے تلاش روزگار کے لیے مغرب کی طرف ہجرت کرنی شروع کی۔ بنیادی طور پر لوگ اِس خیال سے وہاں گئے تاکہ جسم و جان کا رشتہ برقرار رکھا جا سکے اور جونہی اپنے پاؤں پر کھڑے ہونے کے قابل ہوں، واپس اپنے ملک آ جائیں لیکن ایک مغرب کی چمک دمک اور اُس کا ضرورت سے زیادہ کھلا ماحول اور ایک وہ جسے میں نے شروع میں بیٹھے کی لیپ قرار دیا ہے، مغرب میں مسلمانوں کی پاؤں کی زنجیر بن گئیں۔ اہل مغرب نے بھی اُنھیں اھلا وسھلا مرحبا کہا۔ خصوصاً شروع شروع میں اُنھیں اور اُن کے خاندان کو بہت مراعات سے نوازا جس سے مسلمان ممالک کے پڑھے لکھے لوگوں نے بھی مغرب کی طرف رُخ کیا جس نے عجیب صورت حال پیدا کر دی۔ ایک طرف یہ لوگ یعنی مغرب میں مقیم مسلمان مذہبی مجالس کا انعقاد کرتے ہیں۔ مسلمان ممالک سے درآمدہ شدہ مولوی حضرات سے اپنی نجی مشکلات کے لیے تعویذ اور گنڈا کرواتے ہیں، دعائیں منگواتے ہیں۔ اِن محفلوں میں اسلامی مشاہیر اور اسلاف کا ذکر کرتے ہیں اور عملی طور پر دن رات اپنی انرجی، اپنا علم اور اپنی ذہنی صلاحیت اسلام کے بدترین دشمن دجالی نظام کے استحکام اور اُس کی تقویت کے لیے کھپا رہے ہیں۔ ابلیس اور اُس کے جو ایجنٹ اللہ کے دین کی دشمنی میں مصروف ہیں اُنھیں ایسی محفلوں سے قطعی طور پر خطرہ نہیں۔ ابلیس اور اُس کے ایجنٹوں کی سوچ کیا ہے وہ میں نے اِس کتاب میں ایک فرضی کہانی کی صورت میں پیش کر دی ہے، جو قارئین کو پسند آئے گی ان شاء اللہ۔ میری رائے میں اُنھیں ایسی مذہبی محفلوں سے قطعی طور پر کوئی خطرہ نہیں بلکہ وہ چاہتے ہیں کہ یہ مسلمان اپنے مذہبی جذبے کی تسکین اِن محفلوں میں مختلف راگ الاپ کر کر لیں تاکہ وہ ذہنی طور پر مطمئن رہیں کہ وہ اپنے مذہبی فرائض ادا کر رہے ہیں اور حقیقت میں اُن سے اسلام کی جڑیں اور بنیادیں کھودنے اور ابلیسی نظام کو پختہ تر کرنے کا کام لیا جائے۔ اِس حقیقت کا سراغ لگانے کے بعد میں نے اپنا یہ دینی فریضہ سمجھا

Marfat.com

کہ میں مسلمانوں خصوصاً مغرب میں مقیم مسلمانوں کو انتباہ کر دوں کہ ہمارے افعال کی ضرب کہاں پڑ رہی ہے۔ اِس طرح کمائی ہوئی دولت ہماری آخرت کو تو تباہ و برباد کرے گی۔ انجام کے لحاظ سے دنیا بھی اِس سے نہیں سنور سکے گی۔ اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ ہم اللہ کی حکومت زمین پر اُسی طرح قائم کرنے میں کامیاب ہو جائیں جس طرح اُس نے آسمانوں میں قائم کی ہوئی ہے۔ صرف اور صرف یہی باعث تحریر ہے۔ اگر کوئی ایک فرد بھی اِس تحریر سے دین کے اصل مدعا کو سمجھ گیا اور اُس نے غلبۂ دین کی جدوجہد کو اپنی زندگی کا مشن بنا لیا تو میری آخرت میں نجات کا ذریعہ بن سکتا ہے۔ اِس لیے کہ ابلیس کی رہنمائی میں طاغوتی اور دجالی قوتوں کے بڑھتے ہوئے قدموں کو مذہبی محفلوں میں تعویذ دھاگے کرنے سے اور قصہ گوئی سے نہیں بلکہ اسلام کے سیاسی معاشی اور معاشرتی نظام کو بالفعل نافذ کر کے ہی روکا جا سکتا ہے۔ اللہ رب العزت ہر مسلمان کو اِس کے لیے عملی جدوجہد کرنے کی توفیق دے آمین یارب العالمین!

اس کتاب کا مقصد ہرگز یہ نہیں ہے کہ مغرب کے خلاف نفرت کی فضا بنائی جائے۔ قرآن نے شہادت علی الناس کے حوالے سے اس اُمت کے ہر فرد پر جو ذمہ داری ڈالی ہے اُس کی جوابدہی حق ہے۔ قیامت کے دن کافر یہ حجت ضرور پیش کریں گے اور یہ عذر ہو گا کہ ان مسلمانوں کے پاس تیرا دین تھا لیکن انہوں نے ہمارا دین کو عملی طور پر قبول کیا ہوا تھا اور تیرے دین کو مسجدوں میں بند کر کے سانپ بن کر بیٹھے ہوئے تھے۔

اس کتاب کا اوّلین مقصد تو یہی ہے کہ پاکستان میں ایسا نظام قائم ہو جائے جو انسانوں کے رب کی طرف سے ہے۔ میری دعا ہے کہ اللہ کے دین کو قائم کرنے کا جذبہ اس قوم کے ہر فرد کا مقصد اور مطلوب بن جائے، گھر سے لے کر بازار تک ایوانِ حکومت سے لے کر تمام اسلامی ملکوں تک اور پھر پوری دنیا تک تمام معاملات اللہ کی مرضی کے مطابق انجام پائیں۔

قرآن کریم نے مسلمانوں کی پہچان صرف مسلمان ہائی لائٹ کی ہے۔ اگر کسی فرقہ کا بھی ذکر ہے تو گناہِ عظیم کی صورت میں ہے لیکن بدقسمتی سے ہم مسلمان کے بجائے سب کچھ ہیں۔ کاش مسلمان مغرب کے اعلیٰ انسانی مساوات صداقت کا عملی نمونہ دیکھ کر سبق سیکھتے اور

Marfat.com

ان کو اپنا اللہ کی حاکمیت کا سبق سکھاتے اور ابلیس کو شکست دیتے لیکن ہوا کیا؟ حرمت رسول کے نام پر مسلمانوں نے اپنا ملک ہی جلا ڈالا۔ دنیا نے امت کے اجتماعی کردار کو کیسے دیکھا؟

اسلامی ملکوں میں گرتی ہوئی لاشیں، حکمرانوں کے غرور سے تنی ہوئی گردنیں دیکھ کر دل بہت رنجیدہ ہوتا ہے۔ کیا اقامت ملک اللہ کے بغیر مسلمان اللہ کے دربار میں کامیاب ہوں گے؟ سوچیں.........

قارئین کرام! ابلیس کی انسانی حاکمیت پر تہذیب ہی وہ فساد عظیم ہے جو ماضی کی پوری تاریخ انسانی میں ایک سرے سے دوسرے سرے تک پھیلی ہوئی نظر آتی ہے، جب قومیں اس کے فساد کی طرف راغب ہوئیں تو اللہ تعالیٰ کے عذاب کا شکار ہو کر فنا ہو گئیں۔

واقعہ یہ ہے کہ اس کتاب میں، میں نے قرآن کی تفسیر نہیں لکھی ہے۔ میرا حق کہاں کہ کلام ربانی کی شرح کا حق ادا کر سکوں۔ یہ کتاب مختلف ابواب پر مشتمل ہے اور ہر باب میں حق و باطل کی کشمکش کا جائزہ لیا گیا ہے۔ کچھ ابواب میں صرف علمی اور فکری بحث کی گئی ہے تا کہ صحیح صورت حال سامنے آسکے۔ ابلیس نے کن کن تدبیروں سے امت کو برباد کرنے کی کوشش کی ہے؟ کیسے کیسے علوم و افکار ایجاد کیے ہیں؟ جس کی وجہ سے امت میں بہت سی غلط اور خلاف حقیقت باتیں رواج پا چکی ہیں۔

آج کی مغربی تہذیب ظہور دجال کے لئے اسٹیج تیار کر رہی ہے۔ کامل دین کی موجودگی میں نئے نظام کے ابلیسی دعوے کی یہ بدترین تہذیب ہے جس نے پوری دنیا کو متاثر کر دیا ہے۔ یہ وہ شرک عظیم ہے جس کی مثال تاریخ انسانی میں شائد ہی ملتی ہو۔ اس تہذیب نے ہماری نظروں کے سامنے دیکھتے ہی دیکھتے دنیا کے معاشرے بالخصوص اسلامی معاشروں کو تبدیل کر دیا ہے۔ خونی رشتے اور خاندانی قربت کے تمام رشتوں کو بدل کر رکھ دیا ہے، انسانیت سسک رہی ہے۔

اللہ کا نظام یا ابلیس کا نظام کوئی ایک ہی روئے ارض پر غالب ہو سکتا ہے۔ اس فساد نے مسلمانوں کی انفرادی اور اجتماعی زندگی کے ہر پہلو کو بری طرح ہلا کر رکھ دیا ہے۔ دور حاضر میں امت مسلمہ کا بھولا ہوا سبق یاد دلانے کی نیت سے ہی یہ کتاب لکھی گئی ہے۔

Marfat.com

آخر میں اہل علم سے خصوصاً میری التجا ہے اگر میرے قلم سے کوئی ایسی بات نکل گئی ہو جو ان کی معلومات کے مطابق درست نہ ہو تو اس کی دل کی گہرائیوں سے معافی کا طلب گار ہوں۔ میرا مقصد ہرگز نہیں ہے کہ اپنے خیالات پر بے وجہ اصرار کیا جائے۔ میں نے یہ کتاب مسلمانوں کی گرتی ہوئی لاشوں ماؤں کی چیختی ہوئی آہوں کے درد کو اپنے سینے میں محسوس کر کے لکھی ہے۔

اس کتاب کی ترتیب و تکمیل میں میرے بہت سے دوستوں نے کرم فرمائی کی۔ ان سب کے تذکرے سے پہلے ضروری ہے کہ میں کچھ اپنا تعارف بھی کروادوں۔

اپنے بارے میں کچھ لکھتے ہوئے طبیعت آمادہ نہیں ہو رہی تھی تاہم شریک حیامت کا مشورہ یہی تھا کہ کم از کم اپنا تعارف تو آپ کو دینا چاہیے، چنانچہ چند سطریں پیش خدمت ہیں۔

میں ساری زندگی سائنس کا طالب علم رہا ہوں۔ میں نے ایم ایس سی کراچی یونیورسٹی سے مکمل کی اور بعد میں ایک اچھے مستقبل کے لیے مزید تعلیم حاصل کرنے نیوزی لینڈ چلا گیا جہاں میں نے ایک عرصہ قیام کیا۔ نیوزی لینڈ (آک لینڈ یونیورسٹی) سے ایک دوسری فیلڈ کی اسپیلائزیشن پر ریسرچ اور تھیسس لکھے، پھر ماسٹر آف سائنس کی ڈگری حاصل کی۔ پی ایچ ڈی مکمل کرنے کا مرحلہ ایک ڈیڑھ سال کا ہی رہ گیا تھا لیکن اللہ کو کچھ اور منظور تھا۔ اس ارادہ کو اپنی ناسمجھی کی بنا پر پایہ تکمیل تک نہ پہنچا سکا۔ میرے پروفیسر نے مجھے بہت سمجھایا کہ میں اپنی تعلیم ختم نہ کروں لیکن مجھے اس وقت پروفیسری کی فیلڈ اپیل نہیں کر رہی تھی۔

انسانی زندگی کے پچاس سال میں مختلف ادوار آتے ہیں، وقت کے ساتھ ساتھ سوچیں بدلتی ہیں، زندگی کے بچپن کے ادوار میں کھیل تماشے ہی زندگی کے عنوان ہوتے ہیں۔ انسان جوانی کی دہلیز پر قدم رکھتا ہے تو مستقبل کے لئے کسی پروفیشن کی فکر ہوتی ہے۔ یہ دور زندگی کا سب سے خوبصورت دور ہوتا ہے۔ بناؤ سنگھار، لڑکیوں کو راغب کرنے کے لیے نئے فیشن کا رجحان، یہ ایسی کیفیت ہے کہ سب نوجوان اس راستے سے گزرتے ہیں، البتہ ہر نوجوان اس سے اپنے اپنے مزاج کے مطابق نمٹتا ہے۔

اور اب ان دوست، احباب کا شکریہ، جنہوں نے اس کتاب کی ترتین و تدوین میں

Marfat.com

میری معاونت کی۔ مشہور دینی اسکالر اور ندائے خلافت کے ایوب بیگ مرزا جنہوں نے اپنی شدید مصروفیات کے باوجود اس کتاب کی ایک ایک سطر، ایک ایک صفحہ پر اپنی دینی علمی اور تکنیکی مہارت کو استعمال کرتے ہوئے میری اُردو کو درست کیا۔ یہ میرے لیے بہت بڑا اعزاز ہے۔ اللہ تعالیٰ ایوب صاحب کو اس کارِ خیر اور ثواب جاریہ میں شریک فرمائیں اور جزائے خیر عطا فرمائیں۔ مشتاق احمد نے کمپوزنگ اور کئی حضرات نے ایڈیٹنگ میں میری مدد کی۔ میں ان کا شکر گزار ہوں۔

سخت ناشکری ہوگی اگر میں اپنی شریک حیات کا شکریہ ادا نہ کروں۔ میری شریک حیات عاصمہ حفاظت کا بہت شکر گزار ہوں جنہوں نے اس کتاب کے لکھنے کے دوران تمام وقت میرا خیال رکھا۔ خصوصاً میرے دل کے آپریشن، ناسازی طبیعت میں میرا قدم قدم پر ساتھ دیا اور لکھنے کے لیے اچھا ماحول برقرار رکھا۔

آخر میں اپنی والدہ کا جن کی دعاؤں کا اس کتاب کو مرتب کرنے میں بہت بڑا حصہ ہے۔ اپنی دونوں بچوں ثانیہ حفاظت، ثمیر حفاظت اور اپنے بھانجے حنین احمد کا بھی مشکور ہوں جنہوں نے کمپیوٹر کے حوالے سے میری مدد کی۔

علی حفاظت

Marfat.com

پہلا باب

ذہنی تبدیلی کی کہانی، مصنف کی زبانی

زندگی کے کئی سال تک میں مغرب کی چکا چوند میں مدہوش تھا۔ مغرب کی ترقی اور خوشحالی سے حاصل ہونے والی مراعات سے زندگی کو کامیاب تصور کرتا تھا۔ اس نام نہاد جنت میں میری عقل اندھی ہوگئی تھی۔ ہر وقت مادی کامیابی دل میں چٹکیاں لیتی رہتی تھیں۔ یہ المیہ میرا ہی نہیں تھا بلکہ میرے دور کی نسل کی اکثریت ایسی ہی گمراہی میں مبتلا تھی۔

جب عمر ڈھلی، مسلمان ہونے کے ناتے میری بھی سوچ یہ ہوگئی کہ آخرت کی کامیابی کے لیے مذہب سے جڑ جاؤ۔ یہی میں نے اپنے بڑوں کو کرتے ہوئے دیکھا تھا۔ بہرحال مغرب میں مسلمانوں نے بڑے بڑے علمائے دین، مذہبی پیشواؤں کو گھروں میں بلا کر درس کی محفل سجانے اور اسلام پر لیکچر دلانے کا اہتمام شروع کر دیا۔ مجھ جیسا (انگریزی پڑھا ہوا) مسلمان قرآن اور حدیث کا علم نہ ہونے کی وجہ سے بدقسمتی سے شخصیت پرستی کا شکار ہوگیا اور ان مذہبی لوگوں کی پوجا کرنے لگا۔ اپنے گھر میں درس و دعا، قرآنی خوانی کی مجالس کے لیے ان کی خدمات حاصل کی جانے لگیں۔ یہ میں نے ہر گھر میں ہوتا ہوا دیکھا۔ ان محفلوں میں طرح طرح کے سوالات و جوابات کا ایک نہ ختم ہونے والا سلسلہ آدھی رات تک جاری رہتا اور مذہبی پیشوا تکبر سے جوابات دیتے رہتے۔ بالآخر حرام کیا ہے اور حلال کیا ہے، بحث پر ہی آدھی رات تک محفل برخاست ہوجاتی۔

غفلت کی گہری نیند سے میں اُس وقت بیدار ہوا جب فلسطین کی ایک تحریک انتفادہ میں مسلمان عورتوں، مردوں، بچوں کی دردناک چیخیں سنیں۔ وہ خون میں نہاتی ہوئی لاشیں، جنازے اُٹھا کر مدد کے لیے پکارتے۔ وہ مناظر اتنے کربناک ہوتے کہ دل خون کے آنسو روتا تھا۔

Marfat.com

اس وقت میرے ناپختہ ذہن میں یہ سوالات اُبھرتے رہتے تھے کہ مسلمان ان کی مدد کیوں نہیں کرتے ہیں؟ مسلمان دنیا میں ذلیل وخوار کیوں ہیں؟ کافروں کے سروں پر دنیا کی امامت کا تاج کیوں چمک رہا ہے؟ مسلمان ہر جگہ کفار سے شکست کیوں کھا رہے ہیں جبکہ محفلوں میں ہمارے مذہبی پیشوا اپنا شاندار ماضی بتلاتے ہیں کہ ہم یہ تھے، ہم وہ تھے، ہم کفار پر ہمیشہ غالب رہے یعنی پدرم سلطان بود کا ورد ہوتا رہتا ہے۔ ہم اللہ کی پسندیدہ امت ہیں۔ ہم اللہ کی نمازیں پڑھتے ہیں۔ ہمارے لاکھوں لوگ حج پر جاتے ہیں۔ یہ تمام الفاظ میرے کانوں میں بم کی طرح پھٹتے رہتے۔ میں سوچتا رہتا کہ پھر کیا وجہ ہے کہ دنیا میں مسلمان عورتوں اور لڑکیوں کی آبروئیں لٹ رہی ہیں؟ بوسنیا، الجزائر، لیبیا، فلسطین، کشمیر، افغانستان الغرض ہر جگہ مسلمان کا ہی لہو کیوں بہہ رہا ہے؟ مسلمانوں کے پاس وسائل ہونے کے باوجود ہمارے زیادہ تر ممالک پسماندہ، مفلوج اور دبے ہوئے کیوں ہیں۔

یہ ایک حقیقت ہے کہ دنیا میں اس وقت تقریباً ڈیڑھ ارب مسلمان بستے ہیں۔ دنیا کا ہر چوتھا یا پانچواں انسان مسلمان ہے۔ ایک اندازے کے مطابق اس وقت مسلمان ممالک ایک کروڑ 50 لاکھ مربع میل پر پھیلے ہوئے ہیں۔ تیل کے چشمے سونے کی کانیں، قیمتی دھاتیں، دولت کے انبار، افرادی قوت، پہاڑ، جنگلات، صحرا، سمندر، زرخیز زمین، بے شمار قدرتی وسائل، محقق علمائے دین، پیشہ ور فوج، عظیم سائنسدان، دانش ور، غرضیکہ بے شمار قدرتی وسائل اور افرادی قوت مسلمانوں کے پاس ہے۔ الحمد اللہ کسی چیز کی کمی نہیں ہے لیکن کسی بین الاقوامی مسئلے پر کوئی آواز نہیں ہے۔ مسلمانوں کا خون بے دریغ بہہ رہا ہے۔ کسی پلیٹ فارم پر مسلمان کو سننے کے لیے کوئی تیار نہیں۔

لاکھوں مسلمانوں کا لہو بہہ چکا ہے اور پوری امت مسلمہ خاموش تماشائی بنی ہوئی ہے۔ اس تمام تر صورتِ حال میں ذہن میں یہ سوال پیدا ہوا، کیا (معاذ اللہ) اللہ مسلمانوں سے زیادہ کافروں کو پسند کرتا ہے اور ہماری پستیوں، محرومیوں کو دیکھ کر خوش ہوتا ہے۔ ہر محفل میں جو مولوی صاحبان یہ بتاتے ہیں کہ اللہ اسلام کو پسند کرتا ہے تو پھر اس کے محبوب نبی کریم ﷺ کے ماننے والوں اور ایمان کے دعوے داروں کی یہ حالت کیوں ہو رہی ہے؟

Marfat.com

رحمتیں ہیں تیری اغیار کے کاشانوں پر
برق گرتی ہے تو بے چارے مسلمانوں پر

یہ وہ سوچ اور سوالات تھے جنہوں نے میرے پورے جسم میں لرزش پیدا کردی۔ چنانچہ میں نے اس کڑھن اور دکھ کا محفل میں دوستوں سے ذکر کرتا تو یہی بودا جواب ملتا تھا کہ تم کن باتوں میں اپنے آپ کو الجھاتے ہو، ان باتوں پر کڑھنے سے کوئی فائدہ نہیں ہے، سوائے اپنی صحت کو خراب کرنے کے تم کچھ حاصل نہ کرسکو گے۔ بہرحال اُس وقت دَور جوانی تھا، جوان دوست تھے، دنیا رنگین تھی۔ اس وقت اکثر لوگوں کی سوچ یہی تھی کہ چھوڑو اس بحث کو۔ تمہارے اور ہمارے بچے صحت یاب ہیں، اچھا کھاتے ہیں، اچھے ملک میں رہتے ہیں، اچھی نوکریاں ہیں۔ تم خوش نصیب ہو کہ ایسے ملک میں رہتے ہو جہاں کوئی بھوکا نہیں مرتا۔ شکرادا کرتے رہا کرو اور اپنی دنیا میں مگن رہو، نماز پڑھو، اللہ سے دعا کرو، اللہ ہر دعا کو سنتا ہے۔ تم اپنی عبادت میں مشغول رہو، اپنی آخرت کی فکر کرو۔ وہ مسلمان بدنصیب ہیں جو اسلامی ملکوں میں رہتے ہیں۔ یونیورسٹی کے زمانے میں ایک مقولہ بولا کرتے تھے جو بہت مشہور تھا: "یا شیخ اپنی دیکھ"

بات آئی گئی ہوگئی لیکن دماغ کے کسی کونے میں چبھن باقی رہ گئی۔ مجھے یہاں اس واقعہ کا ذکر ضرور کرنا پڑے گا۔ جب میں دنیا کی رنگینی میں مدہوش تھا۔ ایک دن میرے عزیز دوست نے مجھے ڈاکٹر اسرار احمدؒ کی ایک کیسٹ لا کردی اور وعدہ لیا کہ اس کو ضرور سننا۔ میں نے وعدہ کے مطابق اس کیسٹ کو سنا تو دل میں ایک ہلچل پیدا ہوئی۔ یہ کیسٹ مجھے ان روایتی مولویوں سے کچھ الگ لگی، بیان دلائل اور ریسرچ سے ملحق تھا جس انداز میں اسلام کا پیغام میرے کانوں نے سنا اُس سے میرا پورا وجود ہل گیا۔ وہ سوالات جو دماغ کے کسی کونے میں موجود تھے اچانک بجلی کی کوند کی طرح میرے سامنے آ گئے۔ اسلام کا ایک اور ہی چہرہ نظر آنے لگا۔ اسلام سے رغبت بڑھ گئی اور یہ احساس جنم لینے لگا کہ امت مسلمہ کیوں وجود میں لائی گئی؟ اس کی کیا ذمہ داریاں ہیں؟ موجودہ عالمی حالات میں اسلام کا مستقبل کیا ہے؟ اللہ تعالیٰ کے پاس دنیا کے بڑے سے بڑے تعلیم یافتہ دولت مند کی کوئی حیثیت نہیں ہے۔ اللہ تو

Marfat.com

صرف اپنے مومن بندوں سے محبت کرتا ہے۔ میں نے اپنے دوست کی فراہم کردہ کیسٹ گاہے بگاہے سننا شروع کردی۔ میں روزانہ اپنے کام کے سلسلے میں گاڑی پر ایک لمبا سفر کرتا تھا۔ اس کیسٹ کو روزانہ سننا شروع کردیا اور جب تک منزل نہ آتی اسے سنتا رہتا۔ دل کی کیفیت کے بیان کرنے کے لیے میرے پاس الفاظ نہیں ہیں۔ خیال آتا کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے فضل وکرم سے مجھے اسلام کے اصل حقائق سے روشناس کرادیا ہے اور اپنی اِس کوتاہی کے احساس پر میری آنکھوں سے آنسو جاری ہو جاتے کہ میں عملی مسلمان نہ بن سکا میں تو مسلمان صرف اس لیے ہوں کہ ایک مسلمان کے گھرانے میں پیدا ہوگیا ہوں۔ میں تو وہ بدنصیب ہوں جو قرآن کی عظمت اور اسلام کی حقانیت سے بالکل بے بہرہ ہوں اور شاید موت کے اور قبر کے خوف، حساب وکتاب کے ڈر اور اللہ کے سامنے کھڑے ہونے کے خوف کے حوالہ سے میرے دل پر مہر لگی ہوئی ہے۔

یوں سمجھ لیں کہ جوانی میں سر پر کالے کالے بھرے بھرے بال اور ان کا کسی فلمی ہیرو سے مشابہت کرتا ہوا اسٹائل، جسمانی طاقت، اعتماد، دنیاوی ترقی کے خواب میں مدہوش رہنا۔ پھر یہ گمان بھی رہتا کہ اگلا جہاں کافی دور ہے، ابھی زندگی کا سفر بہت طویل ہے، لہٰذا دنیا داری کے دلدل میں پھنسا رہا اور اسی خوابِ غفلت میں محاسبہ اُخروی کا ڈر پیدا کرنے والے ایمان کی پوٹلی دماغ میں کہیں پڑے پڑے زنگ آلود ہو چکی تھی۔

اس دوران مجھ پر یہ حقیقت واضح ہوئی کہ قرآن کریم ایک سمندر ہے۔ ہر کوئی اپنے ذہن، اپنی سوچ کے مطابق موتی نکالتا ہے۔ ہزاروں علماء حق آئے اور اپنے حصے کے موتی نکال لائے لیکن اس کا مطلب یہ نہیں ہے کہ سمندر خالی ہو چکا ہے۔ قرآن چونکہ انسانیت کے لیے آخری پیغام ہے، اس لیے لازم ہے کہ قیامت تک کے حالات وواقعات اس میں موجود ہوں اور مجھے میرے سوالوں کا جواب ملتا رہے۔ میرے اندر ایک نیا جوش اور ولولہ پیدا ہوا۔ میں نے ایک نئے جذبے اور نیک نیتی کے ساتھ اللہ سے مدد مانگی اور توبہ کی۔ اپنی غلطیوں (مغرب کی تقلید) کو تسلیم کر کے اللہ کے حضور شرمندہ ہوا۔ میں بہر حال ایک انسان ہوں، انسان میں کمزوریاں ہوتی ہیں۔ انسان عمر بھر سیکھتا رہتا ہے۔ یہی منشائے الٰہی ہے کہ

Marfat.com

انسان کا ضمیر اُس وقت بیدار ہو جب وہ بھرپور زندگی گزار رہا ہو۔ ورنہ موت کے آثار دیکھ کر تو فرعون بھی ایمان لے آیا تھا مگر وہ ایمان اس کے کام نہ آیا۔

میں نے زندگی سے یہ بھی سیکھا ہے کہ انسان کا من پرانا پاپی ہوتا ہے۔ پاپ اور گناہ سے پاک کرنا مشکل ترین جہاد ہے۔ ہمارے من میں دولت کی ہوس، لالچ، عیش پرستی کے لیے حدود اللہ کی پامالی۔ بغض، تکبر وغیرہ جیسے دشمن گھات لگائے بیٹھے رہتے ہیں۔ نفس انسان کا دشمن اور ابلیس کا دوست ہے۔ خواہشاتِ نفسانی انسان پر ہر طرف سے حملہ کرتی ہیں اور انسان دشمن نفس کے کہنے پر غلطیاں کر بیٹھتا ہے۔ بعد میں اپنی کمزوری پر کڑھتا اور پچھتاتا ہے اور اپنے آپ کو ہر لعن طعن بھی کرتا ہے۔ اسی پچھتاوے میں خیر کا پہلو ہوتا ہے۔ یہ اصلاح کا نقطۂ آغاز ہوتا ہے۔ غلطی کر کے اِس پر دل میں کڑھنا اور اس سے سیکھنا انسانی کردار کی عظمت کی دلیل ہے۔ اس کے برعکس غلطی کر کے اکڑنا شیطانی فعل ہے۔ شیطان نے جب غلطی کی اور اللہ کے حکم کے مطابق آدم کو سجدہ نہ کیا تو تو اس پر نہ پچھتایا بلکہ عذر گناہ کیا اور اکڑ گیا۔ چنانچہ اللہ کے دربار سے نکالا گیا اور پستی و ذلت اس کا مقدر بن گئی۔ انسان کا اصل کام یہ ہے کہ وہ شیطان اور اپنے نفس کے خلاف جہاد کرے۔ یہ جہاد ہی انسان کو دوسری مخلوق سے ممیز کرتا ہے۔

فرشتے سے بہتر ہے انسان بننا
مگر اس میں پڑتی ہے محنت زیادہ

فرشتوں کو تو اللہ نے معصوم بنایا ہے۔ وہ غلطی نہیں کرتے ہیں، انسان خطا کا پتلا ہے۔ عرصہ حیات اور وقت انسان کا استاد ہے۔ زندگی انسان کو سکھاتی ہے۔ میں نے بھی اِس سے سیکھا۔ بہرحال رو رو کر دعا کی، خدایا مجھے دین کا علم اور روشنی عطا کر۔ بالآخر ڈاکٹر اسرار احمد" کے لیکچروں اور ان کی تحریروں میں مجھے میرے سوالوں کے جوابات ملنا شروع ہو گئے۔ ان کی ہر تحریر اور ہر لیکچر نے میرے علم میں اضافہ کیا اور میری دنیا ہی بدل گئی۔ اللہ تعالیٰ ڈاکٹر صاحب" کو اپنے جوارِ رحمت میں جگہ دے۔ آمین!

پاکستان سے قرآنی کیسٹ بمعہ ترجمہ لے کر آیا۔ ایک ایک آیت اور اس کا ترجمہ گاڑی

Marfat.com

میں ہر وقت سنتا رہا۔ سالوں یہ سلسلہ چلا اور آج تک جاری ہے۔

9/11 کے واقعے کے بعد ابلیس کے لشکر نے افغانستان پر حملہ کر دیا اور اس کے کچھ عرصے بعد عراق کو نشانہ بنایا گیا۔ عراق کی جنگ نے مجھے جھنجھوڑ کر رکھ دیا۔ مہلک ترین جدید ہتھیاروں سے شہر کے شہر، مقدس مقامات کھنڈر بنا دیئے گئے۔ اس جنگ میں لاکھوں بے قصور مسلمانوں کو بدترین انداز میں قتل اور زخمی کر دیا گیا۔

ایک اہم واقعہ

عراق کی جنگ کے بعد کسی شام اپنے ہم زلف کے ساتھ اُن کے گھر پر ایک ڈاکومنٹری فلم دیکھی جو عراق کی تباہی پر آسٹریلیا کے ٹی وی چینل نے دکھائی تھی جس نے مجھے کافی عرصے تک ڈسٹرب رکھا اور میں دل ہی دل میں اُداس بھی رہا۔ اس فلم میں کئی مسلمان کم عمر لڑکیوں کے جھلسے ہوئے چہرے دکھائے گئے کہ خوف سے میرا سارا جسم لرز کر رہ گیا۔ میں سوچنے لگا کہ دنیا میں اب ان جھلسے ہوئے خوفناک چہروں کا کیا مستقبل ہوگا؟ شاید معصوم لڑکیاں یوں ہی گھٹ گھٹ کر مر جائیں گی۔

ان تمام لڑکیوں میں بالخصوص ایک لڑکی کی شکل دیکھ کر میرا دل کانپ گیا۔ مجھے ایسا لگا کہ یہ بچی میری ہے۔ مجھے اس بچی میں اپنی بچی کا عکس نظر آیا اور ایسا لگا کہ یہ بچی ابھی کہے گی پاپا مجھے اپنی چھاتی سے لگا لیں۔ ان درندوں (کفاروں) نے میرا ملک اپنے خوفناک ہتھیاروں سے تباہ کر دیا ہے۔ میرے گاؤں میں کوئی ایسا گھر نہیں ہے جس کے افراد اس قیامت سے محفوظ ہوں۔ بچے، بوڑھے، عورتیں اپنے گھروں سے بھاگتے ہیں کہ کسی محفوظ جگہ پناہ مل جائے۔ یہ ان پر میزائل مار کر فنا کر دیتے ہیں۔ معلوم نہیں ہم نے اُن کا کیا بگاڑا تھا۔

ایک وحشت درندگی کی فضا جو اس وقت ڈاکومنٹری فلم دیکھتے ہوئے چاروں طرف میں نے محسوس کی۔ مجھے ایسا لگا کہ تمام بچیاں مجھ سے پوچھ رہی ہوں کیا ہم سب دہشت گرد ہیں؟ ہم نے تو اپنی زندگی کی چودہ یا پندرہ بہاریں ہی دیکھی تھیں۔ یہ بچیاں علماء کرام، مغربی مسلمانوں اور اسلامی حکمرانوں سے سوال کر رہی تھیں کیا ہم نبیؐ کی امت کی بیٹیاں

۱۲۷۲۴۱

Marfat.com

نہیں ہیں؟ کیا تم نے قرآن میں یہ الفاظ نہیں پڑھے ہیں؟

﴿وَ اَعِدُّوْا لَهُمْ مَّا اسْتَطَعْتُمْ مِّنْ قُوَّةٍ وَّمِنْ رِّبَاطِ الْخَيْلِ تُرْهِبُوْنَ بِهٖ عَدُوَّ اللّٰهِ وَعَدُوَّكُمْ وَ اٰخَرِيْنَ مِنْ دُوْنِهِمْ﴾

''ان کے مقابلے میں جتنی قوت فراہم کر سکتے ہو کرو اور گھوڑے تیار رکھو جن سے تم اللہ کے دشمنوں کو اور اپنے دشمنوں کو خوف زدہ رکھو۔'' (سورہ انفال: 60)

ان ننھی بچیوں کے چہروں پر کرب کے آثار جو میں نے دیکھے تھے وہ میرے ذہن سے نکل نہ سکے۔ یوں محسوس ہوتا تھا کہ وہ دُکھ اور تکلیف سے چیخ رہی ہوں اور مجھ سے کچھ پوچھ رہی ہوں۔ وہ مجھ سے بالخصوص پوری امت سے شکوہ ہی نہیں بلکہ سوال کر رہی تھیں کہ اے دیوانو! کیا یہ اسلام ہے جس کے تم دعوے کرتے ہو؟ کیا مسجدوں میں بیٹھ جانا اور تسبیح کے دانے گرا دینا ہی اسلام ہے؟ مسلمانو بے شک تمہارے پاس کلمہ ہے لیکن اسلام نہیں ہے۔ دیکھو کفاروں کو، ان کے پاس کلمہ نہیں ہے لیکن اسلام ہے۔ انہوں نے اپنی بچیوں کے تحفظ کو یقینی بنانے کے لیے ایسا ایکشن پلان مرتب کیا کہ دوسرا 9/11 نہ ہونے دیا۔ ایسے کئی سوالات اُس وقت میرے ذہن میں گونجنا شروع ہو گئے، بلکہ سچی بات یہ ہے کہ آج تک گونج رہے ہیں۔

پتہ نہیں کیوں اُس وقت محفل میں ہی نہیں بلکہ چاروں طرف بکھرے ہوئے مسلمانوں کے پاس سے مجھے بدبو آنے لگی۔ دنیا میں کفر کے غلبہ پر سکون کی نیند سونا اور ہر مسلمان کا یہ سوچنا کہ مجھے کیا فرق پڑتا ہے حالانکہ مسلمان کو برائی کے حوالے سے تلوار، ہاتھ، زبان حتیٰ کہ احساس سے روکنے کا حکم دے رکھا ہے۔ ایسا نہ کرنا اللہ کے نزدیک سنگین جرم اور باعث لعنت بھی ہے۔ بے بس زمینوں پر صرف بے بسی کاشت ہوتی ہے۔ شاید آج تمام اسلامی ممالک میں بے بسی کی فصل لہلہا رہی ہے اور سارے مسلمان حجروں، خانقاہوں مسجدوں میں بیٹھ کر اپنے بھائیوں کے خون کو بہتا ہوا دیکھ کر آسمان کی طرف دیکھتے ہیں اور آسمان بھی ہمیں دیکھ کر مسکراتا ہے کیونکہ آسمان بے بس لوگوں کو بھی اُسی بے بسی کی طرح دیکھتا ہے۔

ان مظلوم، خوف زدہ اور مجبور لڑکیوں سے حالانکہ میرا کوئی رشتہ نہیں تھا، سوائے اس کے

Marfat.com

وہ اس وحدہ لاشریک اللہ پر ایمان رکھتی تھیں، اسی رسولؐ کا کلمہ پڑھتی تھیں۔ اسی دین سے وابستہ تھیں جس سے میں ہوں اور سارے مسلمان ہیں۔ اسی رشتہ کی بنا پر ہم سے پوچھ رہی تھیں کہ اے مسلمانو کیا اپنے نبی کا قول بھول گئے ہو کہ مسلمان مسلمان کا بھائی ہے، مومن مومن کے عمارت کی طرح ہے جس کا ایک حصہ دوسرے حصے کے لیے سہارا ہے۔ اسی قول کی بنا پر میرے اندر سے ایک ہی جواب آ رہا تھا، ہاں یہ مظلوم بچیاں میرے نبیؐ کی بچیاں ہیں۔ ان بچیوں میں مجھے اپنی بچی کا عکس نظر آ رہا تھا۔

ہر شاخ پر الو بیٹھا ہے انجام گلستاں کیا ہوگا

مغرب کی چمکتی اور خوبصورت دنیا میں زندگی کے مسائل ہی اور ہیں۔ محفلوں میں آپس کی گپ شپ میں معاشی ترقی، اعلیٰ ہالی ڈے، کتنے گھر بنا لیے؟ یہ وہ باتیں ہیں جو تقریباً ہر محفل میں ہائی لائٹ ہوتی ہیں۔ مغرب میں سب خوش ہیں، آباد ہیں، بامراد ہیں، مسکراہٹیں ہیں اور مستقبل سے پر اُمید ہیں۔ شاید ان مظلوم بچیوں کا کسی کو خیال بھی نہ رہا ہوگا۔ اب تو کسی کو ملال بھی نہ ہوگا کسی تقریب کا رنگ بھی پھیکا نہ ہوا ہوگا۔

نہ معلوم کیوں ترمذی شریف کی حدیث کو پڑھ کر میں کانپتا ہوں اور خوفزدہ ہو جاتا ہوں۔ جریر بن عبداللہ نے روایت کیا ہے۔ آپؐ نے فرمایا:

میں ہر اس مسلمان سے بری ہوں جو مشرکین کے درمیان رہائش اختیار کرے۔ دوسری حدیث ابوداؤد میں ہے۔ سمرہ بن جندب نے روایت کیا ہے آپؐ نے فرمایا جو شخص مشرک کے ساتھ موافقت کرے اور اس کے ساتھ رہائش اختیار کرے وہ اسی میں سے ہے۔

یہ ایک حقیقت ہے کہ دنیا کی کوئی قوم کوئی انسان اس وقت تک اللہ کے دربار میں کامیاب نہیں ہوتا ہے جب تک اپنی غلطیوں، غفلت پر اللہ سے معافی مانگے، اپنی اصلاح کرے۔ اللہ نے توبہ کے دروازے کھلے رکھے ہیں ورنہ اللہ کے حکم کی نافرمانی کرنے والوں کے عبرتناک انجام سے واقعات بھرے پڑے ہیں۔ تباہی و بربادی، عذاب کے ہولناک آثار آج بھی دنیا میں کھنڈرات کی صورت میں محفوظ ہیں۔ آج مسلمانوں کی اس طاغوتی شراکت داری کی مثال ان مسافروں کی طرح ہے، جو امریکہ جانے کے لیے جہاز

Marfat.com

میں سوار ہوئے ہیں مگر بدقسمتی سے جہاز کا رُخ افریقہ کی طرف ہے۔اب اگر وہ سالوں تک اس پر سوار رہیں مگر منزل تک نہیں پہنچ سکیں گے۔ ذرا سوچیں بنی اسرائیل نے اللہ سے کئے گئے میثاق کو توڑا تو انھیں آج تک پناہ نہیں مل سکی ہے۔

مسلمانوں کے خون کی ندیوں کے بہنے پر میرے سامنے وہی سوالات دوبارہ آ کھڑے ہوئے۔ میرے تعلیمی، تحقیقی اور سچ کی لگن کے سفر میں تیزی آ گئی۔ مجھ پر ایک جذباتی دیوانگی طاری ہوگئی۔حق اور ایمان کی روشنی کو میں اپنے دل میں محسوس کرنے لگا اور حق کو لکھنے کا ارادہ کر بیٹھا۔ میں نے قلم کے ذریعے جہاد کا فیصلہ کرلیا۔ میں نے قلم اُٹھایا اور اپنے دل میں یہ تہیہ کرلیا، سچ لکھوں گا اور وہی بات لکھوں گا جسے میرا ضمیر، میرا دل و دماغ قبول کریں گے۔ البتہ یہ بات دوسری ہے کہ دنیا کے سب سے بڑا سچ توحید (اللہ کے وحدہ لاشریک ہونے) کو دنیا کا تین چوتھائی حصہ تسلیم نہیں کرتا ہے۔اس تین چوتھائی حصہ میں بڑے بڑے مفکر اور دانشور موجود ہیں جو اللہ کو جانتے ہی نہیں۔ اگر جانتے ہیں تو ماننے سے انکاری ہیں۔

میں لکھنے سے پہلے اپنے اللہ سے دعا مانگتا، اللہ کا نام لے کر وہ لکھنا شروع کرتا جسے میں سچ سمجھتا۔ اگرچہ میں کوئی باقاعدہ لکھاری نہیں لیکن میں سمجھتا ہوں کہ میرا قلم کاغذ کے سینے پر اللہ کی مدد سے دوڑنا شروع کر دیتا۔ لکھتے ہوئے میرے دل و دماغ میں یہی بات ہوتی کہ مجھے قبر میں جانا ہے اور اللہ کے ہاں میری جوابدہی ہونی ہے۔ میری نیت دولت یا کسی شہرت کمانے کی ہرگز نہیں تھی۔ میں یہ بھی جانتا ہوں کہ سچ کڑوا ہوتا ہے اور میں نے زندگی کی ایک نئی راہ کو چیلنج سمجھ کر قبول کیا ہے۔ یہ انتہائی کٹھن اور دشوار ترین کام تھا۔ یہ ایک حساس ترین موضوع تھا۔ بڑے بڑے علماء کے مقابلے میں میری حیثیت ایک چیونٹی سے بھی کم تھی لیکن حق لکھنا میرا اٹل فیصلہ تھا۔ ہوسکتا ہے میرے مشاہدے، تجربے، غور وخوض میں کہیں کوتاہی ہو، لیکن خدا گواہ ہے کہ میری نیت میں کوئی کھوٹ نہیں ہے۔ میں نے بے لوث، اخلاص کے ساتھ اور اللہ کو جواب دینے کے خوف سے سچ ہی لکھا ہے۔ میں صرف اور صرف اپنے پیارے نبی ﷺ کی امت کی سوچ میں تبدیلی لانا چاہتا ہوں۔ میرا خواب یہ ہے کہ امت مسلمہ ایک بار پھر دنیا کی امامت سنبھال لے۔ میں نے اپنے انداز میں وہ سب کچھ کہنے کی

Marfat.com

کوشش کی ہے۔اس امت کا مقصد وجود تھا۔افسوس کہ امت اس مقصد کو بالکل بھول گئی ہے۔

اس گہرے علمی تحقیقی سفر میں جو حقائق اللہ نے میرے سامنے کھولے، میں نے دوستوں سے حق شناسی کا تذکرہ کرنا چاہا تو میرا کھلم کھلا مذاق اُڑایا گیا، مجھے طعنے دیئے گئے۔کہا گیا کہ تم کسی مدرسے سے فارغ التحصیل نہیں ہو، تم کیا اسلام کو سمجھو گے۔تمہارا کل ہمارے سامنے ہے، اب کس حق اور سچائی کی بات کرتے ہو۔کسی نے جملہ کسا، علی کے گھر وحی آرہی ہے۔کسی نے کہا اس کے سسر کا نام نظام تھا، اس لیے نظام نظام کی تسبیح پڑھتا ہے۔کسی نے کہا زید حامد کی کرسی پر بیٹھنا چاہتا ہے وغیرہ وغیرہ۔زیادہ ملال اس بات کا تھا کہ میرے وہ عزیز دوست، جنھوں نے مجھے کیسٹ دی تھی میں نے ان سے بھی اسلام کے حقائق کو شیئر کرنا چاہا تو انھوں نے بھی میرا ساتھ نہ دیا اور حق اور باطل کی کشمکش پر میری مخالفت کی۔مجھے خون کے آنسو رلایا اور میرا مذاق اُڑایا کہ تم زیرو ہو، تم جاہل ہی رہے، تمہیں ابھی اسلام کے بارے میں کچھ علم ہی نہیں ہے، وغیرہ وغیرہ۔میں نے اس طرح کی تنقید پر برا ماننے کی بجائے اسلام کا مزید مطالعہ کرنے کا فیصلہ کیا۔میرے دوست اپنی غیر سنجیدگی کی وجہ سے میری باتیں نہ سمجھ سکے۔میرا مدعا صرف یہ تھا کہ مغرب میں بسنے والے مسلمانوں کی آنکھیں کھولی جائیں۔

بعض اوقات انسان مشکل میں پھنس جاتا ہے۔میں ہر محفل میں اس جوش کے ساتھ جاتا کہ لوگوں پر اسلام کی حقانیت کی یہ گرہ کھلے گی تو قافلہ بنے گا لیکن افسوس کہ دوستوں کی آنکھوں سے زبان سے نکلتے ہوئے شعلے میرے جذبے کو ٹھنڈا کر دیتے اور میں اکثر و بیشتر یہ سوچتا کہ اسلام کے نام لیواؤں کی محفل میں اور ان کی موجودگی میں حقائق پر بات کروں یا نہ کروں۔بولوں تو لوگ مذاق اُڑائیں اور محفل کا ماحول خراب ہو جائے، نہ بولوں تو ضمیر کا مجرم ٹھہراؤں۔کئی بار میں نے یہ فیصلہ کیا کہ آئندہ اس بحث سے دور رہوں گا۔نقار خانے میں طوطی کی آواز کون سنے گا۔لوگ دلیل کا جواب دلیل سے دینے کے بجائے تمسخر اُڑاتے ہیں۔

مغرب میں مشرق سے آئے ہوئے مذہبی رہنماؤں کی تقلید لوگ آنکھیں بند کر کے کرتے ہیں۔یہ اندھی تقلید بعض اوقات شرعی تقاضوں سے متصادم ہوتی ہے اور محکمات قرآنی کو بھی نظر انداز کر دیا جاتا ہے۔یہاں یہ وضاحت مجھ پر لازم ہے کہ یہ معاملہ صرف

Marfat.com

علمائے سو کا ہے علمائے حقانی کا نہیں۔

دوسری وجہ یہ ہے کہ لوگوں کی اسلام کے بارے میں لاتعلقی یا لاعلمی کی وجہ سے ان کی سوچ اور فکر ارتداد کا رخ کرتی محسوس ہوتی ہے۔ یہ وہ فکری پسپائی ہے (اس کی تفصیل ان شاء اللہ آگے آئے گی) جس میں اللہ کے احکام کی پامالی ہوتی ہے۔ آج یہود اور نصاریٰ کے تھنک ٹینک کا وہ عظیم فتنہ برپا ہے جو انسان کے اندر وسوسے پیدا کرتا ہے اور اسی کی بنا پر آدمی صبح کو مومن اور شام کو کافر ہوتا ہے۔ یہ دجالیت کا وہ فتنہ ہے جس کو دنیا کے ہر انسان بالخصوص مسلمان نے آہستہ آہستہ قبول کرلیا ہے۔ مسلمان پستی کی انتہا کو پہنچ چکے ہیں جس کی وجہ سے مغرب میں اگر محفل میں آپ اسلام کے اس حصے کو جسے مذہب کہا جاتا ہے کی بحث کریں تو ماحول بہت اخلاقی اور اچھا رہتا ہے لیکن جہاں آپ نے دین اسلام اور اسلام کے نظام اجتماعیت کی بات کی وہیں لوگوں کا موڈ بدل جاتا ہے۔

مغرب میں رہنے والا مسلمان بلکہ اب تو پوری امت، اس مذہبی گرد وغبار میں گم ہوگئی ہے۔ ہم وہ بدنصیب امت ہیں جو اپنے نصب العین کو فراموش کر چکے ہیں۔ میرے نزدیک جو لوگ صرف نماز روزہ کو ہی پورا دین سمجھ بیٹھے ہیں اور ان کی زندگی کے دوسرے معاملات اللہ کے حکم اور اُس کی اطاعت سے خالی ہیں اور ستم بالائے ستم یہ کہ اللہ کا دین مغلوب ہے لیکن اُن میں کوئی دینی غیرت وحمیت پیدا ہوتی ہے اور نہ وہ جہاد وقتال کی منازل طے کرتے ہیں۔ ایسے سب لوگ سخت مغالطے میں ہیں۔ اُن کا تصورِ دین مسخ شدہ ہے۔

میری ہرگز یہ مراد نہیں ہے کہ (معاذ اللہ) میں عبادات اور دینی وضع قطع کی اہمیت سے انکاری ہوں۔ بلاشبہ اس میں کوئی شک کی گنجائش نہیں ہے کہ عبادات فرض ہیں اور حلیہ کو سنت کے مطابق ہونا چاہیے لیکن ملک اللہ کے دین کو قائم کرنا یا قائم رکھنا فرضِ عین مطلق ہے۔ میں یہاں قبل از تقسیم ہندوستان کی مثال دینا چاہوں گا۔ انگریز نے یہاں نظام سلطنت اور نظام تعلیم اپنا نافذ کیا ہوا تھا لیکن ہر مذہب کے لوگوں کو اپنی روایات کے مطابق عبادات کرنے کی اجازت دی ہوئی تھی۔ یہاں تک کہ انگریزوں کے فوجی ہیڈ کوارٹر میں مولوی اذان دیتا اور اللہ اکبر کی صدا لگاتا، حالانکہ اللہ کے دین کو پاؤں تلے روندا جارہا تھا۔

Marfat.com

باطل کے اقتدار میں تقویٰ کی آرزو
کیسا حسین فریب ہے جو کھا رہے ہیں ہم

قرآن جس عبادت اور بندگی کا کہہ رہا ہے، جس کے لیے انسان کو پیدا کیا گیا ہے وہ کون سی عبادت ہے؟ یہ ہے ملین ڈالر کا سوال۔

امت مسلمہ کی تشکیل اور اس کا وجود کا مقصد کیا ہے، جس پر ہر مسلمان کی نجات اخروی کا دارومدار ہے اور اس کی مخالفت پر ابلیس، اس کے ایجنٹ اور نظام عدل اجتماعی کے دشمن سختی سے ڈٹے ہوئے اور باطل نظامِ حیات کی حفاظت کے لیے سانپ کی طرح کنڈلی مار کر بیٹھے ہوئے ہیں۔ یہ دستور ازل سے چل رہا ہے۔ ابلیس اور ابلیس کے دستے بڑی بڑی امتوں کو انبیاء کی موجودگی میں بھی نقصان پہنچا چکے ہیں۔ آج بھی یہ دستے حق (اللہ کا حق) کو نقصان پہنچانے کے لیے ان منصوبوں پر عمل کر رہے ہیں جو انہوں نے طویل عرصہ پہلے سوچ رکھے تھے اور اپنی تجربہ گاہوں میں اور انسانی منڈیوں میں ڈالروں کے عوض مسلمانوں کو خرید کر ایسی ایجادات اور تجربات کر رہے ہیں جس سے انہیں ایک عرصہ بعد فائدہ اُٹھانا ہے۔

دوسری طرف امت مسلمہ کا مذہبی طبقہ، دانش ور، اور ذہین اقلیت کئی صدیوں کی غلامی، میں مبتلا اور دجالی فتنہ، ذہنی جمود اور تعطل کا شکار ہیں، جس نے ایسی مضحکہ خیز صورت اختیار کر لی ہے کہ ہم صرف اسلام کے مراسم عبودیت اور اُس کے ظواہر ہی کو کُل اسلام سمجھ بیٹھے ہیں۔ جنت ہمارا مقدر ہے، ہم اللہ کی پسندیدہ امت ہیں۔ الہٰذا اجتماعی زندگی کے دوسرے گوشوں کی طرف توجہ دینے کی کوئی خاص ضرورت نہیں۔ اگرچہ قرآن کا فلسفہ یہ ہے کہ محض پیدائشی یہود و نصاریٰ یا مسلمان ہونا کامیابی کی ضمانت نہیں ہے۔

آپ سوچ رہے ہوں گے کہ میں کن چکروں میں پڑ گیا اور کہاں کی باتیں لے کر بیٹھ گیا (ان امور پر تفصیلی بحث ان شاء اللہ آگے چل کر "ابلیس کا اپنے ارکان سلطنت سے خطاب" کے باب میں ہوگی۔

میں اپنا قلم پھر اس سلسلہ کی طرف واپس لاتا ہوں جہاں میں مختلف علماء تک کے مطالعے پہنچنے کا ذکر کر رہا تھا۔ اڈاکٹر اسرار احمدؒ کے تحقیقی مراسلے، مضامین پڑھتے پڑھتے میں فکر اقبال

Marfat.com

کے مطالعے تک جا پہنچا۔ (اسکول کے زمانے میں علامہ اقبال کی شاعری کو صرف اُردو کے امتحان کی کامیابی کی حد تک پڑھا کرتے تھے)۔

اپنے اِس جذبے کی تکمیل کے لیے راقم کا یہ مشغلہ بھی رہا ہے کہ اخبارات اور وسائل میں بھی میرے خیالات سے ملتی جلتی کوئی تحریر یا معلومات ملتیں تو میں انھیں محفوظ کر لیتا۔ جن لوگوں کی تحریریں مجھے اپنی جانب کھینچتی ان میں اوریا مقبول جان، ڈاکٹر قدیر خان، ڈاکٹر صفدر محمود، انصار عباسی، ہارون رشید، حسن نثار، جاوید چوہدری اور بہت سے لوگ شامل ہیں۔ جن کے نام نہ لکھ سکا ہوں مگر ان کے علم سے فیض یاب ہوا ہوں۔ دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ ان سب دانشوروں پر رحمتیں نازل کرے جو شجر اسلام کو اپنے قلم کی روشنائی سے سیراب کر رہے ہیں اور قلمی جہاد سے فراعینِ وقت کو للکارتے ہوئے امت کے بھٹکے ہوئے نوجوانوں کو غیرت دینی بخش رہے ہیں اور حق و باطل کی جنگ میں حق کی آواز بلند کر رہے ہیں۔ مجھے یقین ہے اور آخرت میں یہی صدائے حق ان کے لیے حجت بن جائے گی اور وہ فلاح سے ہمکنار ہوں گے۔

اسرار عالم جو بھارت کے مایہ ناز اسکالر ہیں کی کتاب ''دجال فتنہ اور دجالیت'' کے حوالے سے بہت اہم مفصل تصنیف ہے۔ اگرچہ بہت ہی ثقیل انداز میں لکھی گئی ہے۔ میں خود اس کتاب کو اور دجالی فلسفہ کو پہلی مرتبہ نہ سمجھ سکا تھا لیکن بعد ازاں اس کتاب اور اس کے بڑے اہم چیدہ چیدہ موضوعات کے مطالعہ سے دل دماغ منور اور معطر ہوگئے۔ ایمانی احساسات میں ایک عجیب حرارت محسوس ہوئی اور دل سے بے اختیار نکلی کہ رب العالمین اسرار عالم کی اس عظیم علمی تحقیقی محنت و مشقت کو شرف پذیرائی عطا فرما کر انھیں دونوں جہان میں کامیاب کرے۔ امت کے نوجوانوں کو اس بیش بہا روح پرور کتاب سے استفادہ کی توفیق عطا فرمائے۔ یہ کتاب میں نے خود اتنی مرتبہ پڑھی اور اس پر اتنا غور و خوض کیا ہے کہ تقریباً زبانی یاد ہوگئی ہے اور میں نے اپنی اس کتاب کے حوالے سے بہت استفادہ کیا ہے۔

بہرحال علامہ اقبال اور ڈاکٹر اسرار احمدؒ میرے رہنما بنتے گئے۔ میں علامہ اقبال کے فلسفۂ خودی سے بہت متاثر ہوا اور اسلام کے انسانی مساوات کے عظیم الشان تصورات کو

Marfat.com

انصاف کو علامہ سے ہی سمجھا۔ اقبال نہ عالم دین تھے، نہ صوفی، نہ پیری کا دعویٰ دار اور نہ کبھی کسی کو مرید بنایا لیکن ان کے فلسفہ اسلام نے امت کو ایک نیا جوش وخروش دیا۔

ڈاکٹر اسرار احمد اس دور میں قرآن کے ایک عظیم خدمت گار اور اسلامی مفکر ہیں۔ حقیقت یہ ہے کہ انہوں نے قوم کو جو قرآن سے دور ہو چکی تھی اور قرآن کو صرف چومتی، چاٹتی اور ریشمی جزدان میں بند کر کے الماری کے طاق میں سجا دیتی تھی۔ ایک بار پھر قرآن کی پکار سنائی اور قرآن سے جوڑ دیا۔ انسانی حاکمیت (جو جمہوریت کا اصل الاصول ہے) اور ربانی حاکمیت (جو اسلامی خلافت کی اساس ہے) کے فلسفہ کو ڈاکٹر اسرار احمدؒ سے ہی سمجھا۔ مذہب اور دین میں کیا فرق ہے؟ بالعموم علماء اس سے ناواقف ہیں۔ اس فلسفہ کو ڈاکٹر صاحب نے نہایت عمدہ انداز سے سمجھایا ہے وہ مسلمانوں کے لیے بہت مفید اور ایک آئینہ ہے۔

میرے دل میں اسلام کے مروجہ تصور اسلام کے حوالے سے یہ کشمکش کافی عرصے تک جاری رہی۔ بالآخر میں نے یہ عہد کر لیا کہ اسلام کے حوالے سے راہنمائی اب ان دو عظیم شخصیات یعنی علامہ اقبال اور ڈاکٹر اسرار احمدؒ کے کلام سے حاصل کروں گا۔ یہ میرا اٹل فیصلہ تھا جو مدتوں کے غور وخوض کے بعد میں نے کیا تھا۔ میرے نزدیک یہ مسلمانوں کی بڑی بدقسمتی تھی کہ وہ ان دو شخصیات کے اصل پیغام کی تہہ تک نہ پہنچ سکے۔ علمائے دین اور صوفیاء اپنے مناظروں اور ذکر وفکر صبح گاہی میں مشغول رہے اور اپنا مشن خانقاہوں تک محدود کر لیا۔ امت کا انگریزی پڑھا ہوا طبقہ دولت کمانے کی طرف مڑ گیا۔ سبھی دولت اور مغربی نظام کی چمک کے دلدادہ ہو گئے اور یہ سمجھنے لگے کہ ہم ترقی کر رہے ہیں جبکہ حقیقت اس کے برعکس ہے۔ میرے نزدیک یہ تمام لوگ مٹی کی مورتیاں ہیں کہ سانس لیتی ہوئی لاشوں سے زیادہ ان کی کچھ وقعت نہیں۔ انھیں حقیقی کامیابی کا ادراک ہی نہیں ہے۔

ابلیس نے اس امت کا کثیر حصہ نگل لیا۔ مغربی سانچے میں ڈھلے ہوئے ذہن کے ساتھ مسلمان حکمرانوں، دانش وروں اور روایتی علماء کے ذریعے اُس اسلام کو فروغ حاصل ہوا جو نماز، روزہ تک محدود ہے اور جس سے یہود ونصاریٰ کو کوئی خطرہ ہے اور نہ اس پر اُن کا اعتراض کیونکہ ایسا اسلام اُن کے ایجنڈے کے راستے میں حائل نہیں ہوتا۔ ابلیس نے اس کا

Marfat.com

فائدہ اُٹھاتے ہوئے مسلمانوں کو چند عبادات کی ادائیگی تک محدود کردیا اور شفاعت کا غلط تصور، جزا اور سزا کے عملاً انکار اُن کے دل و دماغ میں بٹھا کر اللہ کے دین کا مکمل خاکہ اُن کی نظروں سے اوجھل کر دیا۔

یہی وجہ ہے کہ اس وقت دنیا میں ستاون (57) اسلامی ممالک موجود ہیں لیکن اُن میں سے کوئی ایک بھی ملک ایسا نہیں جسے اسلامی فلاحی ریاست کہا جا سکے، جس میں اسلام کا نظام عدل اجتماعی اپنی روح کے ساتھ نافذ ہو۔ حکمران چاہتے ہیں کہ عوام اسلامی حوالہ سے صرف نماز، روزہ اور حج کی طرف متوجہ رہیں اور ملک میں شرعی قانون اور اسلامی دستور کے نفاذ کے لیے کوئی صدا بلند نہ ہو۔ اِس لیے کہ اسلامی دستور آج کے سیکولر اور سرمایہ پرست نظام پر کاری ضرب لگاتا ہے۔ مسلمان حکمرانوں کا اقتدار اسی سیکولر نظام سے وابستہ ہے۔ وہ اچھی طرح جانتے ہیں کہ ابلیسی قوتیں صرف اس صورت میں اُن کے اقتدار کو دوام بخشیں گی اگر وہ ابلیسی نظام کو جاری رکھنے پر تیار ہوں۔

جس طرح نیک لوگ قرآن وسنت میں دیئے گئے احکام کے مطابق امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کا فریضہ ادا کرتے ہیں۔ اِسی طرح شیطان اور اُس کے چیلے چانٹے اِس کام کی مخالفت کرتے رہتے ہیں۔ آج جبکہ مسلمانوں نے امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کا کام چھوڑ دیا تو اُس کا منطقی نتیجہ یہ نکلا کہ شیطان اور اُس کے چیلوں کا کام اپنے عروج پر پہنچ گیا۔ دنیا میں یہودی شیطانؑ کے ایجنٹ کی حیثیت سے کام کر رہے ہیں۔ انہوں نے ہی دنیا کو انسانی حاکمیت کا نظام دیا۔ وہ پہلے فرنگی کے ذریعے یہ کام کر رہے تھے، آج وہ امریکہ کے کندھوں پر سوار ہیں اور دنیوی علم کو دنیا میں فساد برپا کرنے کے لیے استعمال کر رہے ہیں۔

حقیقت یہ ہے کہ انسان کے دل میں اللہ کی ہستی کا یقین کائنات کے وسیع مشاہدے سے پیدا ہوتا ہے۔ مثلاً وہ کائنات کی ہر ہر چیز کا مشاہدہ کرتا ہے تو اللہ کا یقین اُس کی ان آنکھوں کے راستے دل میں داخل ہوتا ہے لیکن کمال قدرت یہ ہے کہ آنکھیں ہی اسے گزرتے ہوئے نہیں دیکھ سکتیں یہی میرے ساتھ بھی ہوا اور میری دنیا ہی بدل گئی۔

جب میں نے اسلامی تاریخ کو پڑھا تو علم ہوا کہ اسلامی تاریخ میں 17 ویں صدی

Marfat.com

عیسوی تک اسلامی علوم اور مساوات یہ دونوں چیزیں ساتھ ساتھ چلتی رہی ہیں۔ برصغیر میں مدرسوں کا جال بچھا ہوا تھا اور وہاں سے فارغ التحصیل ہو کر مسلمان امور مملکت چلاتے تھے۔ انگریزوں نے برصغیر کے مسلمانوں کی اس ریڑھ کی ہڈی کو توڑا۔ خالصتاً دنیاوی تعلیم گاہ اور کالج کھولے گئے اور ان کالجوں سے فارغ ہونے والے طلبہ پر سرکاری نوکریوں کے دروازے کھول دیئے گئے، جس سے ''کالے بابو'' وجود میں آنے شروع ہو گئے اور مذہبی مدرسوں کے فارغ التحصیل مساجد تک محدود ہو گئے۔ انگریز کی اِس انقلابی دعوت (نظام تعلیم) سے وہ نسل پیدا ہونا شروع ہو گئی جو صبح کو مومن اور شام کو کافر ہو جاتی ہے۔ سیکولر تعلیم کا جو شجر فرنگی نے لگایا تھا وہ خوب پھلا پھولا۔ لاکھوں مسلمان بچے اِن ہی تعلیمی اداروں سے فارغ ہوئے جن کا مذہب تو نہ بدلا جا سکا، البتہ اُن کا ذہن بالکل بدل دیا گیا۔ انگریز کے اِس کارنامے پر تبصرہ کرتے ہوئے اکبرالہ آبادی نے کیا خوب کہا تھا۔

یوں قتل سے بچوں کے وہ بدنام نہ ہوتا
افسوس کہ فرعون کو کالج کی نہ سوجھی

اِس علم کا جو مسلمانوں کے لیے زہر قاتل ثابت ہوا، پہلا پودا مجھ سے پہلی نسل تھی۔ اس پودے کی نشوونما میں اللہ سے باغی کر دینے والے علم نے کھاد کا کام کیا اور میری نسل اِس پودے کا پھل تھی جو قابل فروخت ہے۔ یہ سلسلہ جاری رہا تو آئندہ نسل پکے ہوئے پھل کی طرح اس خدا دشمن نظام کی گود میں گر جائے گی۔ نتیجہ یہ نکلے گا کہ اسلام مکمل طور پر مساجد میں مقید ہو جائے گا۔ یعنی لوگ صوم وصلوۃ کے پابند تو ہوں گے لیکن اُنہیں کوئی غرض نہیں ہوگی کہ انسانیت پر کیسے کیسے مظالم ڈھائے جا رہے ہیں،؟ سود نے اپنا شکنجہ غربا اور اوسط درجے کے عوام کی گردنوں پر کیسے کسا ہوا ہے؟ بے حیائی اور عریانی معاشرے کو کیسے تباہ و برباد کر رہی ہے؟ نماز پڑھو، روزے رکھو، لیکن بازار میں کیا ہو رہا ہے؟ عدالتوں میں کیا ہو رہا ہے؟ حکومت کس طرح چلائی جا رہی ہے؟ سیاست میں کس انداز سے خدا سے بغاوت ہو رہی ہے؟ حقوق نسواں کی آڑ میں کیا گل کھلائے جا رہے ہیں؟

علامہ اقبال نے ایک وقت میں کہا تھا

Marfat.com

ملا کو جو ہے ہند میں سجدے کی اجازت
ناداں یہ سمجھتا ہے اسلام ہے آزاد

علامہ اقبال کی روح سے معذرت کے ساتھ اگر میں "ہند" کی جگہ غرب (مغرب) کر دوں اور شعر کچھ یوں پڑھا جائے۔

ملا کو جو ہے غرب میں سجدے کی اجازت
ناداں یہ سمجھتا ہے کہ اسلام ہے آزاد

افسوس کہ ہند کے آزاد ہونے کے بعد بھی اسلام آزاد نہ ہوا بلکہ مزید جکڑ بندیوں میں آ گیا۔ فرقہ واریت کا اژدھا باہمی اخوت و محبت کو نگلنے لگا۔ ایک اللہ، ایک قرآن، ایک نبی کے ماننے والے ایک دوسرے پر کفر کے فتوے لگانے لگے۔ ہر جماعت، ہر گروہ یہ دعویٰ کرتا ہے کہ حق صرف اُس کے پاس ہے، باقی سب باطل ہیں۔ ایسے میں مجھ جیسا انگریزی پڑھا لکھا جس کا دل و دماغ مذہب کی طرف رغبت رکھتا ہے، یہ سوچتا ہے، کدھر جاؤں، کدھر نہ جاؤں۔ اِس فرقہ پرستی اور مسلک پرستی میں عام آدمی کا ذہن اُلجھ کر رہ جاتا ہے۔ ہندو دشمنی کی وجہ سے یہ اختلافات کسی حد تک دبے ہوئے تھے، پھر یہ کہ انگریز نے اپنی تعلیم کے اژدھے سے اِس قوم کو اِس طرح ڈسا کہ کالجوں اور یونیورسٹیوں سے فارغ ہونے والی نسل عوام کو جانوروں سے کمتر سمجھنے لگی۔ یہ کوئی ضرب المثل نہیں بلکہ حقیقت ہے کہ بعض بیوروکریٹس نے اپنے کتوں کے لیے ایئر کنڈیشنڈ کمرے بنوائے، جبکہ عوام کی اکثریت دو وقت کی روٹی کو ترستی ہے۔ گویا گورے (انگریز) چلے گئے۔ بے چارے عوام پر کالے انگریز مسلط ہو گئے اور یہ اُن سے بھی برے حاکم ثابت ہوئے۔ جہاں تک فلاحی کاموں کا تعلق ہے اِن کی افادیت سے کون انکار کر سکتا ہے لیکن یہ تو دیگر مذاہب کے لوگ اور اہل یورپ و امریکہ ہم مسلمانوں سے کہیں زیادہ کرتے ہیں۔ یہود و نصاریٰ جس طرح عالم اسلام کے خلاف منصوبہ بندی کرتے دکھائی دیتے ہیں۔ اُن کے مقابلے میں مسلمانوں کے پاس اپنے دفاع میں کوئی ایکشن پلان نہیں۔ قرآن جن امتوں کی تباہی و بربادی کا ذکر کرتا ہے اُن کے بڑے یعنی حکمران، دانشور اور اہل ثروت بڑی بڑی گمراہیوں حتیٰ شرک جیسے عظیم گناہ میں ملوث ہو گئے تھے اور غریب

Marfat.com

غرباء اُن کی پیروی میں اپنی آخرت تباہ کر لیتے تھے۔ حقیقت یہ ہے کہ اگر تصورِ دین جامع نہیں ہوگا، اگر آپ کے سامنے اسلام کی مکمل تصویر نہ ہوگی تو آپ اُس پر عملدر آمد نہیں کر سکیں گے۔ فرض کریں کسی مسلمان کے سامنے اقامتِ دین یعنی اسلام کا نظام عدلِ اجتماعی اور نفاذِ شریعت ہی نہیں تو وہ اس کے لیے جدوجہد کیوں اور کس لیے کرے گا۔ جس طرح سائنس میں دو چیزیں ہیں علم اور عمل، اِسی طرح دین میں بھی علم اور عمل صالح ہے۔ علم اور عمل صالح ہی سے آدمی حقیقی مومن بنتا ہے۔ اچھے سے اچھے اُصول، اچھے سے اچھا نظام حیات اگر عمل پذیر نہیں ہوتا تو محض کتاب میں اُس کی موجودگی سے معاشرہ میں تبدیلی نہیں آتی۔ یہ دعویٰ کہ ہم بہترین نظامِ حیات رکھتے ہیں اور ماضی میں جب اِس پر عمل درآمد ہوتا تو دنیا جنت بن گئی تھی، تھوڑے عرصے کے لیے حاضرین کو خوش کر دے گا لیکن کچھ دیر بعد اُس کا اثر زائل ہو جائے گا۔ اس حوالہ سے یہ تاریخی واقعہ بڑی اہمیت رکھتا ہے۔ 1917ء میں سوویت یونین میں بالشویک انقلاب آیا تو مولانا عبید اللہ سندھی جو مولانا محمود الحسن کے شاگردِ خاص تھے، اُنہوں نے سوچا کہ لوہا گرم ہے، اگر اِس وقت چوٹ لگائی جائے تو کامیابی ہو سکتی ہے۔ وہ بڑی مشکل سے حاکم انگریز سے آنکھ بچا کر ہندوستان سے نکلے اور ماسکو جا پہنچے۔ وہاں سٹالن سے ملاقات تو نہ ہو سکی لیکن ٹراٹسکی سے ملنے میں کامیاب ہو گئے۔ مولانا نے اسلام کے نظامِ عدل اجتماعی ہر بڑی فصاحت و بلاغت کے ساتھ بیان فرمایا اور شریعت کے بہت سے نکات کی وضاحت اور افادیت بیان کی۔ ٹراٹسکی بڑے غور سے سنتا رہا۔ آخر اُس نے کہا کہ مولانا جس نظام کی آپ نے بات کی وہ اگرچہ انتہائی اعلیٰ اور ارفع ہے لیکن یہ بتایئے کہ یہ نظریہ عملی طور پر دنیا کے کسی ملک میں نافذ ہے؟ مولانا فرماتے ہیں، میں نے شرم سے سر جھکا لیا۔

اس ایک مثال سے یہ واضح ہوتا ہے کہ قرآن اور سنت سے ماخوذ نظام کو ہم دنیا کے سامنے نظریہ کے طور پر بیان کرنے کے ساتھ ساتھ جب تک اِس عملاً من وعن نافذ نہیں کر دیتے، ہمارے وعظ کوئی اہمیت نہیں رکھتے، نہ اِن میں کوئی دلکشی ہوگی۔

اللہ کی حاکمیت پر مبنی اسلامی معاشرہ نہ ہونے کی وجہ سے میں خود تلاشِ معاش میں اس خطے میں جا پہنچا جو انسانی حاکمیت کا گڑھ ہے اور حقیقت یہ ہے کہ جو کوئلے کی کان میں گیا وہ

Marfat.com

کوئلہ رنگ ہوگیا۔ بہر حال میں اِس حوالہ سے اللہ سے معافی کا طالب ہوں۔ مغربی ممالک میں بسے ہوئے مسلمانوں کو جب میں دیکھتا ہوں تو لرزنے لگتا ہوں۔ خود بھی اپنے جرم کی پاداش میں پریشان ہوں اور اپنے آپ سے سوال کرتا ہوں کہ جاؤں تو کہاں جاؤں۔ اسلامی دنیا میں تو علماء اور مغرب کے غلام حکمرانوں نے لوگوں کو یرغمال بنا رکھا ہے۔ چہار سو منافقت ہی منافقت ہے۔ میرا یہ عقیدہ کہ اللہ کی حاکمیت میں کسی کو شریک نہ کرو میرے اپنے ملک میں اجنبی ہو چکا ہے۔ دین کا اجتماعی تصور اور اسلام کا نظامِ عدل وقسط جب مجھ پر واضح ہوا اور جب یہ بات سمجھ آئی کہ باطل نظام خصوصاً سودی معیشت اور بے حیا معاشرت اسلام کے راستے میں حائل ہے تو مختلف انداز میں مذہبی رسومات اور محافل منعقد کر کے ثواب کمانا مجھے اپنے فائدے کے لیے اللہ سے تجارت کرنا محسوس ہونے لگا۔ میری اِن باتوں کی وجہ سے لوگ مجھے اپنی مجالس میں بلانے سے کترانے لگے۔ میرے سر پر یہ سوال سوار رہتا تھا کہ کیا مسلمان بلکہ اُن کا بھی ایک حصہ دنیا میں محض مزے لوٹنے آیا ہے۔ سچی بات تو یہ ہے کہ مسلمان اللہ کی فوج کا سپاہی ہے جس کا یہ دینی فریضہ ہے کہ غیر اللہ کی حکومت کے خلاف تاحیات جنگ کرے اور اس کی جدوجہد یہ ہو کہ وہ ساری دنیا کو مسجد بنا دے گا۔ ہر شعبے میں، ہر زاویے سے اللہ اور رسولؐ کی اطاعت ہو اور صرف مسلمانوں کو نہیں بلکہ کل انسانیت کو جہنم کی آگ کا ایندھن بننے سے بچایا جائے۔

آج دنیا بھر میں مسلمانوں کی اکثریت انسانی حاکمیت کے تصور کو ذہنی اور عملی طور پر قبول کر چکی ہے۔ اُن کا استدلال یہ ہے کہ زمانے میں ترقی کرنے کے لیے یہ ناگزیر ہے، ہمیں ماضی کی تلخیوں کو بھلا دینا چاہیے اور کفار کے ساتھ افہام و تفہیم کے ساتھ آگے بڑھنا چاہیے۔ مکالمہ بین المذاہب دشمنانِ اسلام کا پھیلایا ہوا وہ جال ہے جس میں ہمارا تعلیم یافتہ طبقہ بری طرح پھنس چکا ہے۔ جال پھیلانے والوں کو اسلام کے رسومِ عبادات اور صوم وصلوٰۃ سے کوئی خطرہ نہیں لہٰذا وہ اُن مسلمانوں اور بالخصوص اُن علماء کی پشت پناہی کر رہے ہیں جو اسلام کے نظامِ عدل اجتماعی کا کوئی ذکر نہیں کرتے۔ وہ سرمایہ دارانہ نظام جو درحقیقت انسانی حاکمیت کی پشت پر کھڑا ہے اُسے اپنی گفتگو اور وعظ کا موضوع نہیں بناتے بلکہ لوگوں کو ذکر و

Marfat.com

فکر کی محفلوں تک محدود رکھتے ہیں، پھر یہ کہ انھیں ایسی آسائشوں اور مراعات کا خوگر بنا رہے ہیں جس سے مسلمان ایک بزدل اور آسائش پرست امت بن کر محض مذہبی ظواہر کو کُل دین سمجھ کر دیوار سے لگ چکے ہیں۔ مجھے اندیشہ ہے کہ اگر یہ سلسلہ جاری رہا تو کہیں سرمایہ دارانہ نظام بلکہ سرمایہ پرست نظام (جو انسانی حاکمیت کی بنیاد ہے) وہ مکمل طور پر فتح یاب نہ ہو جائے۔ ایسی صورت میں ''ہماری داستان بھی نہ ہو گی داستانوں میں'' وہ مسلمان جو اللہ کی حاکمیت چاہتے ہیں انھیں دہشت گرد قرار دے دیا جاتا ہے۔ حقیقت یہ ہے کہ ایک ڈاکو جب پولیس مین کو دیکھتا ہے تو اس پر دہشت طاری ہو جاتی ہے۔ اُس کی نظر میں پولیس میں دہشت گرد ہے جو اُس کی لوٹ مار کے راستے میں حائل ہو رہا ہے۔ یہی حال سرمایہ داریت کے محافظ مغربی قذاقوں کا ہے۔

جب میرا دین الٰہی کو سمجھنے کی طرف رجحان ہوا اور انسانی حاکمیت، ربانی حاکمیت کا علم ہو تو یہ احساس بیدار ہوا کہ مسلمانوں کے لیے کامل دین کی موجودگی میں انسانی حاکمیت کا نظام ایک ایسے درخت کے مانند ہے جس کا پھل دنیاوی اور آخروی خسارہ کے سوا کچھ نہیں ہے۔

جو شاخ نازک پہ آشیانہ بنے گا ناپائیدار ہوگا

اسلام کے آئینے میں مجھے اپنا چہرہ آج تک مکروہ نظر آتا ہے۔ معاملہ یہ ہے کہ مغربی دنیا کے رنگین نظام میں میں خود محصور ہو کر رہ گیا ہوں۔ خدا کو رزاق جاننے کے بجائے رزق کے لیے غیر اللہ کا محتاج تو میں بھی ساری زندگی رہا ہوں، میں تو خود اس کا مارا ہوا ہوں۔ حقیقی زندگی میں ابلیس کے نظام کا پجاری ہی رہا ہوں، حتیٰ کہ اپنی پہچان بھی کھو بیٹھا ہوں۔ میں نے دنیاوی تعلیم میں کیا پڑھا، میں تو جاہل ہی رہ گیا ہوں۔ گزرے ہوئے دنوں کو اسلام کی آنکھ سے دیکھتا ہوں تو دل گھبرا جاتا ہے، تڑپتا ہے، زندگی کی صحیح کامیابی کی بنیادوں کو اللہ سمجھاتا ہے، اتنا اہم موضوع ہے کہ اللہ نے متعدد جگہ پر قسمیں کھائی ہیں تاکہ انسان کسی شک میں نہ رہے۔ اسی کامیابی کیلئے کوشش کر رہا ہوں کہ انسانی حاکمیت کی فکر کو عام کروں، اپنی ماضی کی کوتاہیوں کا احساس بھی ہے اور اللہ سے شرمندہ بھی ہوں۔

حضرت آدم سے جب غلطی ہوئی تو ان کے دل میں پشیمانی پیدا ہو گئی اور ان کے پاس

Marfat.com

اپنی غلطی کا اظہار کرنے کے لیے الفاظ نہیں تھے تو ماں سے ستر گنا زیادہ محبت کرنے والے والے اللہ کی رحمت جوش میں آ گئی اور وہ کلمات سکھائے جس سے انہیں معافی ملی۔ بہر حال اس وقت مجھے یہ کہنا ہے کہ جب انسان گناہ کرتا ہے تو اُس کا ایمان اس کے ساتھ نہیں ہوتا ہے بلکہ شیطان کا غلبہ ہو جاتا ہے ورنہ یہ کیسے ممکن ہے کہ دل میں ایمان ہو اور وہ شراب پیئے، چوری کرے، زنا کرے، کسی کا حق مارے، رشوت لے، بے پردہ محفلوں میں بیٹھے، غیر اللہ کی اطاعت کرے، انسانی حاکمیت پر مبنی دستور (میری مراد مغرب ہے) جو سراسر کفر و شرک ہے، میں اپنی زندگی گزار دے، یہ کیسے ممکن ہے کہ اللہ کی حاکمیت میں کسی کو شریک نہ کرو، اہل ایمان حکمران اپنی حاکمیت کو قائم کرنے کے لیے ایڑی چوٹی کا زور لگا دیں۔ کیا یہ حق نہیں ہے؟ امت محمد یہ صرف ایک جماعت ہے تو پھر اسلامی ممالک میں اس جماعت کی موجودگی میں کسی دوسری جماعت کا ہونا اور اس جماعت کے لیڈروں کا پوجنا کیسے ممکن ہے؟

آپ اندازہ کیجئے کہ آج کے دور میں میرے اور کسی مسلمان کے ایمان کی نشان دہی کے لیے یہ حدیث کیا خوب عکاسی کرتی ہے۔

"پھر اس کے بعد کالا فتنہ نمودار ہوگا، ان میں کوئی ایسا نہ ہوگا جو اس کے طمانچوں سے بچ جائے، فتنہ وسیع تر ہوتا جائے گا یہاں تک اس میں صبح کو ایک شخص مومن ہوگا اور شام کو کافر ہوگا، حتیٰ کے دو خیمے ہو جائیں گے۔ ایمان کے خیمے میں نفاق نہیں ہوگا اور نفاق کے خیمے میں ایمان نہیں ہوگا (دونوں خیمے بظاہر مسلمانوں کے ہی ہوں گے) پس جب ایسا ہو جائے تو دجال کا انتظار کرو کسی گھڑی آج یا کل میں ظاہر ہو جائے گا۔ (رواہ ابوداؤد)

نفاق کے خیمے میں ایمان نہیں ہوگا، ظاہری بات ہے جب ایمان نہیں ہوگا تو وہ سب کچھ ہوگا جو شیطان چاہے گا جس کی کچھ مثالیں میں نے اوپر بھی دی ہیں۔

انسانی حاکمیت پر جو نظام کا غلبہ ہے، اس کو تلپٹ کرنا کسی اکیلے کے اختیار میں تو نہیں ہے۔ لہٰذا قرآن مجید میں ویسے تو بے شمار آیات موجود ہیں جو انسانی غلطی پر توبہ کی طرف اشارہ کرتی ہیں لیکن سورۃ ہود میں ایک بڑی لطیف بات کی طرف اشارہ ہے جس نے مجھے بہت متاثر کیا ہے۔

Marfat.com

ترجمہ: پھر جب پہنچا ہمارا حکم، بچا دیا ہم نے صالح کو اور جو ایمان لائے اس کے ساتھ اپنی رحمت سے (ہود 66)

اسی بات کا سورہ ہود کی آیت نمبر (58-60) میں بھی ذکر ہے۔

قوم عاد اور قوم ثمود میں سائنس و ٹیکنالوجی اور علمی تہذیب اپنے نقطہ عروج پر تھی۔ یہ عسکری اور سیاسی سپر پاور تھیں۔ اس قوم کی یہ ذہنیت بن گئی تھی کہ وہ ہر فیصلہ جو ان کے مفاد میں نہ ہو اس کو پھلنے پھولنے نہ دیا جائے۔ ظاہری بات ہے ایسی سوچ نے پورے معاشرے کو فساد سے بھر دیا اور کفرانہ نظام غالب آ گیا۔ حضرت صالح، حضرت ہودؑ نے اپنی قوم کو متنبہ کیا لیکن پوری قوم نے انکار کر دیا، بالآخر عذاب آ گیا۔ فساد اتنا پھیل چکا تھا کہ سوائے کچھ لوگوں کے ہر انسان فاسد ہو چکا تھا۔ بلاشبہ کچھ لوگ جو اس وقت اس کافرانہ نظام میں موجود تھے لیکن بچا لئے گئے۔ سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ وہ کون لوگ تھے یا وہ کون ہو سکتے ہیں؟ واقعہ کی تفصیل سے ایسا لگتا ہے، یہ وہ لوگ تھے جو اس نظام کفر میں تو موجود تھے لیکن ان کے دل اس نظام کے غلبے میں روتے تھے، راتوں کو کروٹیں بدلتے تھے، ان کے آنسوؤں کے قطروں کی اتنی قیمت تھی کہ وہ اس عذاب سے بچا لیے گئے۔

اس فلسفہ میں ان لوگوں کے لیے امید کی کرن بھی ہے جو آج مغربی دنیا میں اپنی لاعلمی کی وجہ سے وابستہ ہیں، احساس ہونے پر شرمندگی طاری ہوتی ہے کہ یہ مجھ سے کیا ہو گیا۔ ایک حقیقی پچھتاوا ہوتا ہے کہ میں یہ کر بیٹھا ہوں، پھر دل میں کڑھتا ہے (دل میں کڑھنا کمزور ایمان کی پہچان ہے) پھر امید پیدا ہوتی ہے کہ ہمارا پروردگار اس کوتاہی کو درگزر کر دے گا۔ ایک بات واضح رہے کہ انسان کے دل میں جو ہوتا ہے وہ میدان حشر میں ظاہر ہوگا۔

آج کی مغربی تہذیب کی عظمت کے گن گانے والے انسانی تاریخ کے دنیاوی عذاب اور آخرت کی ناکامی سے واقف ہی نہیں۔ یہ ان کے لیے لمحہ فکریہ ہے۔

☆☆☆

Marfat.com

دوسرا باب

اسلام کیا تھا؟ کیا بن گیا؟

سورۃ المائدہ کی آیت نمبر 3 میں اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

﴿مِنْ دِيْنِكُمْ فَلَا تَخْشَوْهُمْ وَاخْشَوْنِ ط اَلْيَوْمَ اَكْمَلْتُ لَكُمْ دِيْنَكُمْ﴾

''آج ہم نے تمہارے لیے تمہارا دین کامل کر دیا اور تم پر احسان پورا کر دیا تمہارے لیے اسلام کو بطور دین پسند کر لیا۔''

قرآن پاک میں نازل ہونے والا ہر لفظ اور ہر ہر حروف انسانوں کے لیے باعث نعمت اور باعث رحمت ہے لیکن اللہ رب العزت کا کسی قوم کو یہ خوشخبری دینا کہ میں نے تمہارے دین کو تمہارے لیے مکمل کر دیا اور اپنی نعمت کو معراج تک پہنچا دیا اور تمہارے اسلام کو قبولیت بخش دی۔ اپنی اس آیت کے ذریعے مسلمانوں کو تکمیل دین کی تمام نعمت اور شرف قبولیت کے تحائف اللہ رب العزت کی طرف سے عطا ہوئے ہیں۔

امت مسلمہ حق تعالیٰ کے اس انعام پر جس قدر فخر کرے کم ہے۔ یہ اتنا بڑا اعزاز ہے کہ الفاظ اِس کا احاطہ نہیں کر سکتے۔ لغت میں یقیناً ایسے الفاظ نہیں مل سکتے جن کی تحریر سے مسلمان اس نوازش پر اللہ رب العزت کا شکریہ ادا کر سکیں۔ یہ ایک مسلم اُصول ہے کہ جتنی بڑی نعمت یا انعام ہوتا ہے۔ اس کا کفران یعنی اسے ٹھکرانا اتنا ہی بڑا جرم ہو جاتا ہے۔ اسی لیے دین اسلام کو پسند کرنے کے ساتھ ساتھ یہ اعلان بھی کر دیا۔

﴿وَ مَنْ يَّبْتَغِ غَيْرَ الْاِسْلَامِ دِيْنًا فَلَنْ يُّقْبَلَ مِنْهُ ج وَ هُوَ فِي الْاٰخِرَةِ مِنَ الْخٰسِرِيْنَ o﴾

Marfat.com

''اور جو کوئی اسلام چھوڑ کر کوئی اور دین اختیار کرتا ہے تو وہ ہرگز قبول نہ ہوگا وہ آخرت میں ان لوگوں میں شامل ہوں گے جو سخت نقصان اُٹھانے والے ہیں۔'' (آل عمران: 85-87)

حقیقت یہ ہے کہ اللہ کی حاکمیت پر دین اصل مکمل شکل میں اللہ رب العزت نے بذریعہ وحی عطا فرمادیا اور نبیؐ نے اللہ کی عطا کردہ قوتیں اسے عملی شکل دینے میں لگادیں۔

اگر غور کیا جائے تو معلوم ہوگا اللہ کی حاکمیت اور انسانی حاکمیت کی بنیاد پر انسانی معاشروں میں حق اور باطل کی جنگ ازل سے چل رہی ہے۔ جہاں تک مسلمانوں کا تعلق ہے تو اس کی حاکمیت میں کسی کو شریک نہ کرو یہ فلسفہ مسلمانوں کا حقیقی ورثہ اور میثاق ہے۔ جہاں تک لفظ حاکمیت کی عملی شکل ہے تو دین مکمل ہونے کے بعد سے آج تک تین ادوار میں تقسیم کر سکتے ہیں۔ ان ادوار پر اگر غور و فکر کریں تو آپ کو حیرت ہوگی کہ اسلام کیا تھا کیا بن گیا؟

پہلا دور

اسلام کی جدوجہد کا اگر مطالعہ کیا جائے تو اللہ کی حاکمیت وہ نظام تھا جس کی بنیاد آج سے چودہ سو سال پہلے نبیؐ نے مدینہ میں رکھی تھی۔ اسلام کے ظہور سے پہلے طبقاتی تقسیم پر وہ معاشرہ جس میں بڑے بڑے سردار، غلاموں کو خانہ کعبہ کے سائے تک میں نہیں بیٹھنے دیتے تھے لیکن جب اسلام کا ظہور ہوا، معاشرے میں اسلام نے مساوات قائم کی، عدل وانصاف کا بول بالا کیا، شریعت کے ہر حکم پر لبیک کہا تو مدینہ جزیرۃ العرب کا دارالخلافہ بن گیا اور پوری دنیا کے لیے فلاحی ریاست کا ایک ماڈل تیار ہوگیا۔

اسلام نے آقا، غلام، گورے کالے کی تمیز ختم کردی اور پہلی بار دنیا کو انسانی مساوات کا ایک نظریاتی فلسفہ دیا۔ اسلامی مساوات نے ایسے معاشرے کو جو طبقاتی تقسیم کا شکار تھا پیروں تلے روند دیا۔ اسلام کا نعرہ اللہ کی حاکمیت اور تمام انسانوں میں عدل اور انصاف و مساوات کے قیام کا نعرہ تھا۔ انصاف پسندی کا یہ عالم تھا کہ ایک دوسرے کے خون کے پیاسے آپس میں رحمتِ خداوندی کی وجہ سے اخوت و بھائی چارے کی لازوال داستان بن گئے۔ اسلامی ریاست میں قرآن، سنت کے احکام و تعلیمات کا غلبہ ہوگیا اور حاکمیت اعلیٰ کا

Marfat.com

حق صرف اللہ تعالیٰ کا تسلیم کر لیا گیا۔ مسلمانوں نے اللہ کا نائب بن کر قانون رب العالمین کو نافذ کرنے کا عہد پورا کیا اور حکمران رعایا اخلاقی اور قانونی طور پر برابر ہو گئے۔

عدل و انصاف اور مساوات کو عملی شکل دے کر آپؐ نے کم از کم جزیرۃ العرب میں ''اللہ کی حاکمیت میں کسی کو شریک نہ کرو'' اسلامی نظریہ کو غالب کیا اور ایسا معاشرہ وجود میں آ گیا جہاں زکوٰۃ لینے والا کوئی نہیں ہوتا تھا۔ یہ عملی دنیا میں ایک ماڈل، رہتی دنیا تک اس لیے بنایا گیا کہ آنے والے وقتوں میں اللہ کی حاکمیت اعلیٰ کا نظریہ صرف ہونٹوں سے نکلے ہوئے الفاظ یا مسجدوں کے خطبوں کا موضوع نہ بن جائے بلکہ حقیقت میں انسانیت اللہ کی رحمتوں سے فیض یاب ہو جائے۔

اللہ کی حاکمیت اعلیٰ کے اس نظریہ کو پوری دنیا میں غالب کرنے کا حکم ہوا۔ جب یہ پیغام آگے بڑھا اور اللہ کا قانون اللہ کی قائم کردہ حدود پر نظام زندگی عملاً قائم ہونا شروع ہوا تو پوری دنیا کو اس نظام نے حیران بھی کر دیا۔ اس نظام میں حاکم انسان نہیں بلکہ اللہ تعالیٰ کو مان لیا گیا تھا، یعنی حضرت عمرؓ کے زمانے میں دنیا کو ایسا معاشرتی نظام ملا جس کی مثال دنیا میں نہیں ملتی ہے۔ فریڈم آف سپیچ کا یہ عالم ہوا کہ بڑھیا ایک سوال کرتی ہے، مساوات بھی ایسی ہوئی، خلیفۃ المسلمین حضرت عمر فاروق بیت المقدس کا سفر کرتے ہیں اور غلام کے ساتھ اونٹ پر سواری کی باری مقرر کر رکھی تھی۔ مساوات کا یہ نقشہ چشم عالم دوبارہ نہ دیکھ سکی کہ مساوات سوائے دین حق کے کہیں نہیں مل سکتا ہے۔

رومی سلطنت دنیا کی بڑی سلطنت تھی یہ دنیا میں عیاشوں کی جنت تھی۔ قدیم کتابوں میں یہ تک لکھا ہوا ہے کہ اس سلطنت میں مرد کو مرد اور عورت کو عورت سے شادی کی بھی اجازت تھی۔ یہ وہ عظیم سلطنت تھی جو اس وقت بھی پورے شہر کو گرم پانی سپلائی کرتی تھی۔ رومی سلطنت کے بادشاہ اور حکومتی مشینری قانون سازی کرتے تھے اور پھر اسے قانون کا درجہ دیتے تھے گویا انسانی خدا تھے۔

اسلام کے عدل و انصاف اور اللہ کی حاکمیت اعلیٰ کے نظام میں ہی یہ عظیم سلطنت اسلام

Marfat.com

کے مدمقابل قائم نہ رہ سکی اور جلد ہی ریزہ ریزہ ہوگئی۔ یہ اللہ کا وعدہ ہے کہ اس کی حاکمیت اعلیٰ کی بنیاد پر جو سلطنت بنتی ہے، اس میں گورے کالے چھوٹے بڑے آقا، غلام اخلاقی طور پر برابر ہوتے ہیں۔ وہ ترقی بھی کرتے ہیں اور سرخ رو بھی ہوتے ہیں۔ اسی وعدہ کی بنیاد پر اسلام کا جھنڈا بہت مختصر عرصے میں رومن ایمپائر پر لہرا گیا۔ اللہ اکبر اللہ اکبر! کی صدائیں آنا شروع ہوگئیں۔ لوگ اللہ کی حاکمیت کے سائے میں سربسجود ہوگئے۔ پھر دنیا نے دیکھا کہ اللہ کی زمین پر شرعی قوانین اور اسلام کا عدالتی نظام رائج ہوگیا اور 1857ء تک اسلامی قوانین اور شرعی قوانین سے اسلامی سلطنت میں فیصلے بھی ہوتے رہے۔ اِن کی سلطنت میں غیر مسلم کے لیے بھی آسانی و فراوانی تھی۔ معاشی بلکہ بنیادی انسانی حقوق کا تحفظ میسر تھا۔ اِن کے حقوق مسلمانوں کے برابر تھے۔ غیر مسلم کے لیے آزادانہ اور جداگانہ تحفظ کی ذمہ داری مسلمان حکمرانوں کی تھی۔

پر کشش رونق ایمپائر میں غلبہ اسلامی کا مختصر ایک جائزہ لینے کے بعد کچھ سوالات اُبھر کر ذہن میں آتے ہیں وہ درج ذیل ہیں:

(۱) کیا یہ سب کامیابیاں مسلمانوں نے تعویذ گنڈوں، وظیفوں، عملیات اور مسجدوں میں بیٹھ کر تسبیح کے دانے گرانے کے عمل سے حاصل کی تھیں؟ یا قرآن کو ریشمی غلاف میں رکھ کر چومنے چاٹنے کے عمل سے حاصل کیں؟

(۲) کیا اس دور میں مجاہد صرف وظائف پڑھ پڑھ کر دشمن کے علاقے کی طرف پیش قدمی کر رہے تھے؟

(۳) چمکتی ہوئی رومن ایمپائر کی دنیا میں جب یہ تھوڑے سے لوگ داخل ہوئے تو ان کی آنکھیں اس خوبصورت دنیا کو دیکھ کر خیرہ کیوں نہیں ہوئیں؟ اور انسانی حاکمیت کے کفریہ نظام کی لطافتوں سے فیض یاب کیوں نہیں ہوئے؟

(۴) کیوں نہ سوچا گیا کہ اپنے بچوں کے مستقبل کے لیے یہیں ٹھکانہ بنائیں۔ آج جو سنہری موقع ہاتھ لگ گیا ہے، اس کو ضائع نہ ہونے دیں اور اس کفریہ تہذیب سے ساز باز کر لیتے ہیں اور کوئی کام یا تجارت کر کے زرِ مبادلہ اپنے ملک (عرب) بھیج دیں گے تاکہ وہاں

Marfat.com

کے حالات بھی سدھر سکیں۔

(۵) اسلام کو صرف مسجدوں، گھروں کے اندر اصلاحی مجالس اور قرآن خوانی تک کیوں قید نہیں کیا گیا؟

اس عاجز کی تحقیق کے مطابق صحابہ کرامؓ کی روحانیت تین کاموں پر مبنی تھی:

نماز، تلاوت قرآن اور جہاد۔ یعنی کامیابی کے لیے پیمانہ کتاب کو بنایا۔ اللہ کا وعدہ ہے جو بھی اس کتاب کو کسی معاشرے میں نافذ کرے گا وہ معاشرہ بلند ہوتا جائے گا۔

وہ زمانے میں معزز تھے مسلماں ہو کر
اور ہم خوار ہوئے تارکِ قرآں ہو کر

مزید براں وہ لوگ واقعتاً اللہ کے سپاہی تھے چوں کہ وہ اسلام کی حقانیت سے واقف تھے اور اس بات پر پختہ ایمان تھا کہ اس زمین کا حاکم صرف اللہ وحدہ لاشریک ہے۔ اس نے زندگی بخشی ہے تو زندگی گزارنے کا طریقہ دین الٰہی کے طور پر دیا۔ اس کے نظام کا غلبہ ہر مسلمان کا اللہ سے عہد ہے۔ غیر اللہ کی اطاعت کفر ہے۔ اللہ کی حاکمیت اور اس کی حکمرانی کا ذکر جب قرآن میں پڑھتے تو ان کے آنسو بہتے تھے۔ وہ اللہ تعالیٰ کی معرفت کو قرآن میں ڈھونڈتے تھے۔ جب لیٹتے تو اسلام کی سربلندی اور اللہ کی حاکمیت اعلیٰ کے غلبے کا ایکشن پلان بناتے ہوئے لیٹتے۔ وہ جانتے تھے کہ انسان مغلوب ہو رہا ہے اور ابلیس غالب۔ وہ انسانوں کو ابلیس کی غلامی سے چھڑانے اور غیر اللہ کی اطاعت سے بچانے والے عہد کے امین تھے جو اسلام کا مقصد وجود ہے۔

غور طلب امر یہ ہے کہ جب مسلمانوں نے قرآن پر غور وفکر کرنا چھوڑ دیا۔ دنیاوی یونیورسٹیوں کی تعلیم سے فارغ ہو کر نکلے تو یہ سوچتے رہے کہ انہیں سب کچھ آتا ہے۔ مسلمان قرآن سے نابلد ہوا تو اسلام کا نظریہ ''اللہ کی حاکمیت اعلیٰ'' زوال پذیر ہو گیا اسلامی مساوات کا نعرہ غریب امیر، گورا کالا اور محتاجوں صاحبوں میں تقسیم ہو گیا۔ اسلام دشمنوں نے اسلام کی یہ خوبی (مساوات عدل و انصاف) کو ہائی جیک کر لیا۔ قرآن تعویذ گنڈوں اور چومنے چاٹنے تک محدود ہوا تو اسلام کی شکل بدلتی چلی گئی۔ موجودہ اسلام جس شکل میں ہے

Marfat.com

اس کی علامہ اقبالؒ نے کس خوبصورتی سے منظر کشی کی ہے۔

زمن بر صوفی ملا سلامے کہ پیغام خدا گفتند بارا
وے تاویل شان درحیرت انداخت خدا جبریل مصطفیٰ دا

''میری طرف سے صوفی اور ملا کو سلام ہو جنہوں نے ہمیں اللہ کا پیغام سنایا لیکن ان کی تاویل کا انداز ایسا تھا جس نے اللہ تعالیٰ جبریل اور مصطفیٰؐ سب کو ورطۂ حیرت میں ڈال دیا کہ پیغام کیا تھا اور صوفی ملا نے اسے کیا بنا دیا۔

مسلمانوں کی ذلت اور زوال کا سبب قرآن سے لاتعلقی ہے اور قیامت کے دن اللہ تعالیٰ سے نبیؐ فرمائیں گے یہی وہ میری قوم کے لوگ ہیں جنہوں نے قرآن پاک چھوڑ دیا تھا۔

جب اسلام مغلوب ہوا، قرآن پر غور وخوض اور عمل چھوڑا، انسان حاکم بننا شروع ہو گئے تو سمندروں جیسی وسیع اسلامی دنیا چھوٹے چھوٹے ٹکڑوں میں تبدیل ہو گئی۔ بادشاہوں کے محلوں سے بدبو پھوٹنے لگی۔ انہوں نے اپنے اقتدار کو قائم رکھنے کے لیے اسلام کے نظریات کو ہی دفن کر دیا اور اپنے اقتدار کو قائم کرنے کے لیے اپنے آپ کو خدا سمجھ لیا۔ جو بھی ان کے راستے میں آیا اس کا نام ونشان مٹا دیا گیا۔ ان سے قرآن اس طرح مخاطب ہے:

﴿وَامْتَازُوا الْيَوْمَ اَيُّهَا الْمُجْرِمُوْنَ﴾

''اے مجرمو! آج علیحدہ ہو جاؤ''(یٰسین:59)

اسلام تبدیل ہونا شروع ہو گیا یہاں تک کہ وہ وقت آ گیا اور شاید وہ وقت آج تک چل رہا ہے۔ حقیقی اسلام کی پہچان مشکل ہو کر رہ گئی۔ ویسے تو امت مسلمہ کے المیے کا آغاز خلافت راشدہ کے بعد ہی شروع ہو گیا۔ حقیقت یہ ہے کہ اسلام کو اگر ایک بلند وبالا عمارت سے تشبیہ دیں تو کہا جا سکتا ہے کہ خلافت راشدہ کے بعد اس عمارت کی ایک منزل گر گئی اور خلافت، ملوکیت میں بدل گئی یعنی خلیفہ کے بعد اس کا بیٹا خلیفہ بن جاتا تھا۔ باقی شریعت محمدیؐ بشمول عدل واجتماعیت مکمل طور پر Intact رہی۔ مسلمانوں کے غلبہ کی سب سے

Marfat.com

بی وجہ شریعت محمدیؐ کا نفاذ اور اللہ کی مدد تھا جس کا بنیادی نظریہ اس قول پر تھا:

''اگر فاطمہ بنت محمدؐ چوری کرے تو اس کے ہاتھ بھی کاٹ دیے جائیں۔ تم سے پہلے والی قومیں اس لیے برباد ہوئیں جب معاشرے میں ایلیٹ اور صاحب اقتدار کو بڑے سے بڑا جرم کرنے پر چھوڑ دیا جاتا تھا اور غریب کو سزا دی جاتی تھی۔ قاضی اسی فلسفہ پر اسلامی ملکوں میں فیصلہ دیتے تھے۔''

عیسائیوں بالخصوص فرنگیوں نے جب اس فلسفہ کو پڑھا اور سر جوڑ کر بیٹھے، غور و خوض کیا تو سب نے یہ فیصلہ دیا کہ بے شک ہم ہی وہ لوگ ہیں جو اپنے ایلیٹ اور صاحب اقتدار کو بڑے بڑے جرم کرنے کے باوجود چھوڑ دیتے ہیں اور غریب کو سزا دیتے ہیں۔ ہمارے پاس دو قانون ہیں، ایک ایلیٹ کے لیے اور ایک غربا کے لیے۔ انہوں نے فیصلہ کیا کہ ہم اس وقت تک مسلمانوں پر غالب نہیں آسکتے جب تک ہم اللہ کی حاکمیت اعلیٰ پر ہونے والا عدل و انصاف ان سے چھین نہیں لیتے۔ وقت نے دیکھا کہ عیسائیوں نے یورپ میں انسانی حاکمیت پر قانون اور عدالت کے سامنے بادشاہ، وزیر، ایلیٹ اور مزدور کو برابر کر دیا۔ (انسانی حاکمیت سے مراد یہ ہے کہ انسان انسانوں کے لیے قانون بنائے اور اس قانون کے توڑنے پر سزا دے)۔

اب ایک دوسرا غور طلب قاعدہ بیان کرتا ہوں کہ نبیؐ نے فرمایا:

''بے شک اللہ تعالیٰ اس کتاب کے ذریعے بعض قوموں کو بلندی اور عروج عطا فرما دیتے ہیں اور اسی کتاب کے چھوڑ دینے کی وجہ سے بعض قوموں کو نیچے گرا دیتے ہیں۔ (مسلم)

دوسرا دور

ابلیس نے فرنگیوں کو برطانیہ سے اسلامی ممالک کی طرف سیلاب (ویسے تو پورا یورپ عالم اسلام پر یلغار بن کر آیا۔ مگر اس وقت بحث برصغیر کے حوالے سے ہے) کی طرح نکالا جو کسی مسلمان ملک سے روکا نہ جا سکا بقول اقبال۔

Marfat.com

میں نے دکھلا دیا فرنگی کو ملوکیت کا خواب

فرنگی جس زمین سے نمودار ہوئے وہ کبھی نور اسلام سے منور نہیں رہی ہے۔ اس زمین پر ابلیس نے اللہ وحدہ لاشریک کی Sovereignty کے بجائے ملکہ/ بادشاہ برطانیہ کی Sovereignty کو تسلیم کروایا۔ انسانیت کی اس سے بڑی توہین اور تذلیل کیا ہوگی کہ انسان جو اشرف المخلوقات ہے اور اللہ کا نائب ہے وہ حاکم بن گیا اور انسانی حاکمیت کے نظام جمہوریت کے بت کے سامنے پہلے برطانیہ کے ہر شہری کو سجدہ کروادیا، پھر قرآن کے فلسفہ مساوات کو اپنا کر برطانیہ کو بلندی اور عروج تک پہنچادیا۔ اس زمین پر ملکہ، بادشاہ کی حاکمیت اعلیٰ کو تسلیم کرلیا گیا۔ انسان کا بنایا ہوا قانون اللہ کے حکم پر غالب ہوگیا۔ مسلمان ان کی شان و شوکت سے مرعوب ہوکر یہ سمجھ بیٹھے کہ زندگی گذارنے کا یہی طریقہ ہے۔

انسانی حاکمیت کے نظریہ کو ہی بالادست کرنے برصغیر میں فرنگی تجارت کے بہانے داخل ہوئے۔ ہندوستان کے بادشاہ اورنگ زیب کی وفات کے بعد مسلمان ہندوستان میں زوال کا شکار تھے۔ سلطنت مغلیہ ختم ہوگئی۔ مسلمانوں کی شان و شوکت کا خاتمہ ہوگیا۔ وہ اتحاد کی دولت سے محروم اور تفرقہ کا شکار ہوگئے۔ سلطنت مغلیہ جو مسلسل پانچ سو سالوں سے چلی آرہی تھی اس کا شیرازہ بکھر گیا۔ وہ کفار کی غلام ہوگئی۔ بادشاہوں کا نام و نشان مٹ گیا۔

اسلام کا دعویٰ ہی یہ ہے کہ جب مسلمانوں کی سلطنت میں طبقاتی تقسیم وجود میں آتی ہے تو ان کی سلطنتیں دوسروں کے ہاتھوں یرغمال ہوجاتی ہیں اور حکمران دنیا سے بھکاری بن کر رخصت ہوتے ہیں۔ اسلامی تاریخ ایسے حکمرانوں سے بھری پڑی ہے۔ چاہے وہ ہندوستان کا آخری بادشاہ ہو جس نے رنگوں کے قید خانے میں زندگی کی آخری سانسیں گنوادیں یا شہنشاہِ ایران ہو جس کو دفن ہونے کے لیے اپنی زمین بھی نہ ملی۔

فرنگیوں نے ہندوستان کو فتح کرنے کے لیے کڑی جدوجہد اور ایکشن پلان مرتب کیے۔ بالآخر مسلمانوں کو شکست دے کر ہندوستان پر قبضہ کرلیا اور انسانی حاکمیت پر اپنے نظام کے تمام محکمے مرتب کیے اور مغلوب مسلمان ان کی اس شرکیہ چاند گاڑی کو لے کر

Marfat.com

دوڑنے لگے۔ انگریزی دور میں مسلمان وکیل، جج ان کی عدالتوں میں اس قانون کے مطابق فیصلہ کرتے رہے جو اللہ کا قانون نہیں تھا۔

﴿وَ مَنْ لَّمْ يَحْكُمْ بِمَآ اَنْزَلَ اللّٰهُ فَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْكٰفِرُوْنَ٥﴾

''اور جو لوگ اللہ کے نازل کردہ احکام کے مطابق فیصلے نہیں کرتے وہی تو کافر ہیں۔'' (المائدہ:44)

پورے ہندوستان میں اسلامی آئینی قوانین چھین لیے گئے۔ مسلمان مسجد میں تو مسلمان رہ گئے لیکن معاشرے کا Law of land کافرانہ ہونے کی وجہ سے گھروں میں وہ کافر ہوگئے۔ (سید ابوالحسن ندوی)

جب انسان اللہ کے حکم کے مطابق فیصلہ کرتا ہے تو اس سے اس کی شخصیت پاک ہوتی چلی جاتی ہے لیکن کتنا بڑا المیہ تھا کہ پورے انگریزی دور میں نماز، تہجد اور حج کے ساتھ اللہ کی زمین پر انسانوں کے بنائے ہوئے غیر اسلامی قانون پر فیصلے ہوئے۔ بے ایمانی و منافقت، رشوت، کرپشن، جھوٹ، کم تولنا وغیرہ جیسی بیماریاں لگ گئیں۔ پورا عالم اسلام یرغمال بنالیا گیا۔ زوال مقدر ہوگیا۔ قدرت کا عذاب خاموش ہوتا ہے اور عبرت کی کہانیاں جنم پاتی ہیں۔ جو لوگ غور کرتے ہیں۔ ان کو محسوس ہی نہیں ہوتا، بلکہ دیکھتے بھی ہیں۔ قدرت کے اپنے پیمانے اور اپنے انداز ہیں جن پر انسان کا بس نہیں چلتا ہے۔

اب ایک دوسرا غور طلب قاعدہ بیان کرتا چلوں۔ اس دور کے حوالے سے بھی چند سوالات ذہن میں اُبھرتے ہیں:

(۱) برطانیہ کے کتنے لوگوں نے برصغیر میں آ کر ملکہ کی اتھارٹی سے خیانت کی اور ان میں کتنے لوگ ہوں گے جنہوں نے برصغیر میں اپنا گھر بنایا؟

(۲) کیا برصغیر میں پانچ سو سالوں کی اسلامی حکومت اور معاشرہ کی تہذیب وثقافت ان فرنگیوں پر اثر انداز ہوئی؟

(۳) کیا برصغیر کی شہریت حاصل کرنے کے لیے پاپڑ بیلے یا وہاں کے لباس پہنے، زبان

Marfat.com

بولی یا وہاں کے تہوار، عید، رمضان، عید میلادالنبیؐ منانے میں ایڑی چوٹی کا زور لگایا اور خوشی خوشی یہ تہوار ہر فرنگی کے گھر میں ہونے لگے۔

(۴) برصغیر چونکہ سونے کی چڑیا تھا، کسی نے اپنے بچوں کا مستقبل وہاں بنایا؟

(۵) کیا یہ حقیقت نہیں ہے کہ تھوڑے ہونے کے باوجود نظریہ انسانی حاکمیت پر اپنی ملکہ کے عہد سے بغاوت نہیں کی، بلکہ نظریہ انسانی حاکمیت کو غالب بھی کیا۔ حقیقت تو یہ ہے کہ اپنی اصلیت کو برقرار رکھا۔ تھوڑے ہو کر ہندوستان کے گہرے سمندر میں نمک کی طرح نہ گھلے بلکہ انسانی حاکمیت (ملکہ/ بادشاہ) کو عملاً تسلیم کر دیا گیا۔ اسلامی سیاسی نظام کو شکست دے دی۔ اس جدوجہد میں خون کے بھی نذرانے دیے، لڑائیاں بھی لڑیں۔

ٹھنڈے دل سے دونوں ادوار کا موازنہ کیجیے! آپ کو یہ جان کر حیرت ہوگی اور یوں محسوس ہوگا کہ جیسے کاربن کاپی ہوں۔ فرق صرف حاکمیت کے غلبہ کا ہے اور اس کی جدوجہد کا ہے۔

برصغیر میں جب ابلیس کے نظام کا غلبہ ہو گیا تو مسلمانوں کا یہ عقیدہ کہ اللہ ایک ہے اور زمین و آسمان کا حاکم ہے۔ اس پر دراڑیں پڑنا شروع ہو گئیں جب ایسی حالت ہوئی تو وہ 50 سال سے کم کے عرصے میں قائم نظریہ توحید کی عمارتیں دھڑام سے نیچے گر گئیں اور تلخ حقیقت یہ ہے کہ اسلامی دنیا کے کثیر حصے پر مسلمان کلمہ تو پڑھتے رہے لیکن بے انصافیاں، عدم مساوات، حکمرانوں کے حکمرانی کے خواب، ظلم و بربریت اور طرح طرح کی مافیا کے معاشرے وجود میں آ گئے۔ پوری اسلامی دنیا میں صاحبوں، غلاموں، مالکوں اور نوکرانیوں کی دیواریں کھڑی ہو گئیں۔ مسلمان ریاستیں نام تو اسلام کا لیتی رہیں لیکن عملی طور پر احکم الحاکمین کے عطا کردہ نظام سیاست کے نفاذ کے بجائے اپنی حاکمیت کو قائم کرنے پر ساری جدوجہد لگا دی۔

پہلے دور میں حاکمیت شہنشاہ ارض و سما کی Sovereignty کو قائم کیا گیا اور انیسویں، بیسویں صدی میں برطانیہ کی ملکہ کی حاکمیت کو قائم کیا گیا۔ اس شرک عظیم میں مسلمانوں کا دین سکڑ کر مذہب بن گیا۔ وقت کے ساتھ ساتھ عقائد بدل گئے، رسومات بدل گئیں۔ مغربی تہذیب کے مدر ڈے، ''ویلنٹائن ڈے'' وغیرہ نے مسلمانوں کے گھروں میں

Marfat.com

گھس کر مسلمانوں کی معاشرت کو تہس نہس کر دیا۔ کوئی چیز سابق حالت میں نہ رہی سوائے اس کلمہ کے، مذہب ایک پرائیوٹ معاملہ ہے۔

اس وقت آپ کی توجہ ایک انتہائی اہم پہلو کی طرف مبذول کراتا ہوں اور وہ یہ ہے کہ اس وقت امت مسلمہ کی فکر اور سوچ پر، ویسے تو کئی پہلوؤں پر حملے ہوئے ہیں لیکن تین کو ہائی لائٹ کیا جاتا ہے۔

سیاسی نظام

رب کے عطا کردہ نظام اور قانون شریعت کے بجائے مسلمانوں نے اپنے ملکوں میں مغرب کے نظام (انسانی حاکمیت) کو رائج کرنے پر ترجیح دی۔ احکام الٰہیہ کو حیلوں بہانوں سے پس پشت ڈال کر مغربی قوانین پر عمل درآمد کرا دیا گیا۔ سیکولرازم نے ذہنوں میں ایسی ضرب لگائی کہ مسلمانوں میں ہی اس فلسفہ پر تقسیم ہوگئی یعنی ایک اسلامی افکار دوسرا لادینی افکار۔ جس کی کسک آج دو سو سال بعد بھی پوری امہ میں محسوس کی جا سکتی ہے۔ ایسے ایسے قابل ترین مسلمان میدان میں آگئے جنہوں نے لادینی نظریات کو ہی سچ ثابت کر دیا۔ دین اسلام کو مسترد کر کے انسانیت کو جمہوریت کا تحفہ مل گیا۔

تعلیمی نظام

فرنگیوں نے اپنے تعلیمی نظام سے مسلمانوں کے ذہنی سانچوں کو ہی تبدیل کر دیا۔ اللہ کے دین کو مذہب بنوا کر رزق کی کنجیاں تعلیم گاہوں کے دروازوں پر اس طرح لٹکا دیں کہ اب جوان کے مرتب کردہ نظام تعلیم کا حصہ بنے گا اس کا مستقبل تابناک ہوگا۔ اس طرح اپنی فکر و نظریات دین حیات سے بغاوت اور الحاد پر مبنی تعلیم یافتہ مسلمانوں کے ذہن میں گھسا دیا۔ مسلمانوں کی اکثریت کے سینوں میں اللہ کی اطاعت کے بجائے غیر اللہ کی اطاعت نے جگہ بنالی اور نفس کے بت سجنا شروع ہوگئے۔

قانونی نظام

Marfat.com

انسانی حاکمیت کی بنیاد پر قانون مسلط کر دیے اور سب کچھ بدل ڈالا۔ تمام شرعی قانون ایسے غائب کر دیے جیسے کبھی اُن کا وجود ہی نہ ہو۔

سوچنے کا مقام ہے کہ ہزاروں میل سے دور یہ قوم ایسی کیا تدابیر لے کر آئی تھی کہ غلبہ انسانی حاکمیت بھی ہو گیا اور مسلمانوں کے سینے روح اسلام سے خالی بھی ہو گئے۔ مسلمان دین اسلام کے بجائے مذہب اسلام کے پجاری ہو گئے۔ (مذہب اور دین میں کیا فرق ہے اس کی تفصیل آگے آئے گی)

تیسرا دور

دنیا جس دور میں داخل ہو رہی ہے وہ نظریہ انسانی حاکمیت کا غلبہ ہے اور اس نظریہ نے دجال کے ظہور کے لیے روڈ میپ بنا دیا ہے چوں کہ توحید اور قرآن کے نظام پر ایمان کا چراغ ٹمٹما رہا ہے اور مسلمان بھی اس قدر بدل چکے ہیں کہ نئی نسل کے لیے ابلیس نے مغرب سے جادوگری کی ایسی ہوائیں چلائیں جس سے نئی نسل کے قدم شریعت کی اقامت کی جدوجہد سے اکھڑ گئے۔ جس طرح کوئی جادوگر آنکھوں کو دھوکا دے کر ایسی چیز جو حقیقت نہیں ہوتی ہے، حقیقت بنا دیتا ہے۔ یہ شیطانی جادوگری مسلمانوں کی نئی نسل کو دھوکہ سے کوئی نیا خدا بنا رہی ہے۔ غیر مسلم تو مغرب کے بت کو پوج رہے ہیں اور مسلمان بھی اس بت کے پجاری ہو گئے ہیں۔ ستم یہ ہے کہ یہ بت دین کامل کی موجودگی میں پوجے جا رہے ہیں۔ افسوس کا مقام یہ ہے کہ مسلمان تو مسلمان ہی کہلائیں گے کیونکہ کلمہ گو ہیں اور دنیاوی مردم شماری میں بھی شاید مسلمان ہی درج ہوں گے لیکن اللہ کی مردم شماری......! یہ سوال لمحہ فکریہ ہے اور ہر مسلمان کو سوچنا چاہیے۔

پچھلی صدی میں مسلمان حصول تعلیم کے لیے مغرب گئے پھر وہیں آباد ہو گئے آج مغرب کی مردم شماری میں کروڑوں مسلمان آباد ہیں لیکن مغرب کا یہ نظریہ "مذہب انسان کا انفرادی معاملہ ہے یا مذہب ایک پرائیوٹ معاہدہ ہے۔ خدا اور بندے کے درمیان" ایک غیر مسلم کے لیے مذہب اس کا ذاتی معاملہ ہو گا لیکن یہ مختصر سا نعرہ اب مسلمانوں کا کلمہ ہے۔

Marfat.com

جہاں تک اسلام پر ایمان لانے والوں کا تعلق ہے ان کے لیے مذہب ذاتی معاملہ نہیں ہو سکتا۔ بدقسمتی سے مسلمانوں نے دین کو مسترد کر کے یہ کلمہ جوں کا توں قبول کر لیا ہے۔

اسلام دین حیات ہے!

اب تو یہ نظریہ مدرسوں مسجدوں یا گھروں کے درسوں میں ایک خوبصورت خطبہ کا موضوع بن گیا ہے۔ اس ضمن میں ایک منظم کوشش یہ بھی کی گئی ہے مسلمانوں کے نظریہ حیات کو مغربی فکر اور نظریہ پر ڈھالنے کے لیے ایک فرضی اسلام اور ایک فرضی قرآن کا مقصد ایجاد کر لیا ہے اور مسلمان اب اس داخلی حملہ کا مقابلہ کرنے کے لیے نہ کوئی موثر حکمت عملی رکھتے ہیں نہ ہی ضرورت محسوس کرتے ہیں۔

جادو وہ جو سر چڑھ کر بولے

مسلمانوں کی سیاست کا عنوان ہی خلافت کا قیام ہے۔ عوام کی حاکمیت کی بجائے اللہ کی حاکمیت کا کہنا اب ایسا ہو چکا ہے جیسے ہاتھ میں انگارہ رکھنا۔

اگر انسان فرعون کے دربار میں ملازمت حاصل کر لے اور عیش کی زندگی ہو تو کیا حضرت موسیٰؑ کا کلمۂ حق اس کے دل کو ٹھنڈک پہنچا سکتا ہے۔ پوری انسانیت کو اس فلسفے پر اپنا جائزہ لینا چاہیے۔

مغرب کی طرف آنے والے مسلمانوں نے حق اور باطل کی نظریاتی جنگ اسی دن ہار دی۔ جب مغرب کے نظریہ انسانی حاکمیت کو زندگی کے ہر حصے میں قبول کر لیا گیا۔ نتیجتاً ہماری نئی نسل جن کے سامنے کوئی اسلامی رول ماڈل نہ ہونے کی وجہ سے، مغربی فکری اساس کی طرف ڈھل گئی۔ ابلیس نے کعبہ سے اُٹھا کر بت خانہ میں لا بسایا۔

بنی اسرائیل سے امامت چھین کر مسلمانوں کو ملی۔ اس کے بعد اللہ تعالیٰ نے اس اہلیت میں استقامت کے لیے واضح فرما دیا:

﴿یٰٓاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا لَا تَتَّخِذُوا الْیَهُوْدَ وَالنَّصٰرٰٓی اَوْلِیَآءَ﴾

”اے ایمان والو! یہودیوں اور عیسائیوں کو اپنا دوست نہ بناؤ۔“

Marfat.com

(المائدۃ:51)

اور

﴿وَلَنْ تَرْضٰى عَنْكَ الْيَهُوْدُ وَ لَا النَّصٰرٰى حَتّٰى تَتَّبِعَ مِلَّتَهُمْ ؕ﴾

یہودی عیسائی تم سے ہرگز راضی نہ ہوں گے جب تک تم ان کے دین کی پیروی نہ کرنے لگو۔'' (البقرہ:120)

جولوگ مسلمان ہوکر یہودونصاریٰ سے دوستی رکھیں گے ان کے بارے میں فرمایا:

﴿وَمَنْ يَّتَوَلَّهُمْ مِّنْكُمْ فَاِنَّهٗ مِنْهُمْ ؕ اِنَّ اللّٰهَ لَا يَهْدِى الْقَوْمَ الظّٰلِمِيْنَ ۝﴾

''اور جوشخص تم میں سے ان کو دوست بنائے گا وہ بھی انہی میں سے ہوگا بے شک اللہ ظالم لوگوں کو ہدایت نہیں دیتا ہے۔'' (المائدۃ:51)

سورۃ ہود آیت:113 میں کافروں کی طرف جھکاؤ رکھنے پر کھلی جہنم کی خبر دے دی گئی۔

﴿وَ لَا تَرْكَنُوْٓا اِلَى الَّذِيْنَ ظَلَمُوْا فَتَمَسَّكُمُ النَّارُ ﴾

''ان ظالموں کی طرف ذرا نہ جھکنا ورنہ جہنم کی لپیٹ میں آجاؤ گے۔''

موجودہ حالات پر غور کریں۔قرآن جب دل کی گہرائیوں نہیں اُترتا ہے تو انسان کا دل پتھر بن جاتا ہے۔یہود اور نصاریٰ سے دوستی کتنا بڑا فتنہ ہے۔ابن تفسیر،سید قطب کی تفسیر اور علماء حق اور بڑے بڑے اسلامی دانش وروں نے اپنی کتابوں میں اس فتنہ اور اس کے انجام سے امت کو آگاہ بھی کیا ہے۔

﴿وَ مَنْ يَّكْفُرْ بِاٰيٰتِ اللّٰهِ فَاِنَّ اللّٰهَ سَرِيْعُ الْحِسَابِ ۝﴾

''اور جو کوئی اللہ تعالیٰ کی آیات کا انکار کرے (وہ جان لے) اللہ تعالیٰ جلد حساب لینے والا ہے۔(آل عمران:19)

Marfat.com

ایک جگہ اس طرح ذکر کیا گیا ہے:

"تو جن لوگوں کے دلوں میں نفاق کا مرض ہے تم ان لوگوں کو دیکھو گے کہ ان میں دوڑ دوڑ کر ملے جاتے ہیں کہتے ہیں کہ ہمیں خوف ہے کہ کہیں ہم زمانے کی گردش میں نہ آ جائیں۔"

مولانا عبدالستار نے "کفار سے دوستی کا فتنہ" میں بڑی تشویش کا اظہار کیا ہے وہ لکھتے ہیں جب کافروں سے دوستی ہوتی ہے تو پھر اس کا لازمی نتیجہ ہوتا ہے۔

اُن ہی کے الفاظ نقل کیے جاتے ہیں:

(ا) کافروں کے ملکوں میں رہنا پسند آتا ہے۔ وہیں ان کی زندگی گزرتی ہے۔ اللہ رب العزت نے ایسے لوگوں کے بارے میں فرمایا ہے کہ جب ان کی روح قبض ہوگی اور فرشتے ان کے اُوپر سختی کریں گے تو یہ لوگ کہیں گے اے اللہ! ہم کافروں کے ملک میں کمزور تھے ہم دین پر اس لیے نہیں چل سکتے تھے کہ کفر کا نظام تھا، کفر کا قانون غالب تھا، کفر کا ماحول تھا، بے دینی تھی...... تو انہیں جواب ملے گا کہ کیا اللہ کی زمین کشادہ نہیں تھی کہ تم ہجرت کر لیتے اور اپنا ایمان بچا لیتے تمہیں پیٹ بچانے کی فکر تو ہوئی مگر ایمان بچانے کی فکر نہیں ہوئی یعنی اگر ہم وہاں کمانے کے لیے نہ جاتے تو کہاں سے کھاتے۔ قرآن مجید میں اللہ کا ارشاد ہے:

﴿وَكَأَيِّنْ مِّنْ دَآبَّةٍ لَّا تَحْمِلُ رِزْقَهَا اللّٰهُ يَرْزُقُهَا وَإِيَّاكُمْ﴾

"اور کتنے جانور ہیں جو اپنی روزی کا بوجھ (ذمہ داری) اُٹھا نہیں سکتے، اللہ انہیں بھی رزق دیتا ہے اور تمہیں بھی۔" (العنکبوت:60)

وہ مزید لکھتے ہیں مسلمان کفار کی ترقی میں عملاً حصہ لیتے ہیں، خاص رسومات خاص تاریخیں جن پر وہ خوشیاں مناتے ہیں، مسلمان ان میں حصہ لینا شروع کرتے ہیں اور ان کی مذہبی کرسمس پارٹیاں، یوم پیدائش کی خوشی کی پارٹیاں، دوستی کی محفلوں میں شامل ہونا شروع ہو جاتے ہیں۔ آفس روزگار کے ادارے وغیرہ میں دوستیاں بن جاتی ہیں۔

اہل کفر سے دوستی رکھنے والوں کے بارے میں حضرت مجدد الف ثانیؒ اپنے مکتوب نمبر 266 دفتر اول میں لکھتے ہیں:

Marfat.com

''میں ایک شخص کی عیادت کو گیا وہاں پہنچ کر دیکھا کہ انتقال کا وقت قریب ہے۔ میں نے اس پر توجہ ڈالی تو اس کے دل کو ظلمتوں سے بھرا پایا۔ ہر چند میں نے توجہ کی اس کے دل پر سے یہ ظلمتیں دور ہو جائیں، مگر دور نہ ہوئیں۔ بڑی دیر توجہ کے بعد محسوس ہوا کہ یہ ظلمتیں اہل کفر کی دوستی سے پیدا ہوئی ہیں۔ یہ توجہ سے زائل نہ ہوں گی، جہنم کے عذاب سے ہی زائل ہوں گی جو کفر کی سزا ہے۔ (ندائے خلافت 29 مئی تا 04 جون 2003ء مرسلہ سید افتخار احمد)

مسلمان جو دارالکفر میں جا کر بس گئے وہ تو اسلام کے سفیر ہیں۔ کہاوت ہے کہ سیلابوں کا مقابلہ چٹانیں کرتی ہیں۔ دیکھیے! پہلے دور میں اسلامی لشکر جب رومن ایمپائر گئے تو ایمان، صلہ رحمی، انصاف، غیر مسلموں کی جان و مال اور ان کی مذہبی زندگی کے تحفظ عملاً اسلامی فلسفہ کی بنیاد پر قائم کیا۔ اور اللہ کی حاکمیت اعلیٰ کے نظریہ کو غالب کر کے انسانیت کی فتح اور ابلیس کی شکست کا کارنامہ انجام دیا۔

دوسرے دور میں جب شیطانی لشکر اسلامی دنیا میں داخل ہوئے تو نظریہ انسانی حاکمیت (ملکہ Sovereignty) کو غالب کیا۔ جس طرح زمین پر کوئی بھی فصل اُگانے کے لیے شرط اوّل یہ ہے کہ زمین آپ کے قبضے میں ہو۔ زمین پر آپ کا قبضہ ہوگا تو اس میں بیج ڈالیں گے اور کاشت کاری کر کے پھل کھائیں گے۔ اسی طرح شیطان کے لشکر نے اپنے دین کی دعوت دینے کے لیے اسلامی دنیا پر قبضہ کیا اور اپنی دعوت ہر گھر میں پھیلا دی۔ آہستہ آہستہ یہ پودا ہر بھرا ہو گیا اور مسلمان حقیقی اسلامی حکومت کے فرائض سے ناواقف اور ان سے منحرف ہو گئے۔ سچی بات یہ ہے کہ اسلام کے لیے غلبہ انسانی حاکمیت کی ابتدا ہی وہ منحوس گھڑی تھی کہ مسلمانوں نے اپنے دین سے آنکھ بند کر لی اور دین ابلیس کی دعوت و تبلیغ کو بخوشی گوارا کرنے لگے اور غیر اسلامی قوانین اپنی نگرانی میں پھیلنے کی پوری سہولتیں بہم پہنچانے لگے اور پچھلے سو سال میں اسلام کے قلب میں اس کی روح موجود نہیں رہی۔

نتیجتاً آج کے دور میں مغرب کے مسلمانوں کا ہی جائزہ لیجیے۔ (جس میں اسلامی ملکوں کا ذہنی طبقہ مغربی ممالک کی طرف ہجرت کر گیا ہے) کس طرح کفر کے نظام میں شریک ہو رہے ہیں۔ اللہ کے قانون کی بجائے انسانوں کے بنائے ہوئے قانون اپنے اُوپر مسلط کر

Marfat.com

رکھے ہیں۔ نتیجتاً اب ابلیسی انسانی حاکمیت کی چٹان کو ہلا ہی نہیں سکتے، بلکہ حالت یہ ہے کہ ابلیس نے اسلامی نظریہ فکر کی چٹانین پارہ پارہ کردی ہیں۔ انسانی حاکمیت کا شوگر کوٹیڈ نظریہ پھل اور پھول رہا ہے جب کہ حقیقتاً میں اللہ کی حاکمیت کا عملی نظریہ خیالی دنیا میں بس کر پسپا ہوتا جارہا ہے۔ سچ تو یہ ہے کہ جب کوئی انسان غلاظت میں رہتا ہے تو اسے گندگی کا احساس بھی نہیں ہوتا ہے۔

ذرا غور کیجیے! کافروں کی ذات نفرت کے قابل نہیں ہے لیکن جب ذات کفر اختیار کرتی ہے تو اللہ کے نزدیک قابل نفرت ہو جاتی ہے۔

﴿لَا تَجِدُ قَوْمًا يُّؤْمِنُوْنَ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْاٰخِرِ يُوَآدُّوْنَ مَنْ حَآدَّ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ﴾

''تم ہرگز نہیں پاؤ گے ان لوگوں کو جو حقیقتاً ایمان رکھتے ہیں اللہ پر اور یوم آخرت پر کہ وہ ان لوگوں سے محبت کرتے ہوں جنہوں نے اللہ اور اس کے رسول کی مخالفت کی ہے۔'' (المجادلۃ:58)

بقول اقبال ؎

یورپ کی غلامی پر رضا مند ہوا تو
مجھ کو تو گلہ تجھ سے ہے یورپ سے نہیں

مغرب میں مسلمانوں کے نظام زندگی میں وہی مشاغل ہیں جو ان کے ہیں۔ نظام تعلیم، معاشرت، سیاست، معیشت سب کچھ ان کا ہے مسلمانوں کے پاس صرف ایک ہی چیز رہ گئی ہے اور وہ ہے ''مذہب اسلام'' اور مذہب اسلام میں بھی فرقوں کے مذہب کے نظریات پر اسلام کی عمارت کھڑی کردی گئی۔

آنحضرت ﷺ نے اپنی امت میں نظریاتی اختلاف کے رونما ہونے کی پیش گوئی فرمائی ہے چنانچہ ارشاد نبویؐ ہے:

''بنی اسرائیل 72 مذاہب (فرقوں) میں بٹے میری امت 73 میں بٹے گی۔ سب کے سب سوائے ایک گروہ کے جہنم میں

Marfat.com

جائیں گے۔"

جب صرف ایک مذہب (فرقہ) نجات یافتہ ہے تو سوال پیدا ہوتا ہے کہ وہ کون خوش نصیب ہے جبکہ تمام فرقے کلمہ گو ہیں یہ لمحہ فکریہ ہے۔

مغرب میں کفار مسلمانوں کی ایک ایک حرکت کا بغور مطالعہ کرتے ہیں اور اندازہ لگاتے ہیں کہ جس دین حیات کی یہ نمائندگی کرتے ہیں وہ کیا ہے؟ اُس کا جواب دینے میں خیالی دنیا اور عملی دنیا میں فرق صاف نظر آتا ہے۔ دیکھیے مسلمان دعویٰ کرتے ہیں (جو واقعتاً حق ہے) کہ رب العالمین ہمارا اور ساری دنیا کے انسانوں کا حاکم ہے اور اس کی حاکمیت اعلیٰ میں کوئی شریک نہیں ہے۔ اس نے مسلمانوں کو دین حیات دیا ہے اور مسلمان ان کو کہتے ہیں جو رب العالمین کے دین کو ماننے والے ہیں۔ وہ پوچھتے ہیں کہ یہ دین کہاں پایا جاتا ہے؟ مسلمانوں کو کچھ بجھائی نہیں دیتا ہے، منہ چھپا کر بھاگ جاتے ہیں یا زیادہ سے زیادہ کتابیں اور سی ڈی حوالے کر دیتے ہیں کہ اس میں پایا جاتا ہے جس پر وہ ہنستے ہیں۔

مغربی ممالک انتہائی علوم وفنون میں ترقی یافتہ ہیں۔ یہ اپنے دین حیات (صاف شفاف انسانیت سے لبریز) سیکولرازم (جمہوریت) پر بھروسہ کرتے ہیں۔ انسانی برابری، معاشی عدل وانصاف اور نظم وضبط نے اِن کے ممالک کو چار چاند لگا دیئے ہیں اور مسلمانوں کو اپنا انسانی حاکمیت پر ایک آئیڈیل فلاحی ریاست کا نمونہ پیش کرتے ہیں۔ اپنی محنت اور ایمانداری سے سہولتوں کے انبار لگا لیے ہیں۔ مسلمان ان کی ترقی کو نظر تحسین سے دیکھتے ہیں تو مغرب میں مضبوط دلائل پر مبنی مدینہ جیسی فلاحی ریاست دکھائے بغیر کوئی چیز فروغ نہیں پا سکتی۔ مسلمانوں کی نسل جو یہاں پیدا ہوتی ہے اسلامی ملکوں کی منافقت اور مغرب کے ملکوں میں انسانیت کا موازنہ کرتی ہے۔ نتیجتاً شرکیہ نظام طاغوت کو ترقی تصور کر لیا جاتا ہے وہ نسل جو اسلامی ملکوں سے مغرب آتی ہے وہ زندگی کا ایک حصہ بہرحال اسلامی ماحول میں گذار کر آتی ہے۔ ان کے لیے اس ظاہری چمک میں اپنے نظریات اور فکر کو برقرار رکھنا کتنا مشکل ہو گیا ہے۔ ذرا سوچیں اس نسل کا جس نے آنکھ کھولی تو غلبہ کفر کی جنت کو دیکھا۔ یہیں کی تعلیم حاصل کی۔ مسلمان ماں باپ ہونے کے ناتے دین اسلام سے منحرف ہو کر مذہب اسلام میں داخل ہو چکے ہیں۔ نتیجتاً

Marfat.com

ابلیس کے لشکروں میں دن رات ہر لمحہ اضافہ ہو رہا ہے۔ مزید براں مسلمان اسلامی ملکوں سے بھاگ کر مغرب کی طرف آ رہے ہیں یہ مسلمانوں کے لیے لمحہ فکریہ ہے۔

اب ذرا موازنہ کیجئے! پہلے دور میں اہل ایمان نے اللہ کا دین غالب کیا اور نظریاتی طور پر صداقت، صلہ رحمی، سچائی پر مبنی اسلام غالب کیا جبکہ دوسرے دور میں لشکر شیطان نے اسلامی ملکوں میں ابلیس کا دین غالب کیا اور پوری اسلامی دنیا کو نظریاتی طور پر شکست دی۔ آج کے دور میں جو مسلمان اسلامی ملکوں سے مغرب کی طرف آ رہے ہیں وہ دارالکفر کو دارالاسلام (کلمہ گو) بنانا تو بہت بڑی بات ہے ایک چھوٹی سی سنت کہ کھانے سے پہلے بسم اللہ کہا کرو کا پیغام غالب نہ کر سکے یا گڈ مارننگ کے بجائے السلام وعلیکم کہا کرو کا نظریہ غالب نہ کر سکے بلکہ ابلیس نے ان کو اپنے نظریات میں رنگ لیا۔

قرآن نے ایک پہچان بتلائی ہے کہ تم صرف مسلمان ہو اور اسلام تمام انسانیت کی فلاح لے کر آیا ہے۔ اس نظام کا غلبہ چونکہ ابلیس کی موت ہے اس لیے دھوکہ سے شیطانی لشکر میں اضافہ کرنے کی حکمت عملی مرتب کرتے ہوئے مذہب سے جوڑ دیا ہے۔ جس راستے پر نجات کا حصول ہے اور کامیابی کی ضمانت ہے، اس پر پردہ ڈال دیا ہے اب وہ روشنی نظر نہیں آ رہی ہے۔ نبی ﷺ نے فرمایا تھا میری امت کا فتنہ مال کا فتنہ ہے۔ آج مال کے فتنہ میں مبتلا مسلمان دنیا کی تاریکیوں سے بھیک مانگ رہے ہیں۔ یہ ایک حقیقت ہے کہ مغرب کے مسلمان اسی فتنہ میں مبتلا ہو کر مغرب کو جنت سمجھتے ہیں اور کہتے ہیں کہ مسلمان ان کے نظام کی برکات سے دیکھو کتنا فائدہ اُٹھا رہے ہیں، لیکن میرا ذاتی سوال یہ ہے کہ کیا نسبت ہو گی ان فائدوں اور نقصان کی ذرا سوچیے!

جو میں سر بسجدہ ہوا کبھی تو زمیں سے آنے لگی صدا
تیرا دل تو ہے صنم آشنا تجھے کیا ملے گا نماز میں

اسلام کبھی مٹ نہیں سکتا ہے دنیا کو اسلامی لشکروں کی ضرورت ہے۔ خلافت راشدہ کا نظام اس جہاں کی قسمت کا روشن ستارہ ہے۔ اس ستارہ کو عالم انسانیت میں سچا انقلاب برپا کرنے اور امت مسلمہ کے وقار کو از سر نو بحال کرنے کے لیے اسی اخلاق اور سچائی کو دوبارہ

Marfat.com

زندہ کرنا ہوگا جس پر ہمارا ایمان ہے۔ اس ایمان کا رنگ ظاہر و باطن قول و فعل اور فکر و عمل کے ہر ہر گوشے پر چڑھایا جائے۔ محبت و اخلاق (کافر اور مومنوں کے لیے) میں سیرت و کردار محمدی کی کوئی جھلک ہماری زندگی میں دکھائی نہ دے تو یہ محض جھوٹ اور منافقت کے مترادف ہوگا۔ ہر مسلمان کا کردار، اتباع سنت میں محبت، نرمی شفقت اور اخلاقی رنگ میں رنگا ہونا چاہیے۔ اس کے ابتدائی مرحلے میں اسلامی ممالک کے اندر اللہ کے دین کا پرچم بلند کرنے کے لیے سیسہ پلائی ہوئی دیوار بن جائیں۔ مسلمانوں کو صداقت صدیقؓ، عدالت عمرؓ، حیاء عثمانؓ، شجاعت علیؓ اور سیاست امیر معاویہ پر مبنی ایک معاشرہ دکھانا ہوگا پھر دنیا کو اسلام کی دعوت دینی ہوگی اور کفر یہ طاغوتی اندھیروں کو عشق اتباع مصطفیٰ کے نور سے روشن کرنا ہوگا۔

اللہ کا دین، اللہ کا نظام کم از کم ایک اسلامی ملک میں قائم کر دیں اور دنیا کو ایک ماڈل دکھائیں، صحیح اسلام کا چہرہ دنیا کے سامنے لائیں کہ بھائی آؤ اور اپنی آنکھ سے دیکھو یہ اسلام کا سیاسی معاشی اور معاشرتی نظام جو ہمارے نبی اکرم ﷺ لے کر آئے تھے۔ اِس کی برکات دیکھو، اِس کی رحمتیں دیکھو۔ ہمارے ملک میں ایک عورت سونے کے زیورات سے لدی آدھی رات کو اکیلے نکلتی ہے اور کوئی آنکھ اُٹھا کر دیکھنے والا نہیں ہے۔ آؤ دیکھو! یہاں ہسپتال میں پہلے مریض کی جان بچائی جاتی ہے اور بعد میں پیسے لیے جاتے ہیں۔ آؤ دیکھو! وہ عدل کا نظام جو ہم نے قائم کیا ہے۔ جہاں مسلم غیر مسلم، حکمران اور ادنیٰ مزدور ہماری عدالتوں میں ایک ہی جگہ کھڑے ہیں۔ شریعت محمدیؐ نے اس کی اہمیت اور فضیلت پر اس قدر زور دیا ہے، مگر افسوس مسلمان اس بات کو سمجھنے اور عملی جدوجہد کرنے سے قاصر ہو گئے ہیں۔ بہترین جہاد یہ ہے کہ اِنسان کا خون زمین پر نہ بہنے دیا جائے۔ جب انسان کا خون بہتا ہے تو ابلیس کے گھرانوں میں جشن اور چراغاں ہوتا ہے کیونکہ ابلیس انسان کا دشمن ہے۔

زباں سے کہہ بھی دیا لا الہ الا اللہ تو کیا حاصل
دل و نگاہ مسلمان نہیں تو کچھ بھی نہیں

☆☆☆

Marfat.com

تیسرا باب

دجالی نظامِ تعلیم کا المیہ اور مسلم دُنیا کی بے بسی

اس حقیقت سے تو کوئی مسلمان انکار ہی نہیں کرسکتا ہے کہ قرآنی علم ہی دنیا اور آخرت کی کامیابی کے لیے ایک عظیم دستور اور لائحہ عمل ہے۔ قرآنِ کریم اللہ تعالیٰ کا انسانوں کے لیے ایک عظیم تحفہ ہے۔ یہ ایک ایسا نسخۂ کیمیا ہے جو دنیا اور آخرت دونوں کی کامیابی کے لیے ایک کلید کی حیثیت رکھتا ہے۔ قرآن عمل پر روز دیتا ہے۔ اس لیے کہ ۔

عمل سے زندگی بنتی ہے جنت بھی جہنم بھی
یہ خاکی اپنی فطرت میں نہ نوری ہے نہ ناری

مسلمانوں کو بحیثیت امت یہ مرض لاحق ہو گیا ہے کہ باتیں انتہائی اعلیٰ سطح کی کریں گے، خیالات کی پرواز آسمان کو چھو رہی ہوگی، لیکن عمل صفر ہوتا ہے الا ماشاءاللہ۔

اقبال بڑا اپدیشک ہے من باتوں میں موہ لیتا ہے
گفتار کا غازی تو بنا کردار کا غازی بن نہ سکا

مغرب نے گزشتہ تین صدیوں میں علوم، فنون، سائنس و ٹیکنالوجی میں حیرت انگیز طور پر ترقی کی ہے۔ اس کے نتیجے میں سائنس کی ایجادات میں ایسا انقلاب آیا کہ انسان کی آنکھیں خیرہ ہو گئیں۔ قانون کی بالادستی ایک دھوکے کی جنت کو وجود میں لے آئی اور انسانوں کی زندگیاں آرام دہ ہو گئیں۔

اسلام نے انسانی ضابطہ حیات کے لیے جن اخلاقی و معاشرتی اقدار کو بنیاد بنایا تھا اُس کی ابتدا مشرق وسطیٰ میں ہوئی تھی۔ انسانی تاریخ میں اسلام کا سفر روشنی کا سفر ہے۔ علم و

Marfat.com

حکمت کی روشنی کا غلبہ پہلے خود جزیرۃ العرب میں ہوا اور پھر جیسے جیسے اسلامی ریاست کی حدود مغرب کی جانب بڑھیں، مسلمان اسپین تک جا پہنچے اور یورپ میں اسلام کی روشنی پہنچا دی اور غیر قوموں اور ملکوں کے عوام کو اپنا گرویدہ بنا لیا لیکن بدقسمتی سے وقت گذرنے کے ساتھ ساتھ وہ خود اُن ہی کے رنگ میں رنگے گئے۔ دینی حیات اور اسلامی فلسفہ اخلاقیات کو ذاتی اور انفرادی زندگی تک محدود کر لیا تو اسلامی جمعیت کا خاتمہ ہو گیا۔ گویا مسلمان غفلت کی نیند سو گئے لیکن یورپ بیدار ہو گیا۔

ڈاکٹر اسرار احمد کے بقول آج سائنسی ترقی اور نئی نئی ایجادات نے انسان کے ایمان کو متزلزل کر دیا ہے۔ عقل حیران و پریشان ہو جاتی ہے۔ حقیقت ہے کہ زیادہ تر ایجادات یورپ میں ہوئی ہیں مگر سائنسی ترقی کسی قوم کی جاگیر نہیں ہے بلکہ نوع انسانی کی مشترک میراث ہے۔ یہ وہ علم کائنات ہے جو انسان کے اندر ازل سے ودیعت کر دیا گیا تھا، جسے اب انسان اپنے حواس و عقل کے ذریعے حاصل کرتا جا رہا ہے اور ابھی مستقبل میں بھی حاصل کرے گا۔

یہ رب العالمین کے نظام کی حکمت ہے کہ مختلف لوگ مختلف امور انجام دے رہے ہیں، جس کی وجہ سے سائنس کی دنیا میں نئی نئی باتیں انسان پر منکشف ہو رہی ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے انسان میں آگے بڑھنے اور کائنات کو مسخر کرنے کا جو جذبہ رکھا ہے اور مختلف انسانوں میں مختلف صلاحیتیں اور اپنے کام سے جو محبت اور دلچسپی رکھی گئی ہے اُس کی وجہ سے دنیا کا کام چلتا رہے گا اور انسان کی ضروریات پوری ہوتی رہیں لیکن تمام تر ترقی اور تمام تر صلاحیتوں کے باوجود اللہ فرماتا ہے:

''ہر شخص اللہ کے حکم کے آگے بے بس ہے۔ کون کہاں پیدا ہو گا؟ کیا کرے گا کتنے دن زندہ رہے گا؟ یہ ایک ایسا نظام ہے کہ اِس میں کوئی تبدیلی نہیں ہوتی۔ ان قوانین فطرت میں انسانوں کے لیے کام تقسیم کر دیئے گئے ہیں۔ یہ سہولیات تمام انسانوں کو عطا کی گئی ہیں۔ یہ محض کسی انسان کی ذہانت یا قابلیت کا نتیجہ نہیں ہے۔ یہ رب کی عطا کا انداز ہے۔''

''جو کچھ آسمان میں ہے اور جو کچھ زمین میں ہے سب کو اپنے حکم

Marfat.com

سے تمہارے کام میں لگا رکھا ہے۔ جو لوگ غور کرتے ہیں ان کے
لیے اس میں قدرت کی نشانیاں ہیں۔'' (القرآن)

بدقسمتی سے مسلمانوں کی غفلت اور نا اہلی اور یورپ کی بیداری نے سرزمین یورپ کو ظاہری طور پر جنت بنا ڈالا۔ ابلیسی قوتوں نے انسانی حاکمیت (عظیم تر شرک) کی بنیاد پر تمام دنیا کے معاشرے ترتیب دیئے۔ دنیا میں سیکولرازم کا فروغ پچھلی تین چار صدیوں کی ابلیس کی محنت کا ثمر ہے۔ سیکولرازم اس بات کا داعی ہے کہ مذہب کسی شخص کے ذاتی عقیدے تک محدود ہے۔ اپنے اپنے عقیدے کے مطابق عبادت کرنے میں آزاد ہے۔ ذہن میں یہ بات بٹھا دی گئی ہے کہ انسان کی اجتماعی زندگی اور ریاستی امور میں کسی بھی آسمانی ہدایت کا عمل دخل نہیں ہونا چاہیے۔ یوں مذہب اور ریاست کو الگ الگ کر کے اخلاقیات کا جنازہ نکال دیا گیا۔

اسلامی تاریخ کا یہ نہایت دردناک اور عبرت ناک باب ہے کہ مسلمانوں کا دین پچھلی صدی میں پورے طور پر مغلوب ہو گیا اور حقیقی اسلام کی بنیادیں ہلا دی گئیں۔

یہاں اس بات کا ذکر کیا جانا بہت ضروری ہے کہ اس سے زیادہ عالم اسلام کی مجرمانہ بے خبری، نا اہلی بے پروائی اور کیا ہو سکتی ہے کہ ابلیس اور اس کے ایجنٹ اعلانیہ طور پر پوری امت کو ہمیشہ کے لیے مغلوب کرنے کی سازش اور ایکشن پلان مرتب کرتے رہے اور امت اس سے بے خبر رہی۔ کوئی دل و دماغ یہ نہ سمجھ سکا۔ کسی اہل اقتدار کے دل میں بے قراری نہ ہوئی۔ پوری اسلامی دنیا کے حکمران اور کثیر تعداد مسلمانوں کی وہی چراغ جلاتے رہے جو ابلیس نے ہاتھوں میں تھما دیئے تھے۔ یہاں تک کہ انسانی حاکمیت کے شرمناک تصور قانون اور ابلیس کے نظام کا ہی کا بول بالا رہا اور اسلام مکمل نظام حیات ہے صرف ہونٹوں سے نکلے ہوئے الفاظ ہی رہ گئے۔ امت کی اس بے خبری سے ابلیس نے یہ فائدہ اُٹھایا کہ ریاست کے اجتماعی نظام سے رب العالمین کے احکام کو نکال دیا گیا۔ یہ اس لیے کیا گیا کہ پہلے ایک عالمی فضاء تیار کرنا تھی۔ اس ضمن میں اولاً اچھی کارکردگی کا مظاہرہ مغرب میں ہوا۔ مغرب نے اپنے اجتماعی نظام میں عالم آخرت سے آنکھ بند کر لی۔ علم دنیا کے حصول کے لیے جدوجہد میں دن رات جت گئے، جس کی بنیاد پر لذت پرستی نے انسان کو

Marfat.com

گھیر لیا اور مادہ معبود کی صورت اختیار کر گیا۔ خلاصہ کلام یہ ہے کہ ابلیس نے انسان کی زندگی کو رنگ رلیوں اور مادی آسائشوں پر موقوف کر دیا اور یہ تمام چیزیں دولت سے حاصل ہوتی ہیں، اس لیے رفتہ رفتہ مغرب میں بعدازاں اسلامی ملکوں میں بھی دولت معبود بن گئی۔ دین الٰہی جو دراصل انسانوں کا ضابطہ حیات تھا وہ آہستہ آہستہ محض روایت پرستی اور شخصیات پرستی اور محض ثواب کمانے کے ذرائع میں تبدیل ہو کر رہ گیا۔ اقوام یورپ نے دنیاوی جدوجہد کی بنیاد پر سائنس کا مطالعہ کیا اور اُسے اجتماعی ترقی کے لیے استعمال کرنا شروع کر دیا اور ساری دنیا پر اپنی حکمرانی کا سکہ جما لیا اور مسلمان ان کے غلام اور محتاج ہو گئے۔

حقیقت یہ ہے کہ مغرب کا جدید نظام مسیح (1) دجال کے خروج کی تیاری ہے۔ احادیث سے یہ بات بہت واضح ہے کہ دجال کے جسمانی طور پر ظاہر ہونے سے پہلے پوری زمین پر ایک ایسا کفریہ نظام ہوگا جسے کو نبی ﷺ نے نظام دجال قرار دیا ہے۔ اس نظام کو

ا۔ دجالی فتنہ کے اشارات سورۃ کہف میں بڑی وضاحت سے آئے ہیں۔ معلوم ایسا ہوتا ہے کہ قدرتی قوانین پر غیر معمولی غلبہ اور اقتدار حاصل ہو جائے گا۔ دجالی فتنہ کے اوصاف سائنس و ٹیکنالوجی کی صورت میں ظاہر ہونا شروع ہو جائیں گے۔ اس فتنہ کے نمایاں خدوخال کے آثار آج دنیا میں دیکھے جا سکتے ہیں۔

دجالی فتنہ کے بارے میں جو احادیث آئی ہیں مثلاً مسافت بے معنی ہو کر رہ جائے گی۔ تیز رفتاری کا ذکر کچھ اس طرح ہے جیسے بارش کو تیز آندھی لے جاتی ہو، علاج معالجے خاص طور پر جراحی کا علم انتہا کو پہنچ جائے گا اسی طرح آواز جسے مشرق و مغرب کے درمیان رہنے والے لوگ بیک وقت سنیں گے۔

قدرتی قوانین کائناتی قوتوں و قواعد طبعی پر غیر معمولی غلبہ کا غلط استعمال کر کے اللہ اور کائنات کی اہمیت میں کائنات کی اہمیت کا گراف بڑھ جائے گا اور ایمان کا گراف نیچے آئے گا جس کی وجہ سے یہ علم فتنہ کی شکل اختیار کرے گا۔ دجال کے خود بحیثیت انسان کے ظاہر ہونے سے پہلے ایک شرکیہ نظام پوری کائنات میں جڑیں جمائے گا اور دنیا کے انسان اس فتنہ کی وجہ سے اس نظام کو خوش آمدید کہیں گے اور اطاعت و فرمانبرداری کریں گے۔ مغربی تمدن کے زیر اثر دجالیت کی آگ یقیناً بھڑک چکی ہے۔

سورہ کہف کی شروع کی آیات میں دنیا کی خوبصورتی اس کی دلکشی کا جو ذکر ہے وہ سائنس و ٹیکنالوجی سے ہی ممکن ہے۔

﴿اِنَّا جَعَلْنَا مَا عَلَى الْاَرْضِ زِيْنَةً لَّهَا لِنَبْلُوَهُمْ اَيُّهُمْ اَحْسَنُ عَمَلًا ۝﴾

''یقین جانو کہ روئے ارض پر جتنی چیزیں ہیں ہم نے انہیں زمین کی سجاوٹ کا ذریعہ اس لیے بنایا ہے تاکہ لوگوں کو آزمائیں کہ ان میں کون زیادہ اچھا عمل کرتا ہے۔''

(سورۂ کہف: 7)

=

Marfat.com

چلانے والے لوگ دجال کے ظاہر ہوتے ہی اس کے معاون اور مددگار بن جائیں گے اور اس کی پیروی کریں گے۔ موجودہ نظام کفر ایک مرکزی شیطانی سوچ کے تحت چل رہا ہے جس میں انسانوں پر سب سے بڑا حملہ نظام تعلیم کے ذریعے کیا گیا ہے جو کسی بھی معاشرے کے لیے ریڑھ کی ہڈی کی حیثیت رکھتا ہے۔

علم الٰہیات

یہاں نظام تعلیم کے حوالے سے مختصراً ذکر کیا جانا بہت ضروری ہے تاکہ مسلمان عالم اسلام میں ہونے والی سازشوں سے واقف ہو سکیں۔

حقیقت یہ ہے کہ دنیا کی مادی ترقی کے عمل میں بڑی طویل صبر آزما صدیاں لگیں۔ ان صدیوں کو مسلمان محققین نے بھرپور محنت کر کے نوع انسانی کو ترقی کے بنیادی اُصول مرتب کر دیئے۔ یورپ نے ان ہی اصولوں اور نکات کو بنیاد پر ترقی کا زینہ اس انداز میں طے کیا کہ دنیا حیران رہ گئی اور جن مسلمان سائنس دانوں نے اِس ترقی کے لیے بنیاد فراہم کی تھی انھیں باقاعدہ منصوبہ بندی سے منظر سے غائب کر دیا گیا۔

یہاں مزید واضح ہو کہ علم کسی قسم کا بھی ہو بہر حال علم ہے۔ اسلام اس علم کو جو انسان کو برباد کرنے والا علم ہے، حرام اور ممنوع قرار دیتا ہے۔ قرآن نے دو علوم کا ذکر کیا ہے۔ ایک کائنات کا علم ہے جو ازل سے حضرت آدم وحوا کے اندر ودیعت کر دیا گیا تھا یہ علم انسان آہستہ آہستہ اپنے حواس و عقل سے حاصل کرتا جا رہا ہے اور کرتا رہے گا، جیسے کسی درخت

= اسی سورت میں انسانوں کے لیے قیامت کے دن کے فیصلہ کا نقشہ کھینچ دیا گیا ہے یعنی رزلٹ بتلا دیا گیا۔
''اے محمدؐ! ان سے کہو کہ کیا ہم تمہیں بتائیں کہ کون لوگ ہیں جو اپنے اعمال میں سب سے زیادہ ناکام ہیں یہ وہ لوگ ہیں کہ دنیوی زندگی میں ان کی ساری دوڑ دھوپ سیدھے راستے سے بھٹکی رہی اور وہ سمجھتے رہے کہ وہ بہت اچھا کام کر رہے ہیں یہ وہی لوگ ہیں جنھوں نے اپنے مالک کی آیتوں کا اس کے سامنے پیش ہونے کا انکار کیا اس لیے ان کا سارا کیا دھرا غارت ہو گیا چنانچہ قیامت کے دن ہم ان کا کوئی وزن شمار نہیں کریں گے ان کی جزا جہنم ہے۔ (سورہ کہف: ۱۰۳تا۱۰۵)
دجالی فتنہ کو مزید سمجھنے کے لیے دیکھیے کتاب سورۃ کہف کی تفسیر کے تناظر میں ''دجالی فتنہ کے نمایاں خدوخال تصنیف حضرت مولانا سید احسن گیلانی۔

Marfat.com

کے بیج میں پورا درخت، پھول، پتے، پھل ہوتے ہیں، تاہم ان چیزوں کے بننے میں کئی سال لگتے ہیں لیکن جو کچھ اس بیج میں موجود تھا اسی سے سب کچھ بن رہا ہوتا ہے۔ دوسرے لفظوں میں دنیاوی علم اور اس کی ایجادات کے لیے صلاحیتیں انسان میں ودیعت کردی گئی تھیں جو آہستہ آہستہ ظہور پذیر ہو رہی ہیں۔ اس علم کی جدوجہد کو اسلام تسلیم کرتا ہے۔ واضح رہے۔ یہ علم سائنس ہی کے ذریعے حاصل ہوگا۔

دوسرا علم وحی کا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے اس علم کی تعلیم کے لیے وحی کا نزول فرمایا۔ یہی وہ فعل خاص ہے جس کا حضرت آدم اور حوا سے اس وقت وعدہ لیا گیا جب انھیں زمین پر بسایا جا رہا تھا۔ یہ علم نبیوں کے ذریعے انسانوں تک پہنچا ہے۔ اس علم کا کامل قرآن حکیم ہے۔ قرآن کی دعوت اگر حجاز سے نہ اُٹھتی جو ساتویں صدی میں اُٹھی جس نے وقت کے فرعونوں اور نمردوں کو روند ڈالا تو دنیا آج بھی ویسے ہی اندھیروں میں بھٹک رہی ہوتی جیسے اندھیرے قبل اسلام نبی نوع انسانی کا مقدر بنے ہوئے تھے۔

مذکورہ بالا دونوں علم اللہ ہی کے عطا کیے ہوئے ہیں۔ یہ دونوں علم بنی نوع انسانی کے فائدے کے لیے ہیں۔ علم ہدایت کی طرح تسخیر کائنات کا علم بھی انسان کی نفع رسانی کے لیے ہے۔ یہ اس لیے شر نہیں ہوسکتا لیکن جو چیز روئے ارضی پر اُسے بہت بڑا فساد بنا رہی ہے وہ یہ ہے کہ اِس علوم کے خالق کا انکار کردیا۔ انسان نے آگ کو خدا بنالیا تھا، پتھر کی مورتیوں کو خدا بنالیا تھا، چاند کو خدا بنالیا تھا۔ آج کے دور میں مغرب نے سائنس و ٹیکنالوجی کو خدا بنالیا۔ معاذ اللہ یہ تو اللہ کی نشانیاں ہیں ان کو دیکھو اور اللہ کی معرفت حاصل کرو۔ یقیناً یہ نشانیاں ہیں ان لوگوں کے لیے جو عقل سے کام لیتے ہیں۔

کافرانہ نظامِ تعلیم

آج کے دور میں کائناتی علم کے حصول کا مقصد دولت و اقتدار اور عہدہ حاصل کرنا ہے۔ انسانوں کو اس لیے تعلیم نہیں دی جاتی ہے کہ وہ اپنی ذات کا عرفان اور ذاتِ الٰہی کا شعور حاصل کرلیں بلکہ الحاد، کفر اور اللہ سے بغاوت ان کے اندر سرایت کرنا مقصود ہوتا ہے۔

Marfat.com

کائناتی علم سے فائدہ اُٹھاتے ہوئے تسخیر کائنات انسان کا وظیفۂ حیات ہے۔ اسلام اس کی اجازت دیتا ہے لیکن اس پر جاری منصوبۂ ربانی کو منہدم کرنا بغاوت الٰہی ہے۔ یہ عمل غیر صالح اور شرک ہے۔ علم کائنات تو اللہ کی رحمت ہے، جس میں مقررہ مدت تک فائدے ہیں۔ لہٰذا اللہ کی دی ہوئی چیزوں کو دل کھول کر برتو لیکن ان پر ایمان نہ لاؤ۔ اس علم سے سائنس وٹیکنالوجی اور ایجادات شروع ہوئیں۔ یہ تمام چیزیں اللہ تعالیٰ نے انسانوں کے فائدے کے لیے دیں۔ یہ تو انسانوں کی خدمت گزار تھیں لیکن ابلیس نے انھیں خدا بنوا دیا۔ اس بات کو ایک مثال سے واضح کرنا چاہتا ہوں۔ یورپ اور امریکہ میں بسے ہوئے کسی مسلمان کو اگر کوئی بڑا آپریشن کرانا پڑے تو اکثریت کہے گی کہ شکر ہے پاکستان میں نہیں تھے۔ وہاں سائنس وٹیکنالوجی اتنی ایڈوانس نہیں ہے جتنی مغربی کے ممالک میں ہے۔ وہاں آپریشن کامیاب نہ ہوتا۔ معلوم ہوا کہ توکل اللہ پر نہیں رہا بلکہ سازوسامان اور اسباب وسائل پر ہو گیا ہے۔ ہمیں یہ نہیں کہا گیا ہے کہ اسباب کو استعمال نہ کرو، اللہ نے جو کچھ اس دنیا میں دیا ہے، استعمال کے لیے ہی دیا ہے لیکن المیہ ہے کہ ابلیس نے مسبب الاسباب کی بجائے اسباب پر ایمان پختہ کر دیا۔

کائناتی علم کی جادوگری اور ایجادات نے دنیا کو نت نئے کرتب دکھائے اور کرتب کی ڈگڈگی ابلیس کے ہاتھ میں آئی۔ لوگ ابلیس کے مداری پن کو سمجھنے کے بجائے اس کی ڈگڈگی پر ناچنے لگے۔ اس سے دراصل دنیا میں اللہ کی بجائے انسانی حاکمیت پر مبنی کافرانہ تہذیب نے جنم لیا۔ دجال کے بارے میں نبی ﷺ نے فرمایا کہ اس کے ماتھے پر لکھا ہوگا ''کاف ر''، یعنی کفر، جس کو ہر مومن پڑھ لے گا پڑھا لکھا ہو یا نہ ہو۔ اس تہذیب کی بنیاد پر ابلیس نے اپنا تعلیمی نظام برپا کیا۔ اس تعلیمی نظام میں سب کچھ دنیاوی ترقی کے نام پر ہی پڑھایا جاتا ہے، جو محض دھوکہ اور باطل ہے۔ ابلیس نے انسان کو باور کرایا کہ اسے صرف کائنات کے علم ہی کی طرف جانا چاہیے۔ اس طرح روئے ارضی پر انسانوں بالخصوص مسلمانوں کے عقیدے کو ہلا دیا اور ایسی ذہنی صورتِ حال سے دوچار کر دیا۔ جب بنی آدم نے ابلیس کے نظام تعلیم کی بنا پر یہ باور کر لیا کہ اس کا مقصد حیات وہ نہیں ہے جو مذہب

Marfat.com

بتاتا ہے تو پھر انہوں نے آسمانی ہدایت سے منہ موڑ لیا۔ دورِ حاضر میں تمام کائناتی علم کا منبع ابلیس ہے اور اس علم کا اللہ تعالیٰ کی سنت اور انبیاء ورسل کی سنت سے کوئی تعلق نہیں ہے۔

یوں تو ابلیس کے کارنامے انسانی تاریخ کی ابتدا سے ہی جاری وساری ہیں۔لیکن اب تو دجال کی آمد سے قبل اس کے لیے عالمی حکومت کے قیام کی کوششیں ہورہی ہیں اور اس حوالہ سے جو دنیا پر نیو ورلڈ آرڈر لایا جارہا ہے جو اپنے ظاہر کے اعتبار سے زمین پر خوشحالی اور عدل وانصاف اور ہر طرف خوشیاں ہی خوشیاں لائے گا اور انسان کو آرام دہ زندگی کے فریب میں جکڑ لے گا۔

یہ نظام کفر پچھلی صدی میں اپنے ماننے والوں کے لیے ہمہ گیر اور بنیادی تبدیلی کا عزم لے کر اُٹھا ہے۔ وہ عزم یہ ہے کہ سارے دنیا کے انسانوں بشمول مسلمانوں کو ساری دنیا کے وسائل وقوت کو مجتمع کر کے انسانوں کو ایک چھتری یعنی انسانی حاکمیت کے نیچے جمع کر لیا جائے، تاکہ ساری دنیا کے انسانوں کے ذہنوں کو اپنی گرفت میں لے لیا جائے۔ جہاں تک اس نظام کے خدوخال کا تعلق ہے اس میں سیاسی وثقافتی، عسکری اور تعلیمی تبدیلی کو عملی جامہ پہنانے کے لیے پیش قدمی کی گئی۔ چنانچہ نظام طاغوت کو اپنے مقاصد کے حصول کے لیے ضروری تھا کہ براہِ راست یا بالواسطہ انسانوں کو اس جدوجہد میں لگا دیا جائے۔ پورے روئے ارض پر نظام تعلیم کی بنیاد پر ایسی معاشرت، ایسا نظام حکومت ایسی نظام رہائش قائم ہو جہاں ابلیس کی ہر خواش کی تکمیل ہو۔ اس کے مقاصد میں کوئی رکاوٹ نہ ہو اور تمام انسان اسے اپنا مقصد حیات سمجھ کر اُس کے مشن میں سرگرم عمل ہو جائیں۔ اسلام اور اسلامی نظام کی انفرادی اور اجتماعی حیثیت اس نئے نظام عالم کی میکانزم میں کوئی مقام نہیں رکھتی۔

یہ مشن باقاعدہ ایک منظم سوچ سے شروع کیا گیا۔ ابلیس نے اپنے مقاصد کو حاصل کرنے کے لیے اپنے وضع کردہ نظریاتی اُصولوں پر سنہری خول چڑھا کر پورے روئے ارض کے انسانوں میں اپنے افکار ونظریات کو ذہنوں میں پیوست کر دیا۔ ایجنڈا یہ تھا کہ کائناتی علم میں لوگ اس کے نظام تعلیم کی ڈگریاں اس لیے حاصل کریں کہ اس سے شہرت اور دولت کما سکیں۔ دوسرا مقصد یہ تھا کہ ابلیسی قوتوں کے عالمی نظام پر حکمرانی کے خواب کی تکمیل ہو سکے

Marfat.com

اور پورے روئے ارض پر اس کے افکار ونظریات کو عملی جامہ پہنانے کے لیے عوام الناس پر اعلیٰ تعلیم یافتہ طبقہ غالب ہو جائے اور کوئی شخص ان تعلیم یافتہ لوگوں کے سامنے مزاحمت نہ کر سکے۔ چنانچہ غیر مسلموں نے بالعموم اور مسلمانوں نے بالخصوص وہی کیا جو اس دجالی حکومت کے قیام اور توسیع کے لیے لازم تھا۔ ان لوگوں نے حدود اللہ کے جواز کو فکری طور پر چیلنج کیا۔ مختصراً یہ کہ پوری امت نے مغرب کے بت (مغربی دجالی تہذیب) کی پرستش شروع کر دی۔ شاید اُسی طرح جیسے ماضی میں یہودیوں نے حضرت موسیٰ سے فرمائش کی تھی کہ ہمارے لیے کوئی بت بنا دیں تاکہ ہم اس کی پوجا کریں۔

علم کا منبع اللہ رب العزت ہے۔ اُسی نے ہی انسانوں کو علم دیا ہے۔ اگر اس بحث کا دائرہ ذرا وسیع کر لیا جائے تو صورتِ حال پوری طرح واضح ہو کر سامنے آ جائے گی۔ اگر ہم غور سے دیکھیں تو آج کا تعلیمی نظام مسلط ہے وہ مسلمانوں کا نہیں ہے، دجالی قوتوں کا ہے۔ پچھلی صدی میں ابلیس اور اس کے لشکروں نے عالم اسلام میں اس تعلیمی نظام سے اپنے علم کی بنیاد رکھی۔ ایسا علم جو تصورِ خدا، تصورِ رسالت اور تصورِ آخرت، تصورِ حق و باطل سے آزاد ہو۔ آج جو نفسا نفسی اور نفس پرستی دکھائی دیتی ہے یہ اِسی تعلیمی نظام کا نتیجہ ہے۔ اس تعلیمی نظام کی وجہ سے ہر انسان کی زندگی دنیا سمیٹنے کے گرد گھومتی ہے۔ یہ سارا اہتمام اس لیے کیا گیا کہ دورِ جدید کے سامان اس نفس پرستی کے لوازم ہیں۔ عیش و عشرت ہی گویا انسان کی معراج ٹھہری ہے تاکہ مسلمان بھی کفار کے ہم خیال ہو کر ان کے دجالی مشن میں اُن کے ساتھ شامل ہو جائیں اور اسلام کی اصل حقیقت سے دور ہو جائیں۔

ماضی میں قوم عاد اور ثمود سیاسی، علمی، سائنسی اور عسکری قوت کے لحاظ سے بہت ترقی یافتہ تھیں۔ اِن اقوام کے مفکروں، دانشوروں اور اعلیٰ تعلیم یافتہ افراد کی غالب اکثریت اپنی علمی قابلیت کے نشہ میں مست تھی۔ قرآن حکیم کے مطابق:

﴿قَالَ الَّذِيْنَ اسْتَكْبَرُوْٓا اِنَّا بِالَّذِيْٓ اٰمَنْتُمْ بِهٖ كٰفِرُوْنَ﴾

"وہ متکبر لوگ (حضرت صالح سے) کہنے لگے کہ جس پیغام پر تم ایمان لائے ہو ہم اس کے منکر ہیں۔" (الاعراف: 76)

Marfat.com

دورِ جدید کا کائناتی علم مسلمانوں میں صرف صاحب ثروت اور صاحب حیثیت لوگ ہی حاصل کر سکے۔ وہ طبقہ جو وسائل رکھتا تھا، تعلیم یافتہ ہو گیا اور وسائل سے محروم یعنی غریب لوفکوں کی اکثریت اِس جدید علم سے محروم رہی۔ اس سے مسلمانوں میں ایک طبقاتی تقسیم وجود میں آ گئی۔ ایک طرف مقتدر اور مراعات یافتہ طبقہ تھا اور دوسرے عام مسلمان جو بت کی طرح ساکت اور بے حس ہو گئے۔ ان کے بھی اذہان وقلوب میں یہ راسخ کر دیا گیا کہ مغرب اور اُس کے فراہم کردہ نظامِ تعلیم سے استفادہ کیے بغیر دنیا میں کوئی ترقی نہیں کر سکتا۔ ماضی میں حضرت موسیٰ علیہ السلام اور فرعون کے قصے پر غور کریں۔ فرعون کی یونیورسٹیوں سے PhD کرنے اور جادو پر کمال دسترس رکھنے والوں کو حضرت موسیٰ علیہ السلام کے خلاف استعمال کیا گیا لیکن ایمان کی دولت سے مالا مال حضرت موسیٰ علیہ السلام کے عصا کے سامنے یہ جادوگر نہ چل سکے اور جادوگر سرنگوں ہو گئے، یہاں تک کہ تائب ہو کر اللہ وحدہ لاشریک پر ایمان لے آئے۔ مغرب میں بھی کلیسا اور سائنس دانوں کے درمیان کائناتی علم کے حوالے سے ایک طویل جنگ ہوئی لیکن وسائل اور اختیار کی کمی کی وجہ سے کلیسا یہ جنگ ہار گیا۔ نئی تعلیم وتہذیب نے معاشرے کو اپنی نفسانی خواہشات پورا کرنے کی بلا روک ٹوک اجازت دے دی۔ یہی حملہ اسلام پر بھی کیا گیا اور مسلمان ممالک میں بھی ایسے آئین ترتیب دیئے گئے اور قانون سازی کی جس کا واضح مطلب یہ نکلتا ہے کہ مذہب کا ریاست سے کوئی تعلق نہیں۔ یہ طویل تمہید اس لیے باندھی گئی ہے تاکہ دنیا کو اس دھوکے اور دجل سے آگاہ کیا جائے جو اُسے انسانی حاکمیت قائم کرنے کے نام سے دیا جا رہا ہے۔

شاطرانہ فرہنگ کا فتنہ

ایک دنیا کو یہ باور کروا دیا گیا کہ اگر دنیا میں ترقی کرنا چاہتے۔ اگر دنیا میں آسائش اور مراعات حاصل کرنا اور خوش حال زندگی گزارنا چاہتے ہو تو اِس تعلیم کو بلا چوں وچرا حاصل کرو۔ آج سے صرف سو سال پہلے یورپ میں بھی بہت کم یونیورسٹیاں تھیں اور طلبہ کی تعداد بھی بہت کم ہوا کرتی تھی۔ دوسری جنگ عظیم کے بعد ایک انقلاب آ گیا ہے۔ تعلیمی نظام

Marfat.com

کے تحت نئے نئے تعلیمی ادارے اور یونیورسٹیاں قائم ہوگئیں جیسے برسات میں گھاس اور سبزہ اُگ آتا ہے اور کاغذ کے ٹکروں کو ڈگریوں کا نام دے کر ایک طبقہ کو مغرور اور متکبر کر دیا گیا۔ اِن ڈگری یافتہ لوگوں کی بڑی حوصلہ افزائی کی گئی۔ دینی علوم کو پیٹھ پیچھے پھینک دیا گیا۔ اِن کی اہمیت کو انتہائی کم کر دیا گیا یا ایسے حالات پیدا کر دیئے گئے کہ دینی تعلیم حاصل کرنے والوں کے لیے دنیوی مواقع بالکل ختم ہو جائیں تا کہ لوگ مجبور ہو کر اپنی اولاد کو سائنس اور جدید ٹیکنالوجی کے علوم کے حصول میں لگا دیں اور انسان وحی سے اخذ کردہ علم سے محروم ہو کر ایک بار پھر جہالت کے اندھیروں میں گم ہو جائے۔ آج سے نصف صدی پہلے تو کالج کے طلبہ بھی پنج وقتہ نماز نہیں پڑھتے تھے اور نہ پروفیسروں ہی کا دین کی طرف رجحان ہوتا تھا۔ لوگوں کا اسلام کے حوالے سے علم اِس قدر کم ہو گیا کہ وہ اسلام جیسے دین کو جو انسانی زندگی کے تمام گوشوں کا احاطہ کرتا ہے دوسرے مذاہب کی طرح ایک مذہب سمجھنے لگے لیکن اِس کا ہرگز ہرگز یہ مطلب نہیں کہ مذہب کو کوئی اہمیت نہیں دینی چاہیے اصل میں یہ غلط فہمی دور کرنا مقصود ہے کہ اسلام دین ہے اور مذہب اس کا ایک جز ہے۔ اگرچہ وہ بھی اپنی جگہ بہت اہمیت کا حامل ہے۔

حقیقت یہ ہے کہ مسلمان ممالک میں مغرب سے تعلیم حاصل کرنے والے لوگوں نے اعلیٰ عہدے حاصل کر لیے ہیں۔ اُنھوں نے مغرب میں صرف تعلیم ہی نہیں حاصل کی بلکہ ذہنی طور پر اُن سے مرعوب بھی ہیں۔ اپنی تعلیم اور وسائل کی بنیاد پر اُنھوں نے اپنی اپنی قوم کو یرغمال بنا رکھا ہے۔ ایسے لوگوں کو دنیوی طور پر کامیاب دیکھ کر عوام اُنھیں آئیڈیل کا درجہ دینے لگے ہیں۔ اسلامی معاشروں میں اسلامی تعلیمات سے کنارہ کشی اختیار کرنے کا نتیجہ یہ نکلا کہ مسلمانوں نے اپنے اسلاف کی جانشینی اور پیروی کرنے کا حق ادا کرنے کی بجائے اُنھوں نے مغربی طور طریقے اختیار کر لیے حالانکہ یہ طور طریقے وہ تھے جنھیں مٹانے کے لیے حقیقت میں اسلام کا سفر شروع ہوا تھا۔ ہمارے اسلاف اللہ اور اُس کے بنائے ہوئے قوانین کے سوا کسی سے نہیں ڈرتے تھے، البتہ وہ مظلوم کی بددعا سے خوفزدہ رہتے تھے۔ اُن کے حکمرانوں کا حال یہ تھا کہ وہ صحیح معنوں میں عوام کے خادم تھے۔ وہ روکھی سوکھی کھاتے،

Marfat.com

اینٹ اور پتھر کو اپنا سرہانہ بنا کر سوتے تھے مگر عوام کے حقوق کے تحفظ کے معاملے میں اس قدر چوکنا تھے کہ ان کی دیکھ بھال کے لیے راتوں کو گلیوں میں گھومتے پھرتے تھے۔ ہماری تاریخ ہماری شناخت ہے۔ اس شناخت کو اگر ہم نے کھو دیا تو ہم اندھیروں میں کھو جائیں گے۔ اندھیرے میں تو انسان آئینے کے سامنے بھی کھڑا ہو تو اُسے اندھیرا ہی نظر آتا ہے۔ کیا ہم نے خصوصاً جواں نسل نے یہ سوچا کہ ہم کون ہیں اور ہمارے اسلاف کتنے عظیم لوگ تھے اور آج ابلیس اور ابلیسی تہذیب پیروی میں ہم کھائی میں گر چکے ہیں۔

گزشتہ دو صدیوں کی ابلیسی کوششوں نے انسانوں بالخصوص مسلمانوں کی ذہنی تربیت کچھ اس طرح کر دی گئی ہے کہ دجال کو رب ماننے کی راہ میں کسی قسم کی رکاوٹ باقی نہ رہے۔ مغرب کے طلسم خانوں سے مسلمانوں کا کافرانہ تعلیم دے کر اور ان کو اچھے مستقبل کا لالچ دے کر مسلم دنیا میں بھیجا جا رہا ہے۔ یہ پڑھے لکھے لوگ پوری امت کا رُخ سیکولرازم اور الحاد کی طرف موڑ رہے ہیں (صبح کو مومن اور شام کو کافر) جس سے ایک نیا اسلام وجود میں آ گیا ہے۔ اللہ کی کتاب کو سمجھنا ذاتی مسئلہ بنا دیا گیا ہے اور ابلیس کے نظام سے ذہنی ہم آہنگی کو اللہ کے حکم پر فوقیت دی جانے لگی ہے۔

بلاشبہ قرآن کے علم والے لوگ اُٹھتے جا رہے ہیں۔ ابلیس کے علم کے پیروکاروں سے دنیا کا اسٹیج سجتا جا رہا ہے۔ دنیا میں ابلیس کے نظام کی وجہ سے معاشرت اور معیشت میں فساد برپا ہو گیا ہے۔ معاشرت کے حوالے سے مرد اور عورت کو برابر ٹھہرایا گیا ہے۔ یہ مساوات کا وہ غلط تصور ہے جس نے خاندانی نظام کی دھجیاں اڑا دیں۔ معیشت میں سود کو جائز کر دیا گیا۔ ابلیس کے تعلیمی نظام کے وکیل اور اکاؤنٹنٹ وغیرہ دجالی نظام کو مزید بڑھانے اور چلانے کے لیے محنت کرتے ہیں۔ پوری دنیا سود میں جکڑ لی گئی ہے۔ پوری دنیا عریانی کو قبول کرتی جا رہی ہے۔ ابلیس کی درس گاہوں سے نکل کر مسلمانوں کی کثیر تعداد اپنی بیویوں، اپنی بہنوں کو گھروں سے نکال کر فخر محسوس کرتی ہے۔ یہ لوگ چاہتے ہیں کہ عورت گھر کی چاردیواری سے باہر نکلے۔ دلائل دیئے جاتے ہیں کہ عورت کو گھر میں رکھنا تو زمانہ جاہلیت کی علامت ہے۔ پردہ تو دل کا ہوتا ہے۔ ان دقیانوسی اور تاریک خیال ملاؤں کے

Marfat.com

پیروکاروں کا زمانہ گیا۔ یہ اگلے وقتوں کی کہانیاں ہیں وغیرہ وغیرہ۔ ابلیس بھی سوچتا ہے کہ جب گُردے کے مارا جاسکتا ہے تو زہر دینے کی ضرورت کیا ہے۔ معاشی سطح پر سودار معاشرتی سطح پر عریانی وفحاشی اور عورت ومرد کے آزادانہ میل جول نے مسلمانوں خصوصاً مغرب کے رہنے والے مسلمانوں کے سینوں سے ایمان نکال لیا ہے۔ اب اُن کا تعلق اسلام سے محض رسمی ہے۔ مذہب ایک ذاتی مسئلہ ہے، اِس تصور نے مسلمانوں کو متزلزل کر دیا ہے، وہ اِس لہر میں بہہ گئے ہیں۔ مسلمان کو اہل کتاب سے شادی کی اجازت ہے کسی حرص یا لالچ کے تحت ایسا کرنا درست نہیں ہے لیکن یہاں تو معاملہ یہ ہے کہ مسلمان لڑکے لڑکیاں جو کالج اور یونیورسٹیوں میں پڑھتے ہیں وہ مشرکوں یعنی ہندوؤں اور سکھوں سے شادیاں کر رہے ہیں۔ بہر حال قرآن سے دوری اور دینی امور سے لاعلمی نے مسلمان کو قبل از اسلام دور میں پہنچا دیا ہے۔ ابولہب اور ابوجہل اپنے معاشرے کے بڑے مہذب اور معزز انسان تھے لیکن قرآن انھیں جاہل قرار دیتا ہے۔ حقیقت یہ ہے کہ وہ جہالت قدیم کا دور تھا تو یہ جہالت جدیدہ کا دور ہے۔ اِسلام توہمات کا رد کرتا ہے لیکن مسلمان نے آج پھر توہمات اور بدعات کو شعار بنالیا ہے۔ نفس کی پیروی نے اس کے کئی خدا بنا ڈالے ہیں جن کے سامنے وہ سجدہ ریز رہتا ہے۔ جدید تعلیم نے مسلمان کو فرعون ونمرود بنا دیا ہے۔ چاہے وہ منہ سے دعویٰ نہ بھی کریں لیکن اُن کا اندازِ زندگی اور اندازِ کار ایسا ہے کہ عملی طور پر وہ بھی خدائی کے دعوے دار ہیں۔

مسلمان کی نئی نسل اپنی تاریخ کو بھول چکی ہے۔ ہمارے آباؤ اجداد کسی یونیورسٹی سے ڈگری حاصل کیے ہوئے نہیں تھے لیکن ایک ہزار سال تک اُنہوں نے امور حکومت نہایت عمدگی سے چلائے۔ شرعی قوانین کو بہ طریق احسن لاگو کیا اور امن وامان قائم کیا، حالانکہ نہ پختہ سڑکیں تھیں نہ مواصلاتی رابطے، نہ ریل اور جہاز جیسی سہولتیں موجود تھیں اور ایسا نہیں کہ چند ایک اچھے حکمرانوں نے یہ کارنامے سرانجام دیے۔ ایسے حکمرانوں کی اگر تفصیل درج کی جائے اس کے لیے الگ سے ایک ضخیم کتاب تحریر کرنا ہوگی۔

ان حکمرانوں کے بارے میں مغربی تجزیہ نگاروں نے ضخیم کتب لکھی ہیں۔ علوم قرآنی اور سیرت طیبہ کی روشنی جب تک مسلمانوں پر سایہ فگن رہی مسلمانوں نے سیاسی میدان میں

Marfat.com

فتوحات کے ساتھ ساتھ علم وادب میں بھی اعلیٰ روایات قائم کیں۔ اسلامی ریاست میں معاشرتی تصور پایا جاتا تھا ع

ایک ہی صف میں کھڑے ہو گئے محمود ایاز

عدل وانصاف کی حکمرانی بھی افسر ماتحت، افسر چپڑاسی میں کوئی تمیز نہیں ہوتی تھی۔ یہ واقعات مسلمانوں کی آنکھیں کھولنے کے لیے کافی ہیں۔ مسلمانوں کے پاس دولت نہیں تھی۔ محدود مادی وسائل تھے لیکن آدھی سے زیادہ دنیا پر اُن کا غلبہ تھا۔ آج عربوں کے پاس دولت کے انبار ہیں، لیکن ایک چھوٹا سا ملک اسرائیل انھیں ناکوں چنے چبوا رہا ہے۔

ایک مغربی دانشور نے اپنی کتاب میں کسی انگریز SPY کے بیانات نقل کیے ہیں۔ اس کو ڈاکٹر قدیر نے بھی اپنے ایک کالم میں یوں ہائی لائٹ کیا ہے۔ (ڈاکٹر قدیر خان کالم جنگ 21-06-2010) ڈاکٹر صاحب SPY کے حوالے سے لکھتے ہیں:

> ''میں نے ہندوستان کے طول و عرض کا سفر کیا ہے۔ مجھے ایک شخص بھی ایسا نظر نہیں آیا جو فقیر ہو یا چور ہو۔ میں نے اس ملک میں بے حد دولت دیکھی، اعلیٰ اخلاقی قدریں دیکھیں اور ایسے اعلیٰ ظرف کے عوام دیکھے ہیں کہ تصور نہیں کیا جا سکتا ہے۔ ہم اُس وقت تک اس ملک کو فتح نہیں کر سکتے ہیں جب اس قوم کی ریڑھ کی ہڈی نہ توڑ دیں۔ اس لیے میرا مشورہ ہے ہم ان کا پرانا تعلیمی نظام بدل دیں (تباہ کر دیں) کیونکہ جب ہندوستانی اس بات پر تعین کریں گے کہ انگلش سیکھنے اور ہمارے تعلیمی نظام سے فارغ ہو کر ہماری سوسائٹی میں مکس ہونا ان کی اپنی چیزوں سے اور دنیوی لحاظ سے بہتر ہے تو وہ خود اعتمادی اور خودداری کھو دیں گے، اپنی ثقافت چھوڑ دیں گے پھر وہی بن جائیں گے جیسا ہم چاہتے ہیں۔''

لارڈ میکالے نے اسی بات کو سمجھا تھا اور اِسی پر اپنی پوری توجہ مبذول کی کہ اگر مسلمانوں کی ریڑھ کی ہڈی توڑنا ہے تو ان کے مدرسوں کا تعلیمی نظام ختم کرنا ہوگا۔ یہ تبلیغ کرنی ہوگی کہ

Marfat.com

مدرسے سے فارغ ہو کر زیادہ سے زیادہ کسی مسجد کے امام بن جاؤ گے۔

اسی حوالے سے عیسائی مشنری کو برطانیہ نے بہت بڑا ٹاسک دیا کہ برصغیر کے مسلمانوں کو عیسائی بنایا جائے۔ اس کے لیے جتنا پیسہ اور تعاون چاہیے دیا جائے گا۔ برطانیہ کی پارلیمنٹ میں عیسائی مشن کے عہدیداروں سے سوال کیا گیا کہ کتنے مسلمان عیسائی بنائے۔ تو انہوں نے جواب دیا کہ ہم برصغیر کے مسلمانوں کو عیسائی تو نہ بنا سکے لیکن اپنا تعلیمی نظام نافذ کر کے اُنہیں مسلمان بھی نہ چھوڑا۔

یہ سب کچھ گہرے غور و فکر، حکمت عملی، ذہانت، سوچ بچار اور طویل منصوبہ بندی کا کمال ہے کہ آج اس تعلیمی نظام سے نکلنے والے لوگ ہر ادارے میں بیٹھے ہوئے ہیں۔ یہ ابلیس کے نظام کے وفادار ہیں۔ وفا کے اپنے اپنے پیمانے ہیں۔ اپنا اپنا تصور اور اپنا اپنا معیار ہے۔ ایک وفا کتے کی ہے جو روکھی سوکھی کھا کر اپنے مالک کے در پر بیٹھا رہتا ہے۔ اسے سردی لگتی ہے نہ گرمی، وہ اپنے مالک کی وفاداری میں اس کے قدموں میں پڑا رہتا ہے۔ لیکن انسان کا حال یہ ہے کہ انعام واکرام کے لالچ میں ہر جعفر اور میر صادق کی مانند اپنوں سے بے وفائی کر کے غیر ملکی آقا سے وفا کرتا ہے اور انعامات پاتا ہے۔ یہ وفاداری دراصل میں اپنے نفس اور ہوس سے ہوتی ہے۔

اللہ کی نظر میں وہ انسان نہایت نفرت انگیز قسم کا انسان ہے جو اپنے نفس کی خواہش یا ہوس کو پورا کرنے کے لیے شیطان سے وفا کرتا ہے اور اللہ سے بے وفائی کرتا ہے۔ ابلیس کی انسانوں پر حملہ کی یہی خوب صورت ہے کہ ایک کو نفع کا لالچ دے کر لاکھوں کو بے موت مروا دیتا ہے۔

مسلمان کی نئی نسل ذرا سوچے، آج اُسے اس مقام پر پہنچانے والے لوگ کون ہیں؟ واقعی مسلمانوں کے اذہان کو ابلیس کے لشکروں نے اپنے نظام کی چمک سے حاصل ہونے والے ثمرات، آسائش وآرام دہ زندگی سے غلام بنالیا ہے اور مسلمان اپنی نظریاتی زندگی میں (اللہ کی حاکمیت) بے موت مارا گیا ہے۔ یہ طاغوتی نظام انسانوں کے لیے خواہشوں کا سمندر ہے۔ اس کی خوبصورتی یہ ہے کہ اس میں داخل ہونے کا تو راستہ ہے لیکن نکلنے کا راستہ شاید ہی کسی کو نصیب ہوتا ہو۔ اس نسل کو جہالت نظر نہیں آتی۔ انہیں اندھیرا محسوس نہیں

Marfat.com

ہوتا۔اس نسل سے تعلق رکھنے والے افراد انفرادی سوچ سے باہر نہیں نکلتے۔ذہنی طور پر غلام ہو جاتے ہیں۔یادرکھیں، ذہنی غلامی کا شکار قومیں اپنے ذہن کا استعمال بالکل بند کر دیتی ہیں۔نتیجتاً انسان اپنی نفسانی خواہشات کے تابع ہو کر ابلیس کے بنائے ہوئے نظام کی شعوری یا غیر شعوری طور پر اطاعت شروع کر دیتا ہے۔ابلیس جب اللہ کے دربار سے راندہ درگاہ ہوا تو اُس نے صاف صاف کہہ دیا میں انسانوں کو سیدھی راہ سے ہٹا کر اپنی پیروی کروا کر چھوڑوں گا۔اِس مقام پر لازم ہے کہ اطاعت یا پیروی کو مختصراً بیان کیا جائے تاکہ معلوم ہو سکے کہ ''پیروی کروا کر چھوڑوں گا'' کا مطلب کیا ہے۔

لفظِ اطاعت

لفظ اطاعت پر غور کریں کہ اس بارے میں قرآن کیا کہتا ہے۔اطاعت اللہ کی بھی ہے، اطاعت ابلیس کی بھی ہے۔اللہ کی اطاعت توحید پر مبنی اطاعت ہے، جبکہ اطاعت ابلیس شرک پر مبنی اطاعت ہے (واضح رہے اطاعت کو سادہ زبان میں پیروی یا فرمانبرداری کہا جاتا ہے۔اطاعت کہتے ہیں دلی آمادگی سے کسی کی بات کو ماننے کو)

اطاعت توحید کے اندر اندر مخلوق کی اطاعت کی نفی نہیں ہے۔بڑوں کی اطاعت کرو۔ والدین کی اطاعت کرو، حکام کی اطاعت کرو، اپنے افسروں کی اطاعت کرو۔مخلوق کی اطاعت منع نہیں ہے لیکن ہر اطاعت کا شریعت کے تابع ہونا لازم ہے۔اگر کسی کی اطاعت میں اللہ، رسول اور شریعت کی معصیت ہو تو وہ نا قابل قبول ہے۔یہاں تک کہ اگر ماں باپ بھی اللہ وحدہٗ لاشریک کے بجائے کسی اور کی پرستش پر مجبور کریں تو حکم ہے ماں باپ کی اطاعت بھی نہ کرو۔اس حوالے سے مغرب میں بسے ہوئے مسلمانوں کو سمجھنا چاہیے کہ اسلام میں غیر مسلم کی اطاعت کا کوئی تصور موجود نہیں ہے۔اس لیے مغرب کی نظام کفر میں جینا اور مرنا ایک مسلمان کے لیے بہت بڑا سوالیہ نشان ہے۔(بہر حال یہ فلسفہ اس وقت زیر بحث نہیں)۔اوپر کی گئی وضاحت کو انفرادی سطح پر منطبق کریں۔

انفرادی سطح پر انسان کا سب سے بڑا دشمن اُس کا اپنا نفس ہے۔اللہ نے انسان کے نفس میں سرکشی رکھی ہے۔یہ حدود اللہ کو پھلانگنے کا رجحان رکھتا ہے۔شیطان اس سے فائدہ اُٹھاتا

Marfat.com

ہے۔بسا اوقات ایک طرف حکم اللہ کا ہوتا ہے اور ایک طرف خواہش نفس ہوتی ہے۔یوں انسان چکی کے دو پاٹوں کے درمیان پھنسا ہوتا ہے۔یہ کشمکش ہر روز، ہر لمحہ ہوتی ہے۔ایسے میں آدمی اب کس کا حکم مان کر اس کی اطاعت کرے اور کس کا حکم نہ مان کر اس کی معصیت کرے، یہ فیصلہ انسان کو خود کرنا ہوتا ہے۔انسان اِس میں آزاد ہے۔یہ ہے وہ امتحان جس میں انسان ڈالا گیا ہے۔اس امتحان کا نتیجہ قیامت کے دن ہوگا، کون جیتا اور کون ہارا؟

اس اطاعت کو دوسری مثال سے یوں سمجھ لیجئے کہ اذان کی آواز کانوں میں پڑتی ہے، رب کا حکم ہوتا ہے کہ اللہ کی بارگاہ میں حاضر ہو۔جبکہ دوسری طرف سے نفس کہتا ہے کہ ابھی سوئے رہو، تھکے ہوئے ہو وغیرہ وغیر۔یہی وہ کٹھن مرحلہ ہے جو انسان ہر لمحہ نیکی اور بدی کے امتحان میں پھنسا ہوا ہے۔

دورِ حاضر میں امت مسلمہ کی اکثریت اس امتحان سے غافل ہے۔

جس طرح سورج بلاتفریق تمام مخلوق تک اپنی روشنی پہنچاتا ہے اور زمین پر اپنی شعاعیں بکھیرتا ہے اور اسی طرح زمین بھی ہر انسان کے لیے بچھی رہتی ہے۔زمین پر برا چلے، نیک چلے، بلا امتیاز مذہب رنگ و نسل زمین سب کے لیے بچھی ہوئی ہے، حتیٰ کہ منکر خدا چلے یا مومن چلے۔بالکل اسی طرح جو کچھ انسان کو دیا گیا ہے وہ دنیا کی زندگی کا ساز و سامان ہے، چاہے وہ انسان کی ذہنی صلاحیت ہے، چاہے وہ اس کی جسمانی طاقت، یہ سب کچھ اس چند روزہ زندگی کے برتنے کا ساز و سامان ہے۔یہ سب چیزیں انسان کی اپنی کمائی ہوئی نہیں ہیں، بلکہ عطا کی گئی ہیں۔یہ نہیں سمجھنا چاہیے کہ ہماری عقل ہماری ذہانت ہماری صلاحیت، ہماری تعلیم ہماری محنت کا ثمر ہے۔یہی حماقتِ عظمیٰ قارون نے کی تھی۔

''میری دولت میرے علم کا نتیجہ ہے۔'' (القرآن)

اِس دنیا میں کسی کو زیادہ دے کر آزمایا جا رہا ہے اور کسی کو تنگدست بنا کر آزمایا جا رہا ہے۔ہمارے ہاں یہ بہت بڑی غلط فہمی پائی جاتی ہے کہ تنگدستی کی آزمائش بڑی سخت آزمائش ہے۔یقیناً تنگدستی ایک بہت بڑی آزمائش ہے، لیکن فراوانی اور مال و دولت کی زیادتی اُس سے کئی گنا بڑی آزمائش ہے۔مسلمانوں کو دعا کرنی چاہیے کہ اللہ انہیں دونوں

Marfat.com

قسم کی آزمائش سے بچائے، خاص طور پر مال و دولت کی فراوانی کی آزمائش سے، اس لیے کہ جب انسان کو یہ غلط فہمی ہو جاتی ہے کہ وہ خدا کا پسندیدہ بندہ ہے اس لئے جو اُس پر اتنی دولت نچھاور ہو رہی ہے۔ یہ بھی انتہائی غلط تصور ہے کہ وسائل اور رزق کی کمی اللہ تعالیٰ کی ناراضی کی نشانی ہے۔ لوگ مذہب سے اپنا تعلق رزق کی کمی و بیشی کے حوالے سے بنا لیتے ہیں۔ سمجھنے کی بات یہ ہے کہ شرک کے کئی انداز اور جہتیں ہیں۔ لوگ قبروں پر جا کر مرادیں مانگنا تو شرک سمجھتے ہیں لیکن انسانی حاکمیت اور دجال کے نظام زندگی کو قبول کر لینے، اِس میں خوش و خرم رہنے، اس کے سائے میں ترقی کے زینے طے کرنے کو شرک سے تعبیر نہیں کرتے۔ اللہ نظام باطل کی اجازت نہیں دیتا۔ چنانچہ کفار کا ذکر کرتے ہوئے قرآن پاک میں فرماتا ہے:

ترجمہ: ''ان کافروں سے جنگ کرو یہاں تک کہ فتنہ باقی نہ رہے اور دین کل کا کل اللہ کا ہو جائے۔'' (انفال:39)

اِس سے پہلے سورۃ آل عمران میں انسانی خواہشات کی تکمیل کے حوالہ سے یہ بات آ چکی ہے۔ اللہ فرماتا ہے:

﴿اَفَغَيْرَ دِيْنِ اللّٰهِ يَبْغُوْنَ وَلَهٗۤ اَسْلَمَ مَنْ فِى السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ طَوْعًا وَّ كَرْهًا وَّ اِلَيْهِ يُرْجَعُوْنَ٥﴾

''اب کیا لوگ اللہ کی اطاعت کا طریقہ (یعنی دین اللہ) چھوڑ کر کوئی اور طریقہ چاہتے ہیں حالانکہ آسمان و زمین میں جو کچھ ہے چار و نا چار اللہ ہی کے تابع ہے اور اسی کی طرف سب کو پلٹنا ہے۔'' (آل عمران:83)

آج کے مسلمان کا معاملہ یہ ہے کہ وہ اِس دنیا میں زندگی اپنی نفسانی خواہشات کے مطابق گزارنا چاہتا ہے اور آخرت نیکوکار اور صالحین کی سی چاہتا ہے۔

بہر حال یہ حقیقت ہے کہ اِقامت دین کی جدوجہد سے مسلمان راہِ فرار اختیار کر چکے ہیں اور اپنے آپ کو مراسم عبودیت، ثواب دارین اور خاص نوعیت کی نیکیوں تک ہی محدود کر لیا ہے۔ قرآن پاک کی ایک آیت کی تفسیر غالباً غزوۂ تبوک کے حوالے سے جو مولانا

Marfat.com

مودودی نے تحریر کی ہے جو اس کا لب لباب کچھ اِس طرح ہے۔

''چونکہ اسلام عالمگیر جدوجہد کے مرحلے میں داخل ہونے والا تھا اور اکیلے مسلم عرب کو پوری غیر مسلم دنیا سے ٹکرانا تھا، ایمان کی کمزوری سے بڑھ کر کوئی اندرونی خطرہ اسلامی جماعت میں نہیں تھا۔اس لیے جن لوگوں نے اِس غزوہ میں سستی و کاہلی دکھائی اُن کو نہایت شدت کے ساتھ تنبیہ کی گئی۔''

کفرو اسلام کی کشمکش ہی وہ اصلی کسوٹی ہے جس پر ہر مومن کا دعویٰ ایمان پرکھا جائے گا۔ جو شخص اس کشمکش میں اسلام کے لیے جان و مال وقت ومحنت اور جدوجہد سے جی چرائے گا (یعنی باطل نظام کے ساتھ سمجھوتا کرے گا یا باطل نظام جس کے دل کی گہرائیوں میں بس جائے گا) اس کا ایمان معتبر ہی نہ ہوگا اور اس پہلو کی کسر کسی دوسرے مذہبی عمل سے (یعنی روزہ، نماز، زکوٰہ حج یا نیکیاں یا تہجد یا مسجد کی تعمیر) سے نہ ہو سکے گی۔

ابلیس کو روئے ارضی پر بنی آدم میں آج تک اتنی بڑی کامیابی نہ ہوگی جو پچھلی صدی میں ملی اور جب اللہ کی محبوب امت اِس نظام میں شامل ہوگئی تو گویا اُس نے شیطان کی اطاعت شروع کردی۔فرنگی، ابلیس کے انسانی ایجنٹ دنیا میں شیطنیت کی سب سے بڑی قوت بن کر بظاہر فرض شناسی، عدل و انصاف اور انسانی حقوق کے علمبردار بن کر great western Civilization کے نام سے دجالی تہذیب وجود میں لائے اور انسانوں کی اکثریت کو اپنی طرف متوجہ کرلیا۔امت بھی بے حس ہوگئی۔ پوری دنیا کو بے شرمی، سود جوے، اللہ کے انکار کی طرف ترغیب دی۔یوں نوع انسانی دجالی تہذیب میں زندہ درگور ہوگئی۔

نظر کو خیرہ کرتی ہے چمک تہذیب حاضر کی
یہ صناعی مگر جھوٹے نگوں کی ریزہ کاری ہے

☆☆☆

Marfat.com

چوتھا باب

حاکمیتِ اعلیٰ صرف اللہ کی ہے!

اللہ رب العزت اِس کائنات کا واحد خالق اور مالک ہے۔ اُس نے اِنسان کو اشرف المخلوقات بنا کر اِس دنیا میں بھیجا اور اس کی ہدایت و راہنمائی کے لیے انبیاء و رسل بھیجے اور کتابیں نازل کیں تا کہ انسان شعوری طور پر جان سکے کہ اُسے کیسی زندگی گزارنی ہے۔ حضرت محمد ﷺ نے حجۃ الوداع میں انسانی حقوق کا ایسا چارٹر عطا فرمایا جس کی نظیر دنیا آج تک پیش کرنے سے قاصر ہے۔ اِس خطبہ کا مفہوم کچھ یوں ہے کسی عربی کو کسی عجمی پر اور کسی عجمی کو عربی پر کوئی فوقیت حاصل نہیں ہے، دنیا کے تمام انسان برابر ہیں۔ ایک ہی رب کی مخلوق ہیں۔ وہی تمہارا حاکم ہے۔ حکم دینے کا اختیار اللہ کے سوا کسی کو حاصل نہیں۔ اِس کے حکم پر کسی کے حکم کو فوقیت نہ دو۔ اُس کے حکم میں کسی کو شریک نہ کرو۔ حقیقت یہ ہے کہ اگر یہ پوچھا جائے کہ قرآن کا نچوڑ اور مرکزی نقطہ اللہ واحدہٗ لاشریک ہے، نہ اُس کی ذات میں کوئی شریک ہے اور نہ اُس کی صفات میں۔ پس اُسی خدائے واحد کی بندگی کرو یہ قرآن کا انسان سے مرکزی اور بنیادی مطالبہ ہے۔ دینِ اسلام کے نقطہ نظر سے برتری کی بنیاد تقویٰ ہے۔ توحید کا تقاضا یہ ہے کہ باطل کو رڈ کر دو اور حق سے چمٹ جاؤ۔ اِس راستے میں نہ دوستی حائل ہو اور نہ خونی رشتے، جب تمہیں فیصلہ کرنا ہو اللہ اور رسول کے حکم کے مطابق (یعنی قرآن وسنت کی روشنی میں) فیصلہ کرو۔ دین اسلام کا تعلق انسان کی اجتماعی زندگی (معاشی، معاشرتی اور سیاسی زندگی) سے بھی اتنا ہی ہے، جتنا انفرادی زندگی سے ہے۔ اسلام کا قانون وحی کی بنیاد پر تشکیل دیا گیا ہے جو بحیثیت مجموعی دنیا اور انسانیت کو سلامتی کا راستہ دکھاتا ہے۔

Marfat.com

آج کرۂ ارض پر خوفناک تباہی کے بادل منڈلا رہے ہیں۔آخری زمانے کے حوالہ سے جو احادیث مبارکہ منقول ہیں اُن کے مطابق دنیا کو ہولناک جنگ کی تباہ کاریوں کا سامنا ہے۔خصوصاً عرب دنیا کی تباہی و بربادی کا ذکر ہے۔حدیث مبارک کے مطابق مسلمانوں کا بے دریغ خون بہے گا۔ایک اور حدیث کے مطابق کفر و دجالیت کا فتنہ اس قدر گھمبیر ہوگا کہ صبح کا مومن شام کو کافر ہوگا۔ہر غور و فکر کرنے والے شخص کو واضح طور پر ایسی علامتیں نظر آئیں گی کہ کیا ہم ہی وہ بدنصیب نسل ہیں جو تباہی و بربادی سے دوچار ہوگی۔حقیقت یہ ہے کہ اسلام کی عمارت اِس بنیاد پر کھڑی ہے کہ اللہ کو وحدہ لاشریک تسلیم کیا جائے اور غیب پر ایمان لایا جائے۔اِس حوالہ سے سمجھنے کا سب سے پہلے نقطہ یہ ہے کہ جو لوگ سیاست و ریاست کو اسلام سے الگ کرتے ہیں وہ بدترین غلط فہمی کا شکار ہیں۔سیاست تو دین کا جزوِ لازم ہے۔فرمان نبوی ہے کہ بنی اسرائیل کی سیاست انبیاء کرتے تھے۔علامہ اقبال نے یہ کہہ کر دین اور سیاست کو جدا کر دینے والوں کا منہ بند کر دیا۔

جلال پادشاہی ہو کہ جمہوری تماشہ ہو
جدا ہو دیں سے سیاست تو رہ جاتی ہے چنگیزی

یعنی سیاست اور دین اگر الگ الگ کر دیں تو ایک انتہائی ظالمانہ اور انسان دشمن، نظام وجود میں آئے گا۔اسلام میں ملائیت، مغربی تہذیب وثقافت موجودہ جمہوریت، رنگ، نسل اور علاقے کی بنیاد پر امتیاز رہبانیت، ابلیسی انداز فکر اور انسانی حاکمیت کی کوئی گنجائش نہیں۔اسلام یہ کہتا ہے کہ انسان کو زمین پر اللہ کا خلیفہ (یعنی نائب) بن کر رہنا ہوگا۔انسان بحیثیت حکمران جو اختیارات استعمال کرے گا وہ اللہ کے تفویض کردہ ہوں گے۔انہیں وہ شرعی حدود کے اندر رہ کر استعمال کرنے کا پابند ہے۔آج کا اصل فتنہ یہ ہے کہ ابلیسی انداز فکر اِسلام جیسے ہمہ گیر اور ہمہ جہتی دین کو بھی فرد کا ذاتی مسئلہ قرار دیتا ہے جس کا اجتماعیت سیاست اور ریاست کوئی تعلق نہ ہو۔

فسادِ انسانی حاکمیت

امت مسلمہ کا یہ المیہ ہے کہ گزشتہ چند صدیوں کی غلامی سے اُس کے ذہن میں بھی

Marfat.com

ابلیسی قوتوں نے انسانی حاکمیت کا نظریہ راسخ کر دیا ہے جس سے امت مسلمہ ایک انبوہ کثیر اور بے ہنگم ہجوم بن چکی ہے جو خود اپنی سمت اور اپنا ہدف نہیں جانتی اور بے مقصدیت کا شکار ہو کر ٹکڑے ٹکڑے ہو چکی ہے۔ اسلام رنگ ونسل، زبان اور وطنیت کا پابند نہیں۔ ابلیسی قوتوں نے اپنے دین حیات یعنی انسانی حاکمیت کے نظریہ کو اسلامی معاشروں میں نافذ کرنے کے لیے مسلمانوں میں سے ان ہی لوگوں کا انتخاب کیا ہے جو اُن کے ایجنڈے کو آگے بڑھانے کے لیے کام کرتے ہیں۔ جس سے اشرافیہ کا ایک طبقہ وجود میں آ چکا ہے جو دولت، تعلیم اور اعلیٰ عہدوں کی وجہ سے دوسرے لوگوں کو کم تر سمجھتا ہے۔ اِن لوگوں نے اپنا مذہب تبدیل نہیں کیا۔ وہ مسلمان ہی کہلاتے اور سمجھے جاتے ہیں لیکن دین اسلام کے بنیادی فلسفہ یعنی مساوات سے ناآشنا ہیں۔ اِن ہی کی وجہ سے معاشرے میں طبقاتی تقسیم اپنی انتہا کو پہنچ گئی ہے۔ اِس لیے کہ اگر انسانی حاکمیت کے تصور کو درست سمجھ لیا جائے تو باقی سب لوگ محکوموں کی حیثیت سے زندگی گزاریں گے لیکن اگر اللہ کی حاکمیت مطلقہ کا اقرار کیا جائے تو سب انسانوں میں مساوات سمجھ میں آنے والی بات ہے۔ انسانی حاکمیت خواہ شخصی ہو یا اجتماعی قرآن کی رو سے شرک ہے۔ انسانی حاکمیت کا نظریہ ایک نجاست ہے۔ حقیقت یہ ہے کہ انسان جب حاکم بن جاتا ہے تو وہ اپنے آپ کو عقل کل سمجھنے لگتا ہے۔ غرور اور تکبر اُس کی طبیعت کا حصہ بن جاتا ہے۔ وہ ہر وقت اپنے اقتدار اور اپنے مفاد کے حوالہ سے سوچتا ہے، معاشرے سے انصاف ناپید ہو جاتا ہے۔ بے سمت اور بے ہدف معاشرہ کا انجام صرف اور صرف تباہی ہوتا ہے۔ انسانی حاکمیت کا تصور رکھنے والا انسان بڑا ظالم ہوتا ہے، اِس لیے کہ اُسے اپنا اقتدار قائم رکھنا ہوتا ہے اور وہ تشدد کے نئے نئے طریقوں سے لوگوں کو اپنا محکوم بناتا ہے۔ انسان ایک فرد کی صورت میں بھی ایسا ہی کرتا ہے اور اجتماعی انسانی حاکمیت قائم کرنے کے لیے بھی اِسی طرح کے حربے استعمال کیے جاتے ہیں اور پھر اِسے جمہوریت جیسا دلفریب نام بھی دے دیا جاتا ہے۔ ایک معاشرے کو ظالمانہ طریقے سے جکڑ لیا جائے یا میڈیا کی قوت کو استعمال کر کے کالے کو سفید اور سفید کو کالا ثابت کر دیا جائے۔ نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ لوگ ذہنی طور پر بے بس معذور ہو کر ابلیسی قوتوں کو چیلنج کرنے سے

Marfat.com

عاجز آ جاتے ہیں۔ اسلامی عبادات میں پناہ لے کر خود کو نماز، روزہ اور حج تک محدود کر لیتے ہیں اور اسلامی معاشرے کے اجتماعی گوشوں سے بالکل لاتعلق ہو جاتے ہیں۔ جب مسلمان معاشرے میں امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کا کام نہیں کیا جاتا اور اسلام کو مکمل نظامِ حیات کی بجائے اپنی ذات تک محدود کر لیا جاتا ہے تو ظاہر ہے اجتماعیت کی روح بری طرح کچلی جاتی ہے اور شیطان کے لشکروں کے لیے میدان صاف ہو جاتا ہے۔ قرآن پاک میں بنی اسرائیل ایک بستی کا ذکر ہے۔ بنی اسرائیل ہر یوم سبت (ہفتے کے دن) دنیاوی کام ممنوع تھے۔ یہ لوگ یوم سبت کے حوالے سے تین حصوں میں تقسیم ہو گئے۔ ایک وہ لوگ تھے جو یوم سبت پر بھی حیلے بہانے سے مچھلی کا شکار کرتے تھے۔ دوسرے وہ جو انہیں روکتے تھے کہ ایسا نہ کرو یہ بہت بڑا گناہ ہے اور تیسرے وہ تھے جنہوں نے اس پر خاموشی اختیار کی ہوئی تھی۔ یعنی خود مچھلیاں تو نہیں پکڑتے تھے لیکن پکڑنے والوں کو روکتے بھی نہیں تھے۔ اللہ کی نافرمانی کی وجہ سے جب اُن پر عذاب آیا تو اللہ نے اس عذاب سے صرف ان لوگوں کو بچایا جو اِس گناہ سے دوسروں کو روکتے تھے۔ سوچیے اور غور کیجیے کہ ایسا کیوں ہوا؟ اس لیے کہ وہ اللہ کے بنائے ہوئے قانون کو رد کرتے تھے اور حیلہ سازی سے کام لے رہے تھے۔ یاد رکھیں، مغربی جمہوریت بھی انسانی حاکمیت کے لیے حیلہ سازی ہے۔ ماضی میں بھی جن لوگوں کو مشرکین عرب کہا جاتا تھا وہ بھی اللہ کی ذات کو مانتے تھے اور آپس کے مشورے سے ہی نظام چلاتے تھے لیکن ان کا اصلی شرک، شرک فی الحاکمیت تھا، شرک فی الذات نہیں تھا۔ یعنی وہ یہ نہیں سمجھتے تھے کہ اِن بتوں نے انہیں پیدا کیا ہے۔ البتہ یہ بت مختلف شعبوں میں امور دنیا کے حوالہ سے اللہ کے شریک اور معاون ہیں۔ اور یہ اللہ کے بہت قریب ہیں۔ عالم اسلام کے عظیم مفکر ڈاکٹر اسرار احمد نے یہ بات اپنے تحقیقی مضامین میں بڑی ہی تفصیل سے واضح کی ہے کہ آخر مشرک ہے کون؟ وہ لکھتے ہیں ہر وہ شخص یا ادارہ جو دین حق کی بجائے کسی اور نظام کو نظام حیات سمجھے اور اس کا بخوشی حصہ بنے تو وہ مشرک ہے۔ بد قسمتی سے مسلمانوں نے شرک کو صرف چند عقائد تک محدود کر لیا ہے۔

زندہ قوت تھی جہاں میں یہی توحید کبھی
آج کیا ہے؟ فقط اک مسئلہ علمِ کلام

Marfat.com

حقیقت یہ ہے کہ جن مسلمانوں نے مغرب کی طرف جسمانی طور پر ہجرت کی تھی وہ ذہنی طور پر بھی مہاجر ہو چکے ہیں۔ وہ زبان سے جو چاہیں کہیں اُن کا اسلام اب مغربی ثقافت میں رنگا گیا ہے اور مغرب کی فکر کو اپنا چکا ہے، الا ماشاء اللہ۔

آج بھی ساری دنیا سے کفر کے نظام کا خاتمہ اسی بنیاد پر مسلمانوں پر فرض ہے کہ اللہ کے نزدیک دارالکفر ایک باغی اور ناپاک علاقہ ہے اور شاید نا قابل برداشت خطہ ہے۔ اللہ کا دین غالب کرنا کم از کم اسلامی ملکوں میں مسلمانوں کا مقصد وجود ہے۔

﴿وَقَاتِلُوْهُمْ حَتّٰى لَا تَكُوْنَ فِتْنَةٌ وَّيَكُوْنَ الدِّيْنُ كُلُّهٗ لِلّٰهِ﴾

''ان اللہ کے باغیوں سے جنگ جاری رکھو یہاں تک فتنہ اور فساد ختم ہو جائے اور دین کُل کا کُل اللہ کے لیے ہو جائے۔''

(الانفال:32)

زمین پر سب سے بڑا فساد انسانی حاکمیت ہے، کہ اس کی وجہ سے آج بحر و بر فساد کی نظر ہو چکے ہیں۔

☆☆☆

انسانی حاکمیت پر اعتراضِ قانون کی روشن مثالیں لادین، غیر مسلم ممالک کے معاشروں کو بھی جنت بنا دیتی ہیں جبکہ اسلام اللہ کی حاکمیت کی بنیاد پر کسی بھی فرعونی، نمرودی نظام اور کسی بھی معاشرتی شعبے میں پیوند کاری کی اجازت نہیں ہے اُس نے اپنا ہر شعبہ اور ہر نظام دوسرے نظاموں سے بالکل علیحدہ رکھا ہے۔ اسلام کا نظام صرف اور صرف خلافت اور شورائیت پر مبنی ہے۔ قرآن کی رو سے بنی نوع انسان کے لیے خالق کائنات نے ایک ہی دین انتخاب کیا ہے اور وہ دین اسلام ہے اسلامی جمہوریت کا لفظ اس طرح ہے جس طرح اسلامی شراب اسلامی سود کا لفظ ہے جو ایک دھوکا ہے۔

اسلام کی اصل حقیقت یہ ہے کہ وہ انسانیت کے لیے ایک راستہ پیش کرتا ہے اور دعویٰ کرتا ہے کہ یہی صحیح راستہ ہے ا۔سی میں انسان کی فلاح ہے، دوسرے سب نظام باطل ہیں۔ سورۃ انعام 153 اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے:

Marfat.com

﴿وَ اَنَّ هٰذَا صِرَاطِیْ مُسْتَقِیْمًا فَاتَّبِعُوْهُ ۚ وَلَا تَتَّبِعُوا السُّبُلَ فَتَفَرَّقَ بِكُمْ عَنْ سَبِیْلِهٖ ؕ ذٰلِكُمْ وَصّٰكُمْ بِهٖ لَعَلَّكُمْ تَتَّقُوْنَ﴾

''اور یہ کہ میرا یہ راستہ ہی ایک سیدھا راستہ ہے پس تم اس کی پیروی کرو اور دوسرے راستوں کی پیروی نہ کرو ورنہ تم اللہ کے راستے سے ہٹ جاؤ گے۔''

اسلامی دنیا میں 99% مسلمان ہیں اور ان کی کثیر تعداد روزانہ مساجد بھی جاتی ہے، صبح وشام قرآن کی تلاوت بھی کرتی ہے اور سب کا اللہ کے دین کو ماننے کا دعویٰ بھی ہے لیکن جب معاشروں میں انسانی حاکمیت کے فساد کا معاملہ آتا ہے تو نہ معلوم پوری امت کی زبان کیوں گنگ ہو جاتی ہے۔ خدا کے دین کے مقابل ابلیس کے دین کو پھلتا پھولتا دیکھتے ہی نہیں بلکہ موقع دیتے ہیں اور سکون کی زندگی بھی گذار دیتے ہیں۔ اگر کسی غلط نظام کا فتنہ باقی ہے اور بڑھ رہا ہے تو نمازوں میں حج میں، قرآنی تلاوت میں مصلحت کی چادر کیوں اوڑھ لیے ہیں۔ انسانی حاکمیت کے مورچوں میں اپنا منہ کیوں چھپا لیتے ہیں؟ کیوں بھول جاتے ہیں کہ ہر مسلمان کو اپنے رب کے سامنے پیش ہونا ہے۔ اس کی عدالت وہ عدالت ہے جس میں کوئی سفارش نہیں ہے۔ اس عدالت میں کس چیز کی گواہی دیں گے؟ کیا اِس چیز کی کہ تو نے ہمیں جسمانی اور ذہنی صلاحیتیں دی تھیں، وہ ہم نے تیرے دین کے مقابلے میں ابلیس کے دین کے فتنے کو سر اُٹھانے کا موقع دینے میں لگا دیں۔

معافی اور توبہ وہ دریا ہیں جس سے سکون اور خوشحالی کے چشمے پھوٹتے ہیں۔ دنیا میں صرف اور صرف شیطان ہے جو توبہ اور معافی سے الرجک ہے۔ اللہ تعالیٰ کا انسانوں کے لیے سب سے بڑا انعام توبہ ہی ہے۔ اسی تحفہ کے ذریعے انسان اللہ کو راضی کر سکتا ہے۔

☆☆☆

Marfat.com

پانچواں باب

سیکولرازم کی تعریف

برصغیر پاک و ہند میں بعض نا آموز دانشور سیکولرازم سے مراد لادینیت لیتے ہیں جو صریحاً غلط ہے۔ سیکولرازم کا مطلب ہمہ مذہبیت ہے۔ یعنی سیکولر نظام میں آپ کسی بھی مذہب سے تعلق رکھ سکتے ہیں۔ ریاست کو اِس پر قطعی طور پر کوئی اعتراض نہیں ہوگا۔ البتہ کسی بھی شخص یا اشخاص کے گروہ یا جماعت کے مذہب کا ریاست سے کسی قسم کا کوئی تعلق نہیں ہوگا۔ مذہب ریاستی امور میں مداخلت نہیں کرسکتا۔ آپ اپنے نجی اور ذاتی معاملات میں مذہب کے حوالہ سے جو چاہیں کریں لیکن اس سے اجتماعیت یا حکومتی معاملات کسی صورت متاثر نہیں ہونے چاہئیں۔ مثلاً آپ چاہیں تو گھر میں یا مسجد میں ایک دن میں پانچ نمازیں یا پچاس نمازیں پڑھ لیں، سارا سال روزے رکھیں، حکومتی شرائط پوری کرنے کی صورت میں آپ کو حج کرنے کی اجازت بھی ہوگی لیکن مسجد میں یا کسی بھی مذہبی اجتماع میں آپ لوگوں سے وہ بات نہیں کہہ سکتے جسے بالواسطہ یا بلاواسطہ ریاستی امور میں مداخلت گردانا جائے۔ مثلاً آپ کسی کو سودی کاروبار سے نہیں روک سکتے۔ آپ کسی سے بے حیائی اور عریانی روکنے کا مطالبہ نہیں کرسکتے۔ آپ کسی ریسٹورنٹ کو خنزیر کا یا گائے کا گوشت پکانے سے روک نہیں سکتے وغیرہ وغیرہ۔ بالفاظ دیگر Law of the land مذہب اور ہر قسم کی مذہبی روایات سے بالاتر ہوگا۔ چاہے وہ کسی شہری کے مذہبی عقیدے اور ایمان کے سخت خلاف ہی کیوں نہ ہو۔ مثلاً اگر ریاستی ادارے دو مردوں یا دو عورتوں کی باہم شادی جائز قرار دیتے ہیں تو کوئی اِس اجازت کو مذہبی بنیادوں پر چیلنج نہیں کرسکتا۔ آپ چاہے خود

Marfat.com

اِس میں ملوث نہ ہوں لیکن آپ کسی دوسرے کو اِس منحوس فعل سے روک نہیں سکتے۔ آپ کا مذہب کی بنیاد پر اِسے روکنا قانون کی نظر میں جرم ہوگا۔

نیوتھرڈ ورلڈ ڈکشنری

> نیوتھرڈ ورلڈ ڈکشنری میں سیکولرازم کی تعریف کرتے ہوئے یہ وضاحت کی گئی ہے۔ ''زندگی یا زندگی کے خاص معاملے سے متعلق وہ رویہ جس کی بنیاد اِس بات پر ہے کہ مذہب یا مذہبی اعتبارات کا حکومت میں دخل نہیں ہونا چاہیے۔ دراصل یہ اخلاق کا ایک اجتماعی نظام ہے جس کی اساس اِس نقطہ نظر پر ہے کہ معاصر زندگی اور اجتماعی وحدت ایسے عمل اور ایسی اخلاقی اقدار پر قائم ہو جس میں مذہب کا کوئی دخل نہ ہو۔''

اگر بات کو صاف اور سادہ زبان میں کہا جائے تو وہ کچھ یوں ہے کہ اسلام ہو یا کوئی اور دوسرا مذہب، سیکولرازم کو کسی سے کوئی لینا دینا نہیں ہے۔

یہ کہنا درست نہیں ہوگا کہ سیکولرازم اللہ کے دین کی خاص مخالفت یا نفی کا نام ہے۔ درحقیقت سیکولرازم مذہب اور مذہبی روایات سے لاتعلقی کا نام ہے۔ گویا کوئی اللہ کو سجدہ کرے یا مٹی کے بنے ہوئے بتوں کو، مسجد جائے یا چرچ اور مندر میں جا کر پوجا پاٹ کرے، نظام اِس میں دخل نہیں دے گا، بشرطیکہ کسی نوع کی عبادت اجتماعیت پر اثر انداز نہ ہو۔ علاوہ ازیں ریاست کا قانون شہری کے مذہب اور عقیدہ سے کتنا بھی متصادم کیوں نہ ہو اس پر عمل درآمد کرنا ہوگا۔ ایک زمانہ تھا جب مطلق العنان بادشاہ ہوا کرتے تھے۔ تمام اختیارات ایک شخص کی ذات میں مجتمع ہوتے تھے۔ نمرود اور فرعون اِس کی بڑی مثالیں ہیں۔ وہ خدائی کے دعوے دار تھے۔ اُن کی رعایا اُن کو سجدہ کرتی تھی۔ بادشاہ کے منہ سے نکلا ہوا ہر لفظ قانون کی حیثیت رکھتا تھا۔ یہی وجہ ہے کہ جب حضرت ابراہیم علیہ السلام نے نمرود کی خدائی کو چیلنج کرتے ہوئے کہا کہ میرا رب زندہ کرتا ہے اور مارتا ہے تو اُس احمق نے کہا کہ میں بھی زندہ کرتا ہوں اور مارتا ہوں۔ چنانچہ اُس نے جیل سے سزائے موت کے دو

Marfat.com

قیدی بلوائے، ایک کو فوری قتل کر دیا اور ایک کو آزاد کر دیا۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام نے اُس کی کج بحثی کا جواب ایک اور سوال کر کے دیا۔ فرمایا میرا رب مشرق سے سورج نکالتا ہے تو مغرب سے نکال لے۔ قرآن گواہ ہے کہ وہ کافر مبہوت رہ گیا اور دلیل کا دلیل سے جواب دینے کی بجائے انتقام پر اُتر آیا اور عوام کو گمراہ کرنے کے لیے اعلان کیا کہ یہ شخص (حضرت ابراہیم علیہ السلام) ہمارے خداؤں کا منکر ہے، اِسے آگ میں جلا دیا جائے۔ یہ انسانی حاکمیت یعنی شرک کی بدترین مثال تھی کہ ایک شخص انا رب العالمین کا کھلم کھلا نعرہ لگا رہا ہے۔

یہاں یہ وضاحت لازم ہے کہ ایسا نہیں ہے کہ یہ بادشاہ حقیقت میں خود کو اِس کائنات کا خالق سمجھتے تھے اس لیے اپنی خدائی کے اعلان کے ساتھ ساتھ بتوں کا سہارا لیتے تھے۔ بلکہ بے شمار قوت اور وسائل کی بارش، پھر درباریوں کی خوشامدیں اور مظلوم عوام کے سجدے اُن کے اندر یہ خیال پیدا کر دیتے تھے کہ وہ عام انسانوں سے کہیں برتر ہیں اور اگر کوئی کائنات کا خالق ہے بھی تو ہم اُس کے محبوب بلکہ محبوب ترین ہیں۔ ایسا نہیں ہے کہ یہ خدائی کے دعوے دار اور انسانی حاکمیت کے بدترین نمونے صرف مشرق میں پائے جاتے تھے بلکہ مغرب ایک زمانے تک Divine rights of king کا زبردست قائل تھا اور انسانی حاکمیت کا شرک ایک مطلق العنان شخص کی صورت میں مقامی نہیں عالمی سطح پر چھایا ہوا تھا۔ گویا ایک وقت وہ تھا جب ابلیس کسی ایک طاقتور اور بارسوخ آدمی کو معبود بنا کر سارے ملک یا تمام سلطنت کو اُس کا عابد بننے کی ترغیب دیتا تھا۔ پھر اس لیے بھی کہ طاقتور آدمی کے نفس کو ابلیس کی یہ ترغیب بڑی بھاتی تھی کہ وہ حاکم ہی نہیں معبود بھی بن جائے۔ لہٰذا ایسا شخص اپنی رعایا کو اپنا غلام بنانے کے لیے طاقت کا بھرپور استعمال کرتا تھا۔ البتہ تاریخ بتاتی ہے کہ ہر دور میں اللہ کے بندے چاہے وہ کتنی ہی قلیل تعداد میں ہوتے، حق کا علم بلند کرتے اور انسانی حاکمیت کا انکار کرتے رہے۔ لہٰذا جابر حاکم کے سامنے کلمہ حق کہنے والے اپنی جانوں کا نذرانہ پیش کرتے۔ انسانی تاریخ میں جابر اور ظالم حکمرانوں کے سامنے کلمہ حق کہنے والوں کے واضح طور پر سردار نظر آتے ہیں۔ انفرادی سطح پر کسی نے ظالم اور جابر سلطان کے سامنے

Marfat.com

یوں کلمہ حق کہا ہو، ہمیں تاریخ انسانی میں اس طرح کی کوئی دوسری مثال نہیں ملتی۔ آپ نے جس طرح نمرود جیسے خدائی کے دعوے دار کا سامنا کیا اور اُسے ترکی بہ ترکی جواب دیا وہ اپنی مثال آپ ہے، وہ ہمالائی عزم واستقلال کے مالک تھے۔ اُن کے ساتھ اہل ایمان کی باقاعدہ جماعت وجود میں نہیں آسکی تھی، صرف ان کا گھرانہ اُن کے ساتھ تھا۔ اس کے باوجود وہ انسانی حاکمیت کے سامنے چٹان کی طرح ڈٹ گئے اور آگ کا الاؤ بھی اُن کے پائے استقلال کو متزلزل نہ کرسکا۔ پھر جوں جوں دنیا کی آبادی بڑھتی چلی گئی، ایک انسان کا کنٹرول مشکل ہوتا چلا گیا۔ مختلف ممالک میں حاکم وقت کے خلاف بغاوتوں کا سلسلہ شروع ہوا۔ ایک ہی ملک میں ایک سے زائد لوگ طاقت حاصل کر لیتے اور وقت کے حاکم کا تختہ اُلٹ دیا جاتا۔ جب ابلیس نے کھیل اپنے ہاتھ سے نکلتا دیکھا تو اُس نے پینترا بدلا۔ علامہ اقبال نے ابلیس کی اِس نئی چال کو اپنی شہرۂ آفاق نظام ابلیس کی مجلس شوریٰ کے ایک شعر میں نہایت خوبی سے منکشف کیا ہے۔

ہم نے خود پہنایا ہے شاہی کو جمہوری لباس
جب ذرا آدم ہوا ہے خود شناس و خود نگر

یعنی ابلیس نے جب محسوس کیا کہ انسان کسی قدر اپنی حقیقت کو پہچاننے لگا ہے اور وہ فرد واحد کی حاکمیت کے سامنے جھکنے سے انکار کرتا نظر آتا ہے تو اس اندیشہ سے کہ کہیں وہ انسانی حاکمیت کا مکمل طور پر باغی نہ ہو جائے، اُس نے حالات کا جائزہ لے کر بادشاہی کی صورت میں انسانی حاکمیت کو جمہوری لباس پہنا دیا۔ جمہوریت اور عوامی حکومت کا نعرہ لگا کر انسانی حاکمیت کو نئی شکل دے ڈالی۔ حالات نے ثابت کیا ہے کہ انسانی حاکمیت کی یہ نئی شکل (یعنی مغربی جمہوریت) دنیوی اور اُخروی طور پر اللہ کی مخلوق کے لیے زیادہ تباہ کن ثابت ہو رہی ہے۔ تاریخ گواہ ہے کہ ابلیس لعین ہر دور میں انسانوں کو گمراہ کرنے کے مختلف طریقے آزماتا رہا ہے۔ وہ اپنے سابقہ طریقے کو تبدیل کر کے نئے انداز میں انسانیت پر حملہ آور ہوتا ہے۔ مغرب کی تہذیبِ حاضر شرک کی ترقی یافتہ شکل ہے۔ البتہ ازل سے انکارِ توحید اُس کا

Marfat.com

ہدف ہے۔ عصر حاضر میں اِنکارِ توحید کے اِس نئے انداز نے انفرادی اور اجتماعی زندگی کو بُری طرح متاثر کیا ہے۔ معروف دانشور اور مفسر قرآن ڈاکٹر اسرار احمدؒ نے ابلیس کی اس نئی واردات (یعنی انسانی حاکمیت کو مطلق العنان شخص واحد سے ملک کی تمام آبادی کی طرف منتقل کرنے) کو خوب بیان کیا ہے۔ وہ فرماتے ہیں کہ گزشتہ زمانے میں انسانی حاکمیت گندگی کی صورت میں صرف ایک شخص کے سر پر ہوتی تھی پھر وہ وقت آیا کہ ایک انسان کے لیے کئی ٹن گندگی کا بوجھ ناقابل برداشت ہو گیا تو ابلیس نے بڑی عیاری سے یہ گندگی ملک کے تمام بالغ مردوں اور عورتوں میں تھوڑی تھوڑی تقسیم کر دی اور اس گندگی کو ایک خوشنما نعرہ دیا Democracy is the government of the people for the people by the people اب حاکمیت ایک شخص کے پاس نہیں، بلکہ ایک گروہ یا جماعت کے پاس ہوتی ہے۔ اب خدائی کا دعویٰ ایک شخص نہیں ایک گروہ کرتا ہے۔ انسانوں کی اکثریت ابلیس کے اِس نئے خوبصورت اور دلکش جال میں اِس بری طرح پھنسی ہے کہ وہ جمہوریت کی نیلم پری کو انسانوں کی آزادی اور مساوات کا سمبل قرار دیتی ہے۔ یہاں تک ابلیس کے بعض پیروکار اِس نظام کے بارے میں End of the history کا نعرہ لگاتے ہیں یعنی تاریخ نے اپنا بہترین نظام دے دیا ہے۔ اب اِس کے آگے کچھ نہیں ہے۔ حالانکہ یہ اتنا بڑا فریب اور اتنا بڑا جھوٹ ہے کہ آسمان کے نیچے اور زمین کے اوپر اس سے بڑا جھوٹ اور کوئی نہیں ہوگا۔ جمہوریت یہ انسانی حاکمیت کی بدترین شکل ہے۔ جتنی گندگی اِس طرزِ حکومت نے پھیلائی ہے، تاریخ میں کبھی پھیلائی نہیں جا سکی۔ مثال کے طور پر کسی خدائی کے واحد دعوے دار نے کسی اشتراکی حکومت نے یا کسی فوجی آمر نے ہم جنسیت جیسا غلط اور ناپاک قانون پاس نہیں کیا تھا لیکن آج کے نام نہاد ترقی یافتہ اور مہذب معاشرے میں جمہوریت کے طفیل اِس طرح کا قانون بھی منظور ہو چکا ہے۔ حالانکہ دنیا کے کسی بھی الہامی یا غیر الہامی مذہب میں اِس کی اجازت نہیں۔ شریف النفس انسانوں کو اِس کا ذکر کرتے ہوئے بھی گھن آتی ہے۔

Marfat.com

مغربی جمہوریت ایک ایسا فراڈ ہے جو درحقیقت سرمایہ دارانہ نظام کے لیے ڈھال کا کام دیتا ہے۔ ابلیس کا کارنامہ یہ ہے کہ اِس نے انسان سے دنیا میں سرمایہ دارانہ نظام قائم کروایا جو انسانوں کا خون پیتا ہے۔ انسانوں کی عظیم اکثریت کولہو کے بیل کی طرح جتی ہوئی ہے اور ایک انتہائی قلیل تعداد اُن کے خون پسینے کی کمائی سے دن رات اپنے سرمایہ میں اضافہ کر رہی ہے۔ انیسویں صدی کے اواخر میں جب بعض اطراف سے اِس نظام پر تنقید ہوئی تو ابلیس کے نمائندوں نے ایک گہری چال چلی۔ مزدوروں کے نام سے ایک تحریک برپا کروائی اور اُس کے نتیجہ میں 1917ء میں سوویت یونین میں بالشویک انقلاب برپا کر دیا۔ دوسری جنگ عظیم کے بعد سوویت یونین پورے عروج کو پہنچا۔ مشرقی یورپ نے اشتراکیت کو قبول کر لیا۔ چین میں سوشلسٹ انقلاب برپا ہو گیا یہاں تک کہ امریکہ اور مغربی یورپ پر بھی لرزا طاری ہو گیا لیکن ابلیس کے نمائندے (یہودی) جو امریکہ اور یورپ میں سرمائے کا کھیل کھیل رہے تھے، سب کچھ ڈرامے کے سکرپٹ کے طور پر اداکاری کر رہے تھے اور سوویت یونین میں موجود کمیونسٹ قیادت کو گمراہ کر چکے تھے۔ وہ ذاتی لالچ کے تحت اپنے نئے نظام کی جڑیں کھودنے لگے۔ ویسے بھی اشتراکیت انتہائی غیر فطری اور ناقابل عمل نظام تھا۔ اسی لیے ستر سال کے قلیل عرصہ میں زمین بوس ہو گیا۔ ابلیس کے ایجنٹوں کی اصل سازش یہ تھی کہ خود ہی سرمایہ دارانہ نظام کے خلاف ایک تحریک برپا کر کے اشتراکیت کے ذریعے حکومت اور اقتدار میں مزدور کی شراکت ظاہر کی، پھر اُسے بری طرح ناکام بنا ڈالا اور انسانیت پر اپنے طور پر ثابت کیا کہ سرمایہ دارانہ نظام جس کے تحت جمہوری طرز حکومت جو انسانوں کی آزادی اور مساوات دیتا ہے، بہت بڑی نعمت ہے اور اُس کے مقابلے میں جو نظام ظاہر ہوا تھا وہ انسانوں کے لیے نہایت غلط اور ضرر رساں ثابت ہوا۔ اِس کامیابی کے بعد ابلیس کے نمائندوں نے سرمایہ دارانہ نظام کو بڑے اعتماد کے ساتھ دنیا پر نافذ اور مستحکم کیا۔ اِس نظام کی گرفت کو بھی بہت مضبوط کیا گیا اور عالمی سطح پر بڑے بڑے سرمایہ داروں کا گٹھ جوڑ اور اشتراک کروایا گیا۔ ملٹی نیشنل کمپنیوں کا بھی ادغام ہونا شروع ہوا۔ گویا سرمائے کو مجتمع

Marfat.com

کر کے بہت بڑی سطح پر سرمایہ کا ارتکاز کر دیا گیا ہے۔ ایک سروے کے مطابق اس وقت عالمی سطح پر تمام تجارت پر 250 خاندان حاوی ہو چکے ہیں۔ میڈیا جو آج انسانی ذہن سازی کا سب سے بڑا ذریعہ سمجھا جاتا ہے۔ اُسے سرمایہ داروں کے اِس ٹولے نے خرید کر مکمل طور پر اپنے قبضہ میں لے لیا ہے۔ حقیقت یہ ہے کہ میڈیا عوام کو ذہنی طور پر اغوا کر رہا ہے۔ عوام کی اکثریت اپنے ذہن سے نہیں سوچتی، اپنی آنکھوں سے نہیں دیکھتی، اپنے کانوں سے نہیں سنتی بلکہ میڈیا کے دکھائے ہوئے راستے پر آنکھیں بند کر کے چل رہی ہے۔ لہٰذا عوام کا ووٹ ڈالنا بھی اُن کا اپنا فعل نہیں رہا بلکہ وہ میڈیا کی ہدایت پر بلا چون و چراں عمل کر رہی ہوتی ہیں۔ سرمایہ دار ٹولے نے اپنی بے پناہ دولت سے ایسے ''کاریگر'' خرید کر میڈیا میں بٹھا دیے ہیں جو سفید کو کالا اور کالے کو سفید قرار دے دیں تو عوام تسلیم کر لیتے ہیں۔ پھر یہ کہ باقاعدہ ایک منصوبے کے تحت انتخابی سیاست میں حصہ لینا اس قدر مہنگا کر دیا گیا کہ یہ محض سرمایہ داروں کا کھیل بن کر رہ گیا ہے۔ لہٰذا یہ سرمایہ دار ٹولہ بادشاہ گر بن چکا ہے۔ اِن کے تعاون اور اِن کی مدد کے بغیر دنیا کے کسی بھی ملک میں خصوصاً ایسے ملک میں جو عسکری اور معاشی لحاظ سے اہمیت کے حامل ہو، نہ تو حکومت بن سکتی ہے اور نہ ٹوٹ سکتی ہے، لہٰذا امیدوار ہی ایسے سامنے لائے جاتے ہیں جو سرمایہ دارانہ نظام کے ستون بن سکیں۔ یہ تفاصیل اس لیے بیان کی گئی ہیں تاکہ لوگ جان سکیں کہ یہ جمہوریت اور عوام کی حکومت کا جو ڈھنڈورا پیٹا جاتا ہے اِس کی حقیقت کیا ہے۔ لہٰذا یہ جمہوریت جو عوامی حاکمیت کی دعویدار ہے درحقیقت چند سو سرمایہ داروں کی حاکمیت کا نام ہے، جو ہر قانون اپنے سرمائے کے تحفظ اور اُس کی بڑھوتی کے لیے بناتے ہیں۔ ایک کارٹونسٹ نے سرمائے دارانہ نظام کے تحت حکومت اور عوام کی بہترین تصویر کشی کی تھی۔ اُس نے ایک گائے دکھائی جس کے پیٹ اور کمر کے گرد ایک دائرہ بنا کر گائے کی تقسیم دکھائی گئی تھی۔ اِس میں سرمایہ پرست حکمران عوام سے کہہ رہا ہے کہ آؤ اِس گائے کی اِس طرح تقسیم کر لیتے ہیں کہ اگلا حصہ تم لے لو اور میں بیچارہ پچھلا حصہ لے لیتا ہوں۔ لہٰذا عوام جس کے حصہ میں گائے کے منہ والا حصہ آیا ہے وہ

Marfat.com

کمر توڑ محنت کر کے اُس گائے کو چارہ ڈال رہے ہیں اور حکمران مونچھوں کو تاؤ دیتے ہوئے اپنے پچھلے حصہ سے دودھ دھو رہے ہیں۔ یہ ہے آج کی جمہوریت کی حقیقت۔ کوئی شے بھی مکمل طور پر خیر سے خالی نہیں ہوتی، لہٰذا جمہوری دور میں جو الگ الگ ادارے وجود میں آ گئے ہیں، اُن سے عوام کو کچھ نہ کچھ فائدہ ضرور پہنچا ہے۔ مثلاً مطلق العنان بادشاہ خود ہی جج اور قاضی بھی ہوتا تھا اور اپنی مرضی سے فیصلے کر دیتا تھا۔ جبکہ آج خود حکومت کے خلاف لوگ عدالتوں میں چلے جاتے ہیں اور حکومت کے خلاف فیصلہ لینے میں کامیاب ہو جاتے ہیں۔ دیانت داری کا تقاضا ہے کہ ان جمہوری اداروں سے پہنچنے والے فائدوں کو تسلیم کیا جائے، لیکن ایک بات فراموش نہیں کی جانی چاہیے کہ کوئی شے، کوئی حکومت، کوئی ادارہ کوئی نظام کبھی باطلِ محض کی بنیاد پر کھڑا نہیں کیا جا سکتا۔ جب تک کہ وہ کسی نہ کسی سطح پر حق کا سہارا نہ لے۔ چنانچہ باطل کو اپنا قبضہ مکمل اور مستحکم کرنے کے لیے حق کی آمیزش کی ضرورت ہوتی ہے۔ پھر یہ کہ ظالم اور جابر مطلق العنان بادشاہوں کے درباروں میں بھی سائل پہنچ ہی جاتا تھا اور یہ بادشاہ ہر اُس معاملے میں انصاف کرتے تھے جن سے اُن کی کرسی اور اقتدار کو کوئی خطرہ نہیں ہوتا تھا۔ یعنی ایسا نہیں کہ آج کے جمہوری دور میں اگر عدالتیں آزاد فیصلے کر رہی ہیں تو بادشاہوں کے دور میں انصاف مکمل طور پر عنقا تھا۔ اگرچہ یہ کہ ظالم اور انصاف مہیا نہ کرنے والوں کی فہرست زیادہ طویل ہے۔

قصہ مختصر جمہوریت انسانی حاکمیت کا حسین وجمیل اور ماہرانہ انداز سے تراشا ہوا نیا اور دیدہ زیب ماڈل ہے۔ مغربی جمہوریت ایسا زہر ہے جس پر ایک باریک سی تہہ شرینی کی چڑھا دی گئی ہے۔ آثار یہ ہیں کہ مغربی جمہوریت انسانیت کے لیے کسی عظیم سانحہ کا باعث بنے گی۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ جب کوئی مریض کسی شے کو اپنے لیے ضرر رساں سمجھے تو وہ اُس سے پرہیز کرتا ہے، لہٰذا اُس کی ہلاکت کے امکانات کم ہوتے ہیں، لیکن اگر مریض کسی زہر کے حق میں پروپیگنڈے کی وجہ سے اُسے اپنے لیے مفید سمجھے تو اُس سے ہلاکت کے امکانات بڑھ جائیں گے اور شفا کے امکانات ختم ہو جائیں گے۔ آج کا انسان زہر کو تریاق سمجھ کر استعمال

Marfat.com

کر رہا ہے۔ جمہوریت کو ایمان کا حصہ بنا دیا گیا ہے۔ جو سر پھرے جمہوریت کی مخالفت کرتے ہیں، اُنہیں انسان دشمن دہشت گرد اور نہ جانے کیا کیا کہا جاتا ہے۔ بہر حال مغربی جمہوریت انسانی حاکمیت کی بدترین قسم ہے جو انسانیت کو بدترین انجام سے دوچار کر دے گی۔

☆☆☆

Marfat.com

چھٹا باب

مغربی تہذیب اور دجالیت

احادیث سے یقیناً یہ بات ثابت ہوتی ہے کہ دجال ایک شخصیت کے روپ میں دنیا میں ظاہر ہوگا۔ اِس پر بہت سی کتابیں لکھی جا چکی ہیں خصوصاً بھارت سے تعلق رکھنے والے عالم دین اسرار عالم نے اِس مسئلہ پر احادیث کے حوالے سے کھل کر بات کی ہے۔ لہٰذا طوالت سے بچنے کے لیے ہم اِن احادیث کو نقل نہیں کرتے۔ اسرار عالم اس بات سے عوام کو بخوبی آگاہ کر چکے ہیں لیکن ہم قارئین کو یہ بتانا اپنا فرض سمجھتے ہیں کہ دجال جب دنیا میں ظاہر ہوگا تو کسی سے پوشیدہ نہیں رہے گا۔ مغربی جمہوریت نے جس مغربی تہذیب کو جنم دیا ہے وہ دجالیت ہے۔ وہ دجال کی آمد سے پہلے راستہ ہموار کر رہی ہے۔ اُس نے سیاسی سطح پر بدترین انداز میں انسانی حاکمیت مسلط کر دی ہے۔ معاشی سطح پر سودی نظام نے انسانوں کی عظیم اکثریت کو ایسے جکڑ دیا ہے کہ وہ اِس جال میں پھڑ پھڑا رہے ہیں لیکن نکلنے کا راستہ نہیں پا رہے۔ معاشرتی سطح پر عریانی، بے حیائی اور بے غیرتی کو اتنے عروج پر پہنچا دیا ہے کہ رشتوں کا تقدس ختم ہو گیا ہے۔ کنواری مائیں تو ایک عرصہ سے جگہ جگہ نظر آتی ہیں۔ بہن، بھائی، ماں بیٹا اور باپ بیٹی کے مابین بھی جنسی تعلق کی خبریں سنائی دینے لگی ہیں، جن سے انسان کانپ اُٹھتا ہے۔ سیاسی معاشی اور معاشرتی میدان میں اس دجالیت نے انسان کا سکون مکمل طور پر تباہ کر دیا ہے۔ ایک طرف عیسائی معاشرہ اور مسلمانوں کی ایلیٹ کلاس کو ان چیزوں میں مبتلا کر دیا گیا ہے۔ دوسری طرف عام مسلمان چونکہ مذہبی حوالے سے جذباتی ہوتے ہیں لہٰذا دجال کے کارندوں نے اُن میں مذہبی منافرت اپنی انتہا پر پہنچا دی ہے۔

Marfat.com

مغرب میں نیم ملاّ قسم کے لوگ وہاں رہائش پذیر مسلمانوں کے سامنے مجتہد بنے ہوئے ہیں۔ امتِ مسلمہ کا باقاعدہ کوئی مرکز نہیں۔ نظام خلافت اپنوں کے ہاتھوں ختم کرا دیا گیا۔ دنیا میں ستاون اسلامی ممالک ہیں لیکن کوئی اسلامی فلاحی ریاست کہلانے کے قابل نہیں۔ کہیں بھی شریعت محمدیؐ نافذ نہیں۔ نتیجہ یہ نکل رہا ہے کہ پڑھے لکھے لوگ فکری ارتداد (1) کا شکار ہو رہے ہیں۔ مسلمانوں کی اکثریت خصوصاً مغرب میں رہنے والے مسلمان نیم خواندہ مولویوں کے چنگل میں پھنس کر رہ گئے ہیں۔ گویا ابلیس انسانوں کو اس طرح گمراہ کرتا ہے جس طرح اُن کے گمراہ ہونے کے زیادہ امکانات ہوں یعنی کہیں بے حیائی اور عریانی سے کہیں مذہبی منافرت سے وہ دجالیت پھیلا رہا ہے۔ یہاں مسلمانوں کی اِس خوش فہمی کا ازالہ بھی از حد ضروری ہے کہ حضرت مہدیؑ اور حضرت عیسیٰؑ کا ظہور ہوگا تو سب کچھ خود بخود ٹھیک ہو جائے گا۔ وہ آئیں گے اور کفار کو تباہ و برباد کر دیں گے یا جلا دیں گے اور کامیابی و کامرانی مسلمانوں کی جھولی میں ڈال دیں گے۔ یہاں یہ بات سمجھنے کی ضرورت ہے کہ کامیاب و کامران وہ مسلمان ہوں گے جو آج اللہ کی حاکمیت کو قائم کرنے کے لیے جان

ا۔ ارتداد جمع ہے مرتد کی ارتداد کا مطلب ہے خود لوٹ جانا خود پھر جانا ارتداد دو طرح کے ہوتے ہیں ایک ارتداد ظاہری ہے۔ جس میں کوئی علی الاعلان کر کر کوئی مذہب اختیار کرے اسلام میں ایسے مرتد کی سزا قتل ہے دوسرا ارتداد باطنی ہے۔ جس میں کوئی شخص اپنے دین سے (نظام سے) منحرف ہو جائے یہود اور نصاریٰ یہی چاہتے ہیں کہ مسلمان اللہ کے دین کو چھوڑ کر ان کے دین (نظام) کو فکری عملی طور پر اختیار کر لیں۔

آج کی دنیا کا یہود و نصاریٰ کے تھینک ٹینک کا یہ عظیم فتنہ ہے اس فتنہ کا کمال یہ ہے کہ ان کی یونیورسٹیوں کے نظام تعلیم اور ان کے شرکیہ غالب نظامِ حیات پر ایک نئے اسلام میں مسلمان داخل ہوتا ہے گویا انڈے کے اندر جو کچھ تھا وہ چوزہ بن گیا مگر ابھی خول ٹوٹا نہیں ہے قانون کے اعتبار سے تو ظاہر ہے جب تک خول ٹوٹا نہیں ہے اس وقت تک مسلمان ہی شمار ہوگا لیکن اندر سے کافر ہو چکا ہے۔ جس کو منافق کہا گیا ہے منافق حقیقت میں کافر تو ہو چکا ہے لیکن قانوناً مسلمان رہتا ہے۔

﴿ذٰلِکَ بِاَنَّھُمْ اٰمَنُوْا ثُمَّ کَفَرُوْا فَطُبِعَ عَلٰی قُلُوْبِھِمْ فَھُمْ لَا یَفْقَھُوْنَ o﴾

''یہ اس لیے ہوا کہ (بظاہر) ایمان لے آئے پھر انہوں نے کفر کو اپنا لیا۔'' (سورۃ المنافقون: 3)

یہ کفر کون سا تھا یہ اعلانیہ کفر نہیں تھا اندر اندر ہی کا کفر تھا۔ تفصیل کے لیے دیکھیے ڈاکٹر اسرار احمد" بحوالہ ضرب اللہ کے اوصاف صفحہ 98-97

Marfat.com

و مال کی قربانی دے رہے ہیں لیکن جو خود کو انسانی حاکیت کے حوالے کر چکے ہیں وہ گویا دجالیت کا حصہ بن چکے ہیں اور اس بات کے قائل ہیں While in Rome do as the romens do اُن کے بارے میں کوئی فتویٰ دینا مناسب نہیں لیکن ایک بات واضح ہے کہ اُن کی ہلاکت کے واضح امکانات ہیں وہ خود اپنی آخرت تباہ کرنے کے ذمہ دار ہیں اور آخرت کا تباہ ہونا بس کوئی کہہ دینے اور سن لینے والی بات نہیں۔ یہ بہت بڑا خسارہ ہے۔ یہ عظیم خسارہ ہے۔ نبی اکرم ﷺ نے دنیا اور آخرت کا تقابل کرتے ہوئے فرمایا کہ سوئی کو اگر سمندر میں ڈال کر نکال لیا جائے تو اِس سوئی سے جس قدر پانی لگا رہ جائے گا اُسے سمندر سے جو نسبت ہے اِس سے بھی کم نسبت دنیا کو آخرت سے ہے۔ گویا انتہائی معمولی عرصہ کے عیش و آرام اور سہولیات کے لیے انسان خود کو ہمیشہ ہمیشہ کے عذاب میں مبتلا کر رہا ہے۔ یقیناً یہ بڑے خسارے کا سودا ہے۔ اللہ ہر مسلمان کو اس عظیم خسارے سے بچائے۔

☆☆☆

Marfat.com

ساتواں باب

مغرب میں مسلمانوں کی نظریاتی شکست

تاریخ کا سبق یہ ہے کہ غور و فکر سے محروم قوم میں کبھی ترقی نہیں کرتیں۔ کیا قرآن میں مختلف اقوام کے بارے میں یہ نہیں کہا گیا ہے کہ جو قوم اللہ کے قوانین سے سرتابی کرتی ہے اُس کا انجام برا ہوتا ہے۔

اللہ کے قوانین کی اطاعت نہ کرنے والوں کو قرآن سورۂ مائدہ میں تین الفاظ سے یاد کر رہا ہے: کافر، ظالم فاسق۔ یہ وہ تین ''تمغے'' ہیں جن کو سجا کر قیامت کے دن غیر اللہ کی حاکمیت کو عملاً تسلیم کرنے والے پیش ہوں گے۔ یہ ایک بہت بڑا سوال ہے کہ کیا مغرب کے مسلمان (انسانی حاکمیت کی اطاعت پر) سینے پر یہ تمغے سجائے ہوں گے جو اس کفر کے نظام کا حلف اُٹھا کر ابلیس کی اطاعت و پیروی کا اعلان کریں گے۔ آگے کے صفحات میں ''ابلیس کا ارکان سلطنت سے خطاب'' ہے۔ جس میں ابلیس اپنے ہمدردوں کو کہتا ہے کہ مغرب کے مسلمانوں نے ہمارے مفادات کے تحفظ کی قسم کھائی ہوئی ہے۔

اس سراب رنگ و بو کو گلستاں سمجھا ہے تو
آہ اے ناداں قفس کو آشیاں سمجھا ہے تو

مغرب سے کھری کھری باتیں

کیا یہ مغربی جنت ایک دھوکہ ہے۔ جس کو ابلیس ایک باغ کے طور پر دکھا رہا ہے۔ یعنی اس

Marfat.com

پھندے نے ان سب کے ہاتھ پاؤں باندھ کر رکھ دیئے ہیں۔ اسی کو آج مسلمان اور اس کی نسل اپنا نشیمن سمجھتی ہے۔ آگے آنے والی تحریر میں اسی نظریہ اور فلسفہ پر ابلیسی خطاب میں تفصیل سے بات ہوگی کہ مغرب جس جمہوری نظام کو لیے پھرتا ہے یہ کوئی نیا ساز نہیں بلکہ وہی پرانا ساز ہے جو ازل سے ابلیس انسانوں کے لیے بجا رہا ہے، جس کو فرعون اور نمرود بجاتے رہے ہیں۔

کاش آج کے مسلمان یہ سوچ لیتے ہیں کہ اس کائنات میں ان کا اصل مقام کیا ہے مسلمان تو خدائے پاک کی قدرت کا ہاتھ اور زبان ہے۔ کیا آج کی نسل یہ جانتی ہے کہ مسلمانوں نے طویل عرصہ تک دنیا پر اپنے نظام کے علمبردار کی حیثیت سے حکمرانی کی ہے۔ قیصر اور کسریٰ کی مطلق العنان شہنشاہیوں کو انہوں نے نیست و نابود کیا۔

سارے انسان ایک ہی اللہ کی مخلوق ہیں۔ سب لوگ آدم کی اولاد ہیں۔ یہی مساوات و اسلام اس دنیا میں لے کر آیا تھا۔ یہی وہ فلسفہ تھا جس کی بدولت مسلمان ابتدائی دور میں کامیابی کی معراج پر پہنچے۔ ان کے پاس ساز و سامان، تربیت یافتہ فوج، بڑے بڑے خزانے بھی نہیں تھے، لیکن خدا کے حکم اور اُس کی اطاعت پر پختہ ایمان تھا۔ جہاں گئے انسانوں کے لیے راحت، دلی سکون، عدل و انصاف کے ایسے معیارات قائم کر دیئے جو دنیا نے کبھی نہ دیکھے تھے اور یہی مسلمانوں کی کامیابی کا راز تھا۔ یہ ایک حقیقت ہے کہ جب تک مسلمان اُسی نظام کی طرف پلٹ کر نہیں جاتے اور جب تک مسلمان اسلام کے اس فلسفہ کو نہیں سمجھتے جب تک مسلمانوں کے طور طریقے پاک نہیں ہوں گے، ان کا دل خدا کی اطاعت کی طرف راغب نہیں ہوتا انہیں دنیا اور آخرت میں کامیابی نہیں ملے گی۔

یہ ایک حقیقت ہے کہ اسلامی تاریخ میں اسلام کی اصل روح عدل و انصاف، انسانی مساوات کا نظام ہمیشہ غالب رہا ہے لیکن بدقسمتی سے خلافت اسلامیہ ملوکیت میں تبدیل ہو گئی۔ خلیفہ وقت میرٹ کی بجائے وراثتی بنیادوں پر حکمران بننے لگے۔

مختصراً یہ کہ خلیفہ کا انتخاب اس طرح نہ رہا جیسا اللہ چاہتا تھا۔ لیکن پھر بھی نظام عدل 1918ء تک قائم رہا ہے۔ افسوس خود کو اسلام کے محافظ کہنے والے، اسلام کا جھنڈا بلند

Marfat.com

کرنے والے اور اسلامی دانشوروں میں سے ایک فیصد بھی اِس نظام کو دوبارہ قائم کرنے کے لیے جدوجہد نہیں کر رہے۔ مسلمانوں کو سوچنا چاہیے کہ اگر وہ اپنی کھوئی ہوئی عظمت پانا چاہتے ہیں تو واپس اس نظام کی طرف پلٹنا ہوگا جو اللہ کی ''حاکمیت کا علمبردار ہے۔

بدقسمتی سے مغرب میں رہنے والے مسلمان ابلیس کے نظام کو تھام کر اسلامی مدرسے، مسجدوں کی تعمیر، عبادات کو ہی سارا اسلام سمجھ رہے ہیں اور اہل مغرب پیروی کر رہے ہیں جو دن رات مسلمانوں کو صفحۂ ہستی سے مٹانے کے لیے تیاریوں میں مشغول ہیں۔ اِس حوالہ سے مغرب کی یونیورسٹیوں میں دن رات ریسرچ بھی جاری ہے۔

مسلمان ایجنٹ نہیں، انسانیت کے رہبر ہیں!

اگر آپ مغرب کے ممالک میں گھومیں اور غور وخوص کریں تو اس نتیجہ پر پہنچیں گے کہ مغرب کا مسلمان لاعلمی میں باطل نظام کی چاشنی میں روحانی طور پر مر چکا ہے اور مرتے مرتے اپنی تسلی کے لیے کچھ نیکیاں جمع کر رہا ہے۔ کوئی سمجھ رہا ہے خدمتِ خلق اور مسجدوں کی تعمیر سے بیڑہ پار ہو جائے گا۔ ان لوگوں کو قرآن پاک اس طرح خطاب کر رہا ہے۔

﴿أُولَٰئِكَ حَبِطَتْ أَعْمَالُهُمْ ۚ وَفِي النَّارِ هُمْ خَالِدُونَ﴾

''یہ وہ لوگ ہیں جن کے اعمال (دنیا اور آخرت میں) ضائع ہو گئے اور انہیں (جہنم کی) آگ میں ہمیشہ رہنا ہے۔ (التوبۃ: 18)

یعنی ان کی ساری نیکیاں اکارت گئیں۔ آج کے مسلمانوں کی طرح ماضی میں بنی اسرائیل نے بھی اللہ سے کیے گئے میثاق کو یکسر بھلا دیا تھا اور ابلیس نے انھیں دنیا پرستی کی راہ پر گامزن کر دیا۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ نے انھیں آزمائش میں ڈال دیا اور سخت اذیتوں، سخت ترین عذاب میں مبتلا کر دیا۔ یہ افتاد اُن پر دراصل اللہ کی حدود پامال کرنے اور ابلیس کی عملاً پیروی کرنے کے سبب پڑی تھی۔ ان میں ایک قلیل تعداد ایسے لوگوں کی بچ رہی تھی جو اللہ کی طرف رجوع کرتے تھے۔ چنانچہ وہی قلیل تعداد اللہ کے سامنے گریہ وزاری کرتی رہی تھی۔ یہی وہ وقت تھا جب اللہ نے ان مظلوموں کی پکار کو سنا جو صدق دل سے اللہ کے حضور

Marfat.com

گڑگڑاتے تھے۔ بنی اسرائیل کی پوری تاریخ اس المیے کی بنا پر خون سے رنگین ہے۔ تاریخ انسانی میں کسی اہل کتاب قوم کا اللہ سے بغاوت کرنا جرم سنگین ہے۔ قرآن حکیم میں تفصیل سے اسی المناک حادثے اور اس کی تفصیلات کو بیان کیا گیا ہے۔

اللہ کے دین کی بالادستی کے لیے امتِ مسلمہ میں کسی کے پاس کوئی ایکشن پلان نہیں ہے، کہیں بے چینی نہیں ہے، کوئی احتجاج نہیں ہے۔ اس کے برعکس گیس کی کمی، بجلی کی لوڈ شیڈنگ پر لوگ سڑکوں پر نکال لیے جاتے ہیں، حکمرانوں کی زیادتی پر احتجاج کرتے ہیں اور اپنی جانیں دیتے ہیں۔ کیا آج کا مسلمان خصوصاً حکمران حق اور باطل کے آخری معرکہ میں دجال کی راہ ہموار کرنے والی فوج میں شامل نہیں ہے؟ آج کسی بھی اسلامی ملک میں حقیقی اسلام نہیں ہے۔ تمام اسلامی دنیا کے حکمران ابلیس کے دنیوی ایجنٹ یعنی یہودیوں کے غلام ہیں، جنھوں نے مغرب کو خوش کرنے کے لیے اسلامی دنیا کی کثیر تعداد میں ظلم کا بازار گرم کر رکھا ہے۔ میں ایک حکومتی اہلکار سے ملا اور شیطانی نظامِ حیات کے ایجنڈے کو اسلامی دنیا پر مسلط کرنے کے بارے میں اپنی تشویش کا اظہار کیا تو جواب یہی تھا کہ الحمدللہ ہم بھی مسلمان ہیں، ہم بھی روزہ رکھتے ہیں، ہم بھی کلمہ گو ہیں۔ واقعتاً ان میں سے ہر ایک کی یہی سوچ ہے کہ ہم مسلمان ہیں اور یہ تمام لوگ بھی یہی سوچ رکھتے ہیں کہ مومن پر دوزخ کی آگ حرام ہے۔ دراصل ایسے لوگ ان مولویوں کے منہ ڈالروں سے بھر دیتے ہیں جو یہ خوش خبری دیتے ہیں کہ تم جو چاہو کرو آگ میں نہ ڈالے جاؤ گے جنت پر مسلمان کا ہی حق ہے۔

اقبال کو اللہ نے مسلمانوں کے لیے ایک مجدد بنا کر بھیجا علامہ موجودہ طاغوتی اور اسلامی نظام کے نظریہ کی گہرائیوں سے بیک وقت باخبر تھے، اقبال کی آمد اس وقت ہوئی جب بدقسمتی سے انسانی حاکمیت کا تصور اللہ کی حاکمیت کے علمبرداروں کو نگل چکا تھا۔ اقبال نے اسی سانحہ سے پوری امت کو باخبر کیا۔ مغرب کی تہذیب کے بارے میں اقبال یہ پیش گوئی کر چکے ہیں یہ اپنے خنجر سے آپ خودکشی کرے گی اور شاخ نازک پر بننے والا آشیانہ ناپائیدار ہی ثابت ہوگا۔ اقبال اس حقیقت سے بھی اچھی طرح روشناس تھے کہ مذہب کو کل

Marfat.com

دین سمجھنے والے مسلمانوں اور دو رکعت کے امام کے ہاتھوں اسلام کی بحیثیت دین نشاۃِ ثانیہ کا خواب کبھی شرمندہ تعبیر نہ ہوگا۔

اسلام کے عروجِ نو کو خود مغرب کے مسلمان دیوانے کی بڑھک قرار دیتے ہیں۔ وہ مرعوبیت کی انتہا کو پہنچے ہوئے ہیں۔ اُن کا موقف ہے کہ زمانہ بہت ترقی کر گیا ہے اور دلیل سے جواب دینے کی بجائے یہ کہہ کر خاموش ہو جاتے ہیں کہ مجبوری میں ہر چیز حلال ہے۔
بہر حال میں اپنی اِس رائے پر بڑی پختگی سے قائم ہوں کہ وہ مسلمان جنھوں نے اللہ کے دین کو قائم کرنا فرضِ عین سمجھا ہے اور اللہ کی بادشاہت زمین پر بھی اسی طرح قائم کرنا چاہتے ہیں جس طرح وہ آسمانوں میں قائم ہے صحیح معنوں میں وہ اللہ کے مومن بندے ہیں۔
مسلمان ممالک میں اسلام کو سرکاری طور پر ریاست کا مذہب قرار دے دیا گیا ہے اگرچہ چند ایک مسلمان ممالک نے یہ تکلف بھی نہیں برتا، مثلاً ترکی وغیرہ جہاں فوج سیکولر نظام کی رکھوالا تصور کی جاتی ہے۔ اکثر مسلمان ممالک کی یہ حرکت اللہ کو سخت ناپسندیدہ ہے۔ وہ فرماتا ہے کہ کیوں کہتے ہو وہ بات جو کرتے نہیں ہو۔ اقبال نے مسلم نوجوان کو شہباز اور شاہین سے تشبیہ دی ہے۔ اقبال کے مطابق مسلمانوں میں جوش اور جذبہ ایمانی وہ عناصر ہیں جو اُنھیں دوسرے مذاہب کے پیروکاروں سے الگ کرتے ہیں۔ میری رائے میں اسلام کا Ph.D وہی ہے جو اسلام کی اصل روح کو سمجھے، اسلام کو مذہبی رسومات تک محدود نہ کرے اور اسے غالب قوت کی حیثیت سے جانے۔ اسلام سلامتی کا دین ہے۔ وہ دنیا بھر میں امن وسلامتی کا پیغام لے کر آیا لیکن جب تک اسلام کے نام لیواؤں کے پاس قوتِ نافذہ نہیں ہوگی دنیا امن اور سلامتی کا گھر کیسے بن سکے گی۔ لہٰذا غیر اللہ کی حکومت کو دنیا سے نیست ونابود کر دینا مسلمانوں کے لیے فرضِ عین ہے۔
مسلم دنیا اور اہل یورپ آج اپنے جس معاشرتی نظام کی وجہ سے زخموں سے چور چور ہیں، اگر اسلام عالمی سطح پر غالب آ گیا تو اُن کے زخموں پر بھی مرہم کا کام دے گا اور اُنہیں اس ذہنی اذیت سے نجات دے گا جس سے آج وہ بری طرح دوچار ہیں۔ سوال یہ ہے کہ کیا مسلمان غیر اللہ کے آگے عزت حاصل کرنے کے لیے جھکتے ہیں، جبکہ اللہ فرماتا ہے کہ عزت

Marfat.com

تو تمام کی تمام اللہ ہی کے لیے ہے۔ ماہِ رمضان میں مسلمان ممالک خصوصاً پاکستان کا میڈیا دلوں کے گرما دینے والے پروگرام دکھاتا ہے۔ نعت خوانی، مذہبی لیکچرز اور ایسے روح پرور خطبات پیش کیے جاتی ہیں جو کانوں میں رس گھولتے ہیں۔ اگر یہ سب کچھ سنجیدگی، متانت اور شریعت کے تقاضوں کو مدنظر رکھ کر کیا جائے تو بہت خوب ہے۔ لیکن دکھ کی بات یہ ہے کہ اسی رمضان میں برما میں مسلمانوں کا جو قتل و غارت ہوا، اُنھیں جس طرح خنزیر اور شراب کے استعمال پر مجبور کیا گیا، اُنھیں گھروں سے بے گھر کیا گیا، مسلمان لڑکیوں کی بے حرمتی کی گئی، اُس سے امت ٹس سے مس نہ ہوئی۔ اُس کے تدارک کے لیے کچھ نہ سوچا گیا۔ محض اشک شوئی کے لیے بعض سیاسی لیڈروں کے مختصر بیانات اخبارات میں شائع ہو گئے۔ یہ معاملہ صرف برما کا نہیں دنیا بھر میں جگہ جگہ مسلمانوں سے یہ سلوک ہو رہا ہے لیکن مسلمان نعت خوانی اور تسبیح کے دانے گرانے سے آگے کوئی سوچ ہی نہیں رکھتے۔ خدارا یہ نہ سمجھیں کہ میں نعت خوانی اور ورد کرنے کی اہمیت کو کم کر رہا ہوں۔ ذکر و فکر اور ورد کی ضرورت کا انکار نہیں کیا جا سکتا۔ یہ چیزیں تعلق باللہ کو مضبوط بناتی ہیں اور اقامتِ دین کی جدوجہد کو تقویت پہنچاتی ہیں۔ اس کی مثال یوں سمجھیں جیسے ایک پہلوان کشتی لڑنے اور حریف کو گرانے کے لیے ورزش کرتا ہے۔ اُس کا اصل مقصد اپنے حریف کو چت کرنا ہے۔ وہ اگر صرف ورزش کر کے بیٹھا رہے اور فریق مخالف سے دو دو ہاتھ کرنے کے لیے اکھاڑے میں اُترے ہی نہ تو اس کی ورزش چہ معنی دارد۔ یہی معاملہ ذکر و فکر اور ورد کا بھی ہے اگر ہم ذکر و فکر سے روحانی قوت حاصل کرنے کے باوجود دشمنانِ اسلام اور اُن کے نظام کو چیلنج ہی نہ کریں اور اسلام کے نظام عدل اجتماعی کے نفاذ کے لیے میدان میں نہ اُتریں تو کیا اللہ ہمارے اس ذکر و فکر اور ورد کو قبول کرے گا؟ یقیناً اِس کے آگے ایک بڑا سوالیہ نشان نظر آتا ہے۔ درحقیقت ہم ذکر اور نعت خوانی کی محافل کے انعقاد سے اپنے ضمیر کو مطمئن کرنے کی کوشش کرتے ہیں۔ یہاں اُس حدیث جبرائیل کا ذکر بات کو واضح کر دے گا جس کا مفہوم کچھ یوں ہے کہ بنی اسرائیل کی ایک بستی میں حدود اللہ کو توڑا جا رہا تھا۔ ہر طرف اللہ کی معصیت میں لوگ مشغول تھے۔ اِس آبادی میں ایک نہایت برگزیدہ ہستی تھی جو دن رات عبادت و ریاضت

Marfat.com

میں مصروف رہتی تھی۔ اُسے اِس بات سے کوئی غرض نہ تھا کہ باہر لوگ کس فسق و فجور میں مبتلا ہیں۔ اللہ نے فرشتوں کو حکم دیا کہ اس بستی کو الٹ دو۔ اُنھوں نے عرض کیا یا رب اِس بستی میں تیرا ایک نہایت زاہد اور عابد بندہ موجود ہے۔ اللہ رب العزت نے فرمایا، الٹ دو اس بستی کو پہلے اس پر پھر دوسروں پر۔ اِس لیے کہ اس کے اردگرد جو میری نافرمانی ہو رہی ہے اُس سے اُس کے چہرہ کا رنگ بھی نہیں بدلتا۔

دوسری طرف سورۂ ابراہیم کی آیت نمبر 43،42 میں فرمادیا:

''یہ ظالم لوگ جو کچھ کر رہے ہیں اللہ کو تم اِس سے غافل نہ سمجھو۔ اللہ تو مؤخر کر رہا ہے اُس دن کے لیے جب اِن کی آنکھیں پھٹی کی پھٹی رہ جائیں گی سر اُٹھائے بھاگے چلے جا رہے ہوں گے نظریں اوپر جمی ہوں گی اور دل اُڑے جاتے ہوں گے۔''

گویا دین کے منکرین اور دین کا اقرار کرتے ہوئے مکمل دین پر عمل کرنے والے دونوں کا انجام قرآن و حدیث کی روشنی میں ہمارے سامنے آ گیا۔ مسلمان کی پوری زندگی جہاد سے عبارت ہے۔ میدانِ جنگ میں کوئی سپاہی چوں چراں نہیں کرسکتا۔ اُسے ہر صورت افسر کا حکم ماننا ہوتا ہے اور مسلمان کی چونکہ ساری زندگی جہاد کرتے ہوئے ہی گزرتی ہے، لٰہذا اُسے بھی اپنے رب کے ہر حکم کی تعمیل کرنا ہوگی۔ یہاں یہ بات واضح رہنی چاہیے کہ اللہ کی راہ میں ہر نوع کی کوشش اور قربانی کو جہاد کہا جاتا ہے۔ قتال (یعنی جنگ کرنا) جہاد آخری اور چوٹی کی منزل ہے۔ دعوتِ حق عظیم جہاد ہے لیکن یہ بھی حقیقت ہے کہ دعوت حق کی راہ میں مصائب و مشکلات کا آنا یقینی امر ہے۔ قرآن حکیم نے ہمیں بہترین امت کا لقب دیا ہے اس کی وجہ بھی بتادی ہے کہ ہم ایک مشن کے علمبردار ہیں۔ وہ مشن اللہ کی کبریائی کا نظام قائم کرنا اور اللہ کے سب سے بڑے دشمن ابلیس کے نظام کو ختم کرنا۔ اس مشن میں حق اور باطل کی قوتوں میں تصادم ناگزیر ہے۔

حزب اللہ کی دینی خطوط پر تربیت بہت ضروری ہے۔ اُس کے کارکنوں کے دل و دماغ میں یہ بات پیوست کی جانی چاہیے کہ مغرب کی طاقت سے رشتہ توڑ کر اپنے رب سے مضبوط تعلق قائم کریں۔ رب ذوالجلال ایمان کی تجدید پر اپنے لشکر کی ضرور مدد کرے گا۔ بدقسمتی

Marfat.com

سے مسلمانوں کو ابلیس نے بہت سادہ سا سبق پڑھایا ہے کہ وہ دنیاوی کامیابیوں کے شاہکار مغرب کو دیکھیں، یہی ترقی کا راستہ ہے، یہی سب کچھ ہے۔

آج کا مغربی مسلمان

اہل ایمان کے بارے میں قرآن کہتا ہے کہ وہ اللہ کے سوا کسی سے نہیں ڈرتے۔ خاص طور پر حق اور باطل کے معرکے میں وہ اللہ کے لیے اپنی جان بھی دینے سے گریز نہیں کرتے بلکہ کفار کے لشکر کو دیکھ کر ڈر یا خوف کے بجائے اُن کا ایمان ویقین اور بڑھ جاتا ہے۔ جبکہ منافق کے بارے میں قرآن گواہی دے رہا ہے کہ وہ حق اور باطل میں دکھاوے کے لیے حق کے ساتھ ہوتے ہیں لیکن دل میں کفار کی ہیبت سے ڈرتے ہیں اور اس ڈر کی وجہ سے وہ عملاً باطل کے ساتھ ہی ہوتے ہیں۔

مسلمانانِ مغرب کفار کی ہیبت (کہیں ان کے ملکوں سے نہ نکالے جائیں) کی وجہ سے مسجد کی چار دیواری تک آواز کو محدود کر لیتے ہیں اور حی علی الفلاح کہتے ہیں (نہ معلوم کس کو فلاح کے لیے بلاتے ہیں) دلیل یہ دی جاتی ہے کہ کفار کو اونچی آواز میں شور وغل پسند نہیں ہے۔ آج مغرب کی طاقت ہماری طاقت سے کہیں زیادہ ہے۔ اس طرح کی بات حضرت طالوت کے ساتھیوں نے جالوت کی طاقت کو دیکھ کر کی تھی۔

﴿قَالُوْا لَا طَاقَةَ لَنَا الْيَوْمَ بِجَالُوْتَ وَجُنُوْدِهٖ ۭ قَالَ الَّذِيْنَ يَظُنُّوْنَ اَنَّهُمْ مُّلٰقُوا اللّٰهِ ۙ كَمْ مِّنْ فِئَةٍ قَلِيْلَةٍ غَلَبَتْ فِئَةً كَثِيْرَةًۢ بِاِذْنِ اللّٰهِ ۭ وَاللّٰهُ مَعَ الصّٰبِرِيْنَ ۝﴾

''اُنھوں نے کہا آج ہم میں جالوت اور اس کے لشکروں سے مقابلہ کرنے کی طاقت نہیں، لیکن جو ان میں سے اللہ کی ملاقات کا یقین رکھتے تھے اُنھوں نے کہا کہ بسا اوقات تھوڑی سی جماعت نے اللہ کے حکم سے بڑی جماعت پر فتح حاصل کی ہے اور اللہ استقلال رکھنے والوں کے ساتھ ہے۔'' (البقرہ:249)

Marfat.com

مسلمانانِ مغرب ابلیس اور اس کی طاقت سے ڈرے ہوئے ہیں اور بزدل ہو چکے ہیں۔ مذہبی لوگ کفر کا مقابلہ کرنے کی سکت نہیں رکھتے۔ باطل کے مقابلے میں سینہ سپر ہونا ایک مسلمان کے ایمان کا تقاضا ہے۔ مغرب کا مسلمان کہتا ہے کہ دیکھو کفار ہمیں مذہبی رسومات کی ادائیگی سے نہیں روکتے۔ وہ کیوں یہ بات نہیں سمجھتے کہ اسلام میں کوئی درمیان کا راستہ نہیں ہے۔ جان رکھو اللہ تعالیٰ ان متقیوں کے ساتھ ہے جو کفر اور شرک کے خاتمہ کے لیے سیسہ پلائی ہوئی دیوار بن جاتے ہیں۔

کیا واقعی مسلمانوں کے دل خوف خدا سے خالی ہو چکے ہیں؟ یوں لگتا ہے کہ اسلام کا جو اصل پیغام تھا اس پر کئی مرتبہ انتہائی خوبصورت پینٹ کر دیا گیا ہے۔ لوگوں کا ظاہر ان کے باطن سے مختلف ہے۔ اس سے پہلے کہ سب کچھ تباہ ہو جائے اور نافرمان اپنے انجام کو پہنچ جائیں ہمیں ٹھنڈے دل سے سوچنا ہوگا، انتہائی ذمہ داری سے ہمیں اپنے اپنے گریبان میں جھانکنا ہوگا، از سرِ نو اپنا جائزہ لینا ہوگا، ہمیں اصل اسلام کی روح کو دوبارہ زندہ کرنا ہوگا۔

زمین پر اللہ کی حاکمیت کی بجائے انسانی حاکمیت کا تصور رائج ہو گیا ہے۔ اسلامی نظام کی جڑیں مغربی تہذیب کی آگ نے جلا کر رکھ دی ہیں۔ آج اسلام کا نام ہے، مگر اسلام بحیثیت نظامِ زندگی کہیں نہیں ملتا۔ قرآن ذریعہ معاش بن چکا ہے۔ مغرب کے مسلمانوں کی محفل میں بیٹھ کر اسلام کے نظامِ حیات کی بات کرنا گویا ہاتھ میں انگارے لینے کے برابر ہو چکا ہے۔ زندگی کا ہر سانس ہر عملِ باطل نظامِ حیات کے تابع ہے۔ یہ جال اتنی خوبصورتی سے ڈالا گیا ہے کہ آج کا مسلمان اس کو سمجھ نہیں سکا۔

انسانی حاکمیت کے طرزِ حیات نے دلوں میں نفاق کا بیج بو دیا ہے جو روز بروز نشو ونما پا رہا ہے۔ خونی رشتے غیر ہوتے جا رہے ہیں اور غیر اپنے ہوتے جا رہے ہیں۔ اب مسلمانوں کے دل اپنے بھائیوں (مسلمان) کے لیے نہیں تڑپتے بلکہ غیروں کے لیے (کفار) تڑپتے ہیں۔ ہماری آنکھیں اس وقت تو آنسو گراتی ہیں، جب اپنے گھر میں میت لائی جاتی ہے مگر دنیا بھر میں صبح شام مسلمانوں کی لاشیں گر رہی ہیں اور یہ اندوہ ناک مناظر ٹیلی ویژن پر بریکنگ نیوز کی صورت میں ہماری آنکھوں کے سامنے سے روزانہ آتے ہیں لیکن کوئی آنکھ

Marfat.com

نم نہیں ہوتی ہے، کسی کی نیند حرام نہیں ہوتی۔ وہی دنیا کی آسائشوں اور مفادات کے حصول، ٹیلی ویژن پر اپنی ریٹنگ کو بڑھانے کے لیے ٹاک شوز گھر گھر پارٹیاں، شادی کی زور وشور سے تیاریاں، کرکٹ کے ورلڈ کپ، دنیا کے موج میلے، بے حسی کا ایک نہ ختم ہونے والا سلسلہ ہر گھر میں (مغرب کے مسلمانوں میں کم از کم میں یہی دیکھتا ہوں) منہ چڑاتا ہوا نظر آتا ہے۔

آج مسلمانوں کا لہو مسلمان ہی کے لیے جوہڑ کے پانی سے بھی زیادہ سستا ہو گیا ہے۔ زمین پر ابلیس کی خلافت کا جھنڈا لہرا رہا ہے۔ فساد غالب ہے۔ اہل زمین اللہ کے حکم کے بجائے ابلیس کے حکم کے تابع ہو کر کامیابی کے جشن منا رہے ہیں۔ امت کا المیہ یہ ہے کہ اللہ اور رسول ﷺ پر ایمان لانے کے باوجود ہم اللہ کی حاکمیت کو قائم نہیں کرنا چاہتے بلکہ سننا بھی گوارا نہیں کرتے ہیں۔ یہ الفاظ میں نے بڑی ذمہ داری سے لکھے ہیں۔ لوگ برملا کہتے ہیں کہ مغرب کے نظام میں کیا خرابی ہے، ہمیں ہماری عبادات سے کوئی نہیں روکتا۔

مغرب میں مسلمان خلافت کے نام سے الرجک ہیں۔ وہ اُسے پرانے زمانے کا ایسا نظام قرار دیتے ہیں جو اب قابل عمل نہیں رہا۔ ہمارے ہاں لال مسجد کا سانحہ ہوا جس میں بچوں بچیوں اور خواتین سب کو بارود سے اُڑا دیا گیا اور ایسا ظالمانہ قتل عام کیا گیا کہ کم از کم پاکستان کی تاریخ میں اِس کی نظیر نہیں ملتی۔ یہ تصور بھی نہیں کیا جا سکتا تھا کہ خود مسلمانوں کے ہاتھوں اللہ کی مقدس کتاب کی بے حرمتی ہو گی۔ بعض عینی گواہوں نے بتایا کہ قریب کے برساتی نالے سے پھٹے ہوئے مقدس اوراق ملے تھے۔ اِن لوگوں کا کیا قصور تھا۔ ان کا مطالبہ یہ تھا کہ ملک میں شریعت نافذ کی جائے کسی کو یہ اختلاف تو ہو سکتا ہے کہ اُنہوں نے طریقہ کار صحیح اختیار نہیں کیا لیکن اُن کی اسلام سے وابستگی اور نفاذِ شریعت کے حوالہ سے اُن کا خلوص شک وشبہ سے بالاتر تھا لیکن مغرب میں خود مسلمان دانشور اُنہیں واجب القتل قرار دیتے رہے کہ اُنہوں نے دنیا بھر میں پاکستان کا امیج تباہ کر دیا ہے۔ اگرچہ صورتِ حال بڑی حوصلہ شکن ہے لیکن مایوسی گناہ ہے۔ ابھی وقت ہے، ابھی پانی سر سے نہیں گزرا، ابھی سنبھلا جا سکتا ہے۔ اب بھی مسلمان عزم کر لیں کہ اللہ کی حاکمیت کی بنیاد پر معاشرہ تشکیل دیں گے تو

Marfat.com

صورتِ حال کو سنبھالا دیا جا سکتا ہے۔ مسلمانوں کو خلافت اور بغاوت میں سے ایک کو منتخب کرنا ہوگا۔ دین میں کوئی بیچ کا راستہ نہیں ہے۔ اللہ کے رسول ﷺ کا دیا ہوا نظام حق ہے اور غیر اللہ کا نظام باطل ہے۔ یہاں ایک بات کی وضاحت لازم ہے وہ یہ کہ ہر مسلمان پر اللہ کی حاکمیت کا نظام نافذ کر کے دکھانا فرض نہیں ہے بلکہ اس نظام کے لیے سنجیدگی اور خلوص سے محنت کرنا فرض ہے۔ مسلمان کا فرض ہے کہ وہ اپنا تن من دھن، اپنی صلاحیتیں، اپنی اہلیت اور اپنی توانائیاں سب اس کام میں لگا دے۔ اگر اِس کے نتیجہ میں اسلامی انقلاب برپا ہو جاتا ہے تو دنیا اور آخرت دونوں سنور جائیں گی، لیکن اگر انقلاب برپا نہیں ہوتا۔ تب بھی اس کام میں محنت کرنے والوں کی آخرت سنور جائے گی جو انسان کی اصل کامیابی، اصل فوز وفلاح ہے۔ لہٰذا اقامت دین کی جدوجہد پر اپنا سب کچھ لگا دینا کبھی خسارے کا سودا ثابت نہیں ہوسکتا۔ ایسے لوگوں کے اطمینان کے لیے یہی کافی ہے کہ کتنے ہی ایسے انبیاء دنیا میں آئے اور اللہ کے پاس واپس چلے گئے۔ چند آدمیوں کے سوا کسی نے بات سنی نہ مانی تو معاذ اللہ کیا وہ ناکام ہوگئے؟ ہرگز ہرگز نہیں، بلکہ وہ کامیاب ہوئے، البتہ جس قوم کو وہ دعوت دیتے رہے وہ ناکام اور نامراد ہوئی۔ آج بھی خلوص اور محنت سے اللہ کی حاکمیت کے لیے کوشاں لوگ دنیا میں کامیاب نہ بھی ہوں، آخرت میں اُن کی کامیابی یقینی ہے۔

☆☆☆

Marfat.com

آٹھواں باب

مغرب میں مقیم مسلمانوں کا المیہ

کیا یہی مسلمانی ہے؟

گزشتہ پون صدی سے یا یوں کہہ لیجئے کہ جنگ عظیم دوئم کے بعد مسلمانوں نے بہت بڑی تعداد میں مغربی ممالک کی طرف ہجرت کی۔ یہ بات واضح رہنی چاہیے کہ یہ ہجرت فی الدنیا تھی یعنی دنیا کمانے کے لیے کی گئی، ڈالر اور پاؤنڈ کی کشش اُنھیں کھینچ کر مغرب میں لے گئی۔ ایک معمولی تعداد میں ایسے لوگوں نے بھی ہجرت کی جو جدید ٹیکنالوجی کا علم حاصل کرنا چاہتے تھے لیکن اُن کی اکثریت بھی پھر اُس کی ہو کر رہ گئی۔ ہجرت کا مقصد اگر صرف جدید علم حاصل کرنا تھا تو حصولِ علم کے بعد اُنھیں واپس اپنے اپنے ملک جا کر خدمات انجام دینی چاہیے تھیں لیکن مغرب کی چمک دمک اور رنگینی اُن کے پاؤں کی زنجیر بن گئی۔ یہ بات سمجھنے کی ضرورت ہے کہ گزشتہ تین چار صدیوں میں یورپ اور امریکہ وغیرہ دولت کی آماجگاہ کیسے بنے؟ سائنسی علم اور جدید ٹیکنالوجی کا سیلاب کیسے آ گیا؟ تاریخ کی ورق گردانی کیجئے۔ جب طارق بن زیاد نے 711ء میں سپین فتح کیا تو یورپ اندھیروں میں ڈوبا ہوا تھا۔ لکھنا پڑھنا تو بڑی دور کی بات ہے، کاغذ اور قلم کا ہی کوئی تصور نہیں تھا۔ مسلمانوں نے یورپ کو علم کی روشنی سے روشناس کرا دیا یہاں تک کہ قرطبہ میں بہت بڑی بڑی لائبریریاں قائم کی گئیں اُس دور میں یہودیوں اور عیسائیوں میں شدید دشمنی تھی۔ یہودیوں نے موقع غنیمت جان کر مسلمانوں کا قرب حاصل کر لیا۔ وقت گزرنے کے ساتھ ساتھ

Marfat.com

دولت اور اقتدار کے نشے نے مسلمانوں کو عیاش اور غافل کر دیا۔ اُن کی توجہ نہ علم کی طرف رہی، نہ حکومتی امور کی طرف۔ نتیجہ یہ نکلا کہ اُن کی گرفت ڈھیلی پڑنی شروع ہوگئی۔ یہودی جو ذہانت اور شرارت میں اپنا جواب نہیں رکھتے اُنھوں نے بھانپ لیا کہ مسلمانوں کے اقتدار کا سورج جلد یا بدیر غروب ہو جائے گا۔ علم کا وہ خزانہ جو سپین کی لائبریریوں میں موجود تھا، اُس سے مستفید ہونے کے لیے یورپ کے کونے کونے سے عیسائی آتے تھے۔ اب یہودیوں نے نہ صرف اِس حوالہ سے اُن کی مدد کی بلکہ اِس علمی خزانے کو چوری چھپے یورپ کے دوسرے ممالک میں منتقل کرنا شروع کر دیا اور اسی پر بس نہ کی بلکہ وہ شر جو اُن میں ودیعت ہے اُسے بروئے کار لاتے ہوئے اِس علمی خزانے میں خیانت کے مرتکب بھی ہوئے اور اِن کتابوں سے خدا، رسول اور دین کے حوالوں کو ختم کرنا شروع کر دیا اور اپنی طرف سے اِس میں آمیزش بھی کی۔

یہ وہ وقت تھا جب یورپ میں سائنسی علوم پڑھنا بہت بڑا جرم تھا، یہاں تک کہ اِس پر سزائے موت بھی دی جاتی تھی مگر جب کلیسا اور اہل علم کے درمیان زبردست معرکہ ہوا تو اِس جنگ میں کلیسا کو شکست فاش ہوئی اور اُس نے پسپائی اختیار کر لی۔ بہر حال اِس بات کا بھی اعتراف کیا جانا چاہیے کہ اہل یورپ کی علمی حِس حصولِ علم کے لیے جاگ اٹھی اور اُنھوں نے اِس پر قابل ستائش محنت کی۔ حق گوئی کا تقاضا ہے کہ اُنھوں نے جس خلوص اور لگن سے محنت کی اُس کی ستائش کی جائے۔ یہ چونکہ دنیوی علم تھا لہٰذا اِس کی بنیاد پر دنیا میں ترقی بھی کی۔ اب یہ علم جو دن رات ترقی کر رہا تھا اِس میں سے خدا اور مذہب کو مکمل طور پر خارج کر دیا گیا۔ آخرت کی جگہ دنیا نے لے لی اور خدا کے مقابلے میں مادے کو معبود تسلیم کر لیا گیا۔ (لیکن یہ سب کچھ عملی طور پر ہوا، اعلانیہ طور پر ایسا نہ کیا گیا) اُس دور سے لے کر آج تک یورپ اور اب امریکہ بھی اندھا دھند اِس پٹری پر دوڑے چلے جا رہے ہیں اور پیچھے مڑ کر دیکھنے کا کوئی سوال ہی نہیں ہے۔ علم اور پُر خلوص محنت سے یورپ میں صنعتی انقلاب برپا ہوگیا۔ اِس انقلاب نے یورپ کو بہت قوت بخشی۔ اِس قوت سے وہ دنیا بھر کے علاقے زیر کرتے چلے گئے۔ عظیم ہند، مشرق وسطیٰ اور افریقہ گویا دنیا کے اکثر علاقے بالواسطہ یا

Marfat.com

بلاواسطہ اُن کی دسترس سے بچ نہ سکے۔علم کے بارے میں اب وہ کسی کے محتاج نہیں تھے بلکہ دنیوی علم کے تمام سرچشمے یورپ، امریکہ اور گوروں کے دوسرے علاقوں سے پھوٹنے لگے۔البتہ دولت اور معدنی وسائل سے وہ ملک بھرے پڑے تھے، جہاں اہل یورپ نے اپنے پنجے گاڑھے ہوئے تھے۔ہندوستان کو سونے کی چڑیا کہا جاتا تھا اور ہندوستان میں اتنا غلہ پیدا ہوتا تھا کہ اگر یہ کہا جائے کہ اہل ہند ساری دنیا کی ضروریات کو پورا کرنے کی صلاحیت رکھتے تھے تو یہ مبالغہ نہ ہوگا، چنانچہ انگریزوں نے ہندوستان کو نہایت بری طرح لوٹا اور لوٹ کا مال انگلستان پہنچاتے رہے۔مشرق وسطیٰ کا سیال سونا (یعنی تیل وغیرہ) اُٹھا کر یورپ تو نہیں لے جاسکتے تھے لیکن وہاں کی قیادت کو اِس طرح اپنے پنجوں میں جکڑا کہ آج اِس دولت سے اصلاً استفادہ یورپ اور امریکہ ہی کر رہے ہیں۔اہل عرب کے پاس اتنی دولت رہتی ہے کہ وہ لہو ولعب میں مشغول ہیں۔جو تیل وہ یورپ اور امریکہ کو بیچتے ہیں اُس کی قیمت بھی وہیں جمع ہوتی رہتی ہے۔اِس دولت پر قبضہ کرنے اور عربوں کو ٹکا سا جواب دینے میں وقت نہیں لگے گا لیکن یہ ہو کر رہے گا۔اہل یورپ کی اِن چیرہ دستیوں سے جو ممالک متاثر ہوئے اُن میں زیادہ تعداد مسلمان ممالک کی ہے۔علم اور دولت اُن سے چھین لی گئی بلکہ صحیح تر الفاظ میں مسلمانوں نے اپنی غفلت، نفس پرستی اور محنت سے جی چرانے کی وجہ سے خود یہ قیمتی متاع کھودی۔اب پیٹ کی پکار پر اور دنیوی علم کی پیاس میں مسلمانوں نے مغربی ممالک کی طرف رُخ کیا۔ساٹھ ستر سال پہلے جن مسلمانوں نے مغربی ممالک کا رُخ کیا تھا، عین ممکن ہے کہ اُن کی نیت یہ ہو کہ کچھ وسائل جمع کر کے یا علم حاصل کر کے واپس اپنے دیس آ کر بہتر اور خوشحال زندگی گزار سکیں لیکن اِن کی عظیم اکثریت مختلف وجوہات کی بنا پر یورپ کی ہو کر رہ گئی۔اس کی پہلی اور اصلی وجہ تو یہ تھی کہ وہ ننانوے کے چکر میں پڑ کر رہ گئے یعنی اتنے ہو جائیں اور اب اتنے ہو جائیں لیکن خواہشات کا یہ چکر چلتا رہا اور ہوس زر بھی بڑھتی چلی گئی۔پھر یہ کہ وہاں فحاشی، عریانی، بے حیائی اور رنگین راتیں بعض لوگوں کے پاؤں کی بیڑیاں بن گئیں۔بعض ذہن فطین قسم کے مسلمانوں نے یورپ کو جائے قیام بنانے کی یہ بھی دلیل رٹ لی کہ اسلام صرف عبادات کا مذہب نہیں اصل چیز تو سوشل جسٹس ہے۔

Marfat.com

دیانت داری، عہد کی پاسداری اور اپنی ذمہ داریوں کی ادائیگی ہے اور یہ چیزیں جتنی یورپ میں ہیں وہ کسی مسلمان ملک میں نہیں ہے۔ اس حوالہ سے بعض لوگ یہاں تک کہہ دیتے کہ اگر اسلام کی صحیح تصویر دیکھنی ہو تو یورپ میں دیکھ لو۔ اِن وجوہات کی بنا پر گزشتہ پون صدی سے مسلمان ممالک سے لوگوں نے مغربی ممالک کا رُخ کیا ہوا تھا۔ اِن کی اگلی نسل نے یورپ، امریکہ اور دوسرے مغربی ممالک میں جنم لیا۔ اِس نئی نسل میں کنفیوژن پیدا ہونا شروع ہوا۔ اُن کے گھر کا ماحول کسی حد تک اسلامی تھا، گھر سے باہر ہر چیز غیر اسلامی ہی نہیں غیر اخلاقی بھی نظر آتی تھی۔ اِس کا نقد نتیجہ یہ نکلا کہ نئی نسل کا ایک حصہ تو مغربی اقدار میں ڈوب گیا اور ایسا ڈوبا کہ اُس کی اسلامی حِس تقریباً ختم ہوگئی۔ مغرب میں رہنے والے مسلمانوں کو جب اِس حوالہ سے تشویش ہوئی تو اُنھوں نے اِس کا حل یہ نکالا کہ اپنے اپنے ملک میں مذہبی رہنماؤں کو جن مغربی ممالک میں وہ رہائش پذیر تھے وہاں کے دوروں کی دعوت دی اور یہ سلسلہ چل نکلا، پھر بڑھتا چلا گیا۔ یہ مذہبی رہنما قیمتی ہدیے وصول کرتے ہیں۔ بعض باقاعدہ فیس طے کرتے ہیں۔ لہٰذا مغرب میں اسلام کمرشلائز ہوگیا اور کاروبار کے اُصول کے تحت سپلائی بمطابق ڈیمانڈ ہونے لگی۔ یعنی یہ مذہبی رہنما اپنے کلائنٹ کی مذہبی ضروریات کے مطابق مذہبی تقریریں کرتے مختلف قسم کے ورد بتاتے۔ مغرب میں مسلمانوں کی یہ نسل جس کا کچھ نہ کچھ اسلام کی طرف رجحان بنا اُن میں دو قسم کے لوگ پائے جاتے ہیں۔ ایک وہ لوگ ہیں جو مغرب کی غیر اسلامی اقدار کو بلکہ حرام اشیا تک کو اسلامی احکامات میں مکس کر کے ایسا ملغوب تیار کر لیتے ہیں جسے کچھ اور تو کہا جا سکتا، اسلام کسی صورت نہیں کہا جا سکتا۔ اِس مکسچر نے اسلام کا حلیہ بگاڑ دیا۔ دوسری قسم کے وہ لوگ نظر آتے ہیں جو حلال حرام کا مکسچر تو نہیں کرتے لیکن اُن کے سامنے مسلمان ممالک سے آنے والے اِن نام نہاد مذہبی پیشواؤں نے اسلام کو محض بطور مذہب کے پیش کیا ہے بطور دین کے پیش نہیں کیا۔ وہ اُنہیں بتاتے ہی نہیں کہ اسلام ایک دین ہے جو مکمل نظام حیات رکھتا ہے، جو انسان کی زندگی کے انفرادی پہلوؤں کے علاوہ اجتماعی گوشوں سے بھی تفصیلی بحث کرتا ہے۔ یہ امپورٹڈ مذہبی رہنما یہ تو بتاتے ہیں کہ مسواک کرنا حضور ﷺ کی سنت ہے اور یقیناً مسواک

Marfat.com

کرنا اور دانت صاف کرنا آپ کی سنت مبارک ہے، لیکن یہ نہیں بتاتے کہ جب غارِ حرا میں آپ پر سورۃ مدثر کی تین پہلی آیات نازل ہوئیں:

﴿یٰۤاَیُّهَا الْمُدَّثِّرُ o قُمْ فَاَنْذِرْ o وَ رَبَّكَ فَكَبِّرْ o﴾

''اے جو کپڑا لپیٹے ہوئے ہو، اُٹھو (یعنی کمر کس لو) اور خبر دار کرو اور اپنے پروردگار کی بڑائی قائم کرو۔''

اُس کے بعد آپ نے اپنی زندگی کی آخری سانس تک دینِ اسلام کے قیام اور اُس کے پھیلاؤ کے لیے شب و روز کام کیا۔ مسواک کی سنت میں تو شاید کبھی ناغہ ہو گیا ہو لیکن دین کو قائم کرنے کی جدوجہد کی سنت میں تسلسل ہے۔ یہ مشن آپؐ نے مسلسل جاری رکھا یہاں تک کہ جب مکہ کی زمین آپ پر تنگ کر دی گئی اور ابوطالب کی وفات سے قریشِ مکہ کے راستے سے ایک بہت بڑی رکاوٹ ختم ہو گئی تھی اور معاذ اللہ آپ کے قتل کے مشورے ہونے لگے تو آپؐ نے صحابہ کو مدینہ کی طرف ہجرت کرنے کا کہا اور جب اللہ کی طرف سے اجازت ہوئی تو اپنے پیارے اور محبوب دوست حضرت ابوبکر صدیق کو ساتھ لیا، امانتوں کی واپسی کے لیے حضرت علی المرتضیٰؓ کو اپنے بستر پر لٹایا اور رات کے اندھیرے میں خود بھی مدینہ کی طرف ہجرت کر گئے۔ آپ ﷺ کو معلوم تھا کہ میرا تعاقب ہوگا۔ اُدھر قریشِ مکہ آپ ﷺ کو اپنے گھر پر نہ پا کر آپ کے معاذ اللہ قتل کیے جانے یا پکڑنے پر اونٹوں کے انعام کا اعلان بھی کر چکے تھے۔ اِس پُر خطر سفر میں جب زندگی کو قدم قدم پر خطرہ تھا آپ ﷺ کو راستے میں ایک آدمی مل گیا۔ آپؐ نے خطرہ مول لے کر اُس کو بھی اسلام کی دعوت دی یہ تھی۔ سورۃ التوبہ کی آیت: 24

﴿قُلْ اِنْ كَانَ اٰبَآؤُكُمْ وَاَبْنَآؤُكُمْ وَاِخْوَانُكُمْ وَاَزْوَاجُكُمْ وَعَشِيْرَتُكُمْ وَاَمْوَالُ ۨاقْتَرَفْتُمُوْهَا وَتِجَارَةٌ تَخْشَوْنَ كَسَادَهَا وَمَسٰكِنُ تَرْضَوْنَهَآ اَحَبَّ اِلَيْكُمْ مِّنَ اللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ وَجِهَادٍ فِیْ سَبِيْلِهٖ فَتَرَبَّصُوْا حَتّٰى يَاْتِیَ اللّٰهُ بِاَمْرِهٖ ؕ وَاللّٰهُ لَا يَهْدِی الْقَوْمَ الْفٰسِقِيْنَ o﴾

Marfat.com

ترجمہ: ''اے نبی! کہہ دیجئے کہ اگر تمہارے باپ اور تمہارے بیٹے اور تمہارے بھائی اور تمہاری بیویاں اور تمہارے عزیز و اقارب اور تمہارے وہ مال جو تم نے کمائے ہیں اور تمہاری وہ تجارت جس کے ماند پڑ جانے کا تمہیں خوف ہے اور تمہارے وہ گھر جو تمہیں پسند ہیں، تم کو اللہ اور اس کے رسول اور اُس کی راہ میں جہاد سے زیادہ عزیز ہیں تو انتظار کرو یہاں تک کہ اللہ اپنا فیصلہ صادر کر دے اور اللہ فاسقوں کی راہنمائی نہیں کرتا۔''

یہاں ایک نکتہ بڑا اہم اور قابل غور ہے وہ یہ کہ اللہ اور رسول سے محبت کرنے کے تو سب ہی دعویٰ کرتے ہیں اِسی لیے تو پر زور طریقے سے حمد وثنا اور نعت خوانی کی جاتی ہے لیکن جو لوگ اسلام کو محض خانقاہی مذہب بنانے پر تلے ہوئے ہیں اُن سے سوال کیا جانا چاہیے کہ کیا حب رسول کا معیار یہ ہے یا آپؐ کی پیروی اور آپؐ کے مشن کے ساتھ وابستگی ہے۔ کون حقیقت میں اللہ کی راہ میں سب کچھ لٹا دینے کے لیے تیار ہے؟ اُس کا تو جہاد سے ہی معلوم ہوگا، لہٰذا اللہ رب العزت اپنے کلام میں اپنے اور اپنے رسول کی محبت کے ساتھ جہاد کا لفظ لایا ہے تاکہ مسلمانوں کا امتحان ہو سکے کہ وہ محبت کے دعویٰ میں سچے ہیں یا نہیں۔ سمجھنے کی بات یہ ہے کہ لفظ ''جہاد'' جہد سے نکلا ہے، جس کا مطلب ہے کوشش کرنا۔ اسی جہد سے مجاہد ہے جس کا مطلب ہے کوشش کے مقابلے میں کوشش کرنا۔ ظاہر ہے کوششوں کا مقابلہ ہوگا۔ تو ایک طرف باطل کے دعویٰ دار کوشش کریں گے تو دوسری طرف حق کے علمبردار کوشش کریں گے۔ جہاد کشمکش اور کشاکش کا نام ہے۔ گویا باطل نظام کے خاتمے اور دین حق کے قیام کے مخلصانہ کوشش کرنا اللہ کے راضی ہونے کی شرط ہے، وگرنہ اللہ مذکورہ بالا آیت میں کہہ رہا ہے کہ انتظار کرو یہاں تک کہ اللہ کا فیصلہ صادر ہو جائے اور اللہ فاسقوں کی راہنمائی نہیں کرتا۔ سورۃ الحدید کی بھی آیت نمبر 25 میں اِسی نوع کا مضمون آیا ہے۔

﴿لَقَدْ اَرْسَلْنَا رُسُلَنَا بِالْبَيِّنٰتِ وَ اَنْزَلْنَا مَعَهُمُ الْكِتٰبَ وَالْمِيْزَانَ لِيَقُوْمَ النَّاسُ بِالْقِسْطِ ج وَاَنْزَلْنَا الْحَدِيْدَ فِيْهِ بَاْسٌ

Marfat.com

شَدِيدٌ وَّمَنَافِعُ لِلنَّاسِ وَلِيَعْلَمَ اللّٰهُ مَنْ يَّنْصُرُهٗ وَرُسُلَهٗ بِالْغَيْبِ اِنَّ اللّٰهَ قَوِيٌّ عَزِيْزٌ ○﴾

''ہم نے اپنے رسولوں کو صاف صاف نشانیوں (اور ہدایات) کے ساتھ بھیجا اور اُن کے ساتھ کتاب اور میزان نازل کی، تاکہ لوگ انصاف پر قائم ہوں اور ہم نے لوہا اُتارا جس میں بڑی طاقت ہے اور لوگوں کے لیے منافع ہے یہ اس لیے کیا گیا کہ اللہ کو معلوم ہو جائے کہ کون اُس کو دیکھے بغیر اُس کی اور اُس کے رسولوں کی مدد کرتا ہے۔ یقیناً اللہ بڑی قوت والا اور زبردست ہے۔''

سورہ التوبہ کی آیت کا مطالعہ کرنے کے بعد کوئی شخص یہ کہہ سکتا ہے کہ نماز، روزہ بھی تو اپنے نفس کے خلاف جہاد ہے۔ یقیناً نماز روزہ بھی جہاد ہیں۔ فجر کے وقت اُٹھنا اور رات کو زبردست تھکان کے باوجود عشاء کی نماز ادا کرنا یقیناً جہاد ہے، لیکن اگر اللہ رب العزت نے جہاد کو نماز روزہ تک محدود کرنا ہوتا تو پھر جوابی سوال یہ ہے کہ سورہ الحدید میں جس شے کو اللہ نے اپنی اور اپنے رسولوں کی مدد قرار دینے کی اتنی بڑی بات کی ہے اور پھر فرمایا کہ ہم نے لوہا اُتارا اور میزان نازل کی ہے۔ سوال یہ ہے کہ نماز اور روزہ کے جہاد کے لیے لوہا اور میزان کی ضرورت کیوں پیش آ گئی۔ نماز اور روزے کا لوہے اور میزان سے کیا تعلق ہے۔ لوہا اصل میں عسکری اور سیاسی طور پر اسلام کو غالب کرنے کے لیے ہے اور معاشرے میں معاشی اور معاشرتی انصاف قائم کرنے کے لیے میزان کی ضرورت ہے۔ یہ قائم ہو تو حقیقی اسلام قائم ہوگا اور اُس کو قائم کرنے کی کوشش جہاد ہے۔ آیات قرآنی کے مطابق اِس جہاد کے بغیر اللہ راضی نہیں ہوتا۔ یہاں یہ وضاحت لازم ہے کہ جہاد اور قتال میں فرق ہے۔ قتال یعنی جنگ جہاد کا حصہ ہے لیکن یہ جہاد کی آخری منزل اور آخری مرحلہ ہے۔ جب کوششیں مکمل طور پر ناکام ہو جائیں اور عسکری قوت اتنی ہو کہ باطل کا سر توڑا جا سکے تو پھر اُس مرحلہ پر قتال بھی فرض ہو جاتا ہے لیکن اُس سے پہلے مسلمان ہونے کا تقاضا ہے کہ دین کو انفرادی اجتماعی اور ریاستی سطح پر غالب کرنے کی کوشش کی جائے۔ یہ جہاد آج کی زبردست ضرورت

Marfat.com

ہے۔ جو لوگ معاذ اللہ جہاد کو ترک کرنے کا مشورہ دیتے ہیں یا اسلام کو انفرادی عبادت، نعت خوانی اور مذہبی مجالس تک محدود کرتے ہیں وہ توبہ اور سورۃ الحدید کی مذکورہ آیات کے پس منظر میں سورۃ بقرہ کی آیت نمبر 85 کے آخری جز کی تاویل کیا کریں گے۔

﴿اَفَتُؤْمِنُوْنَ بِبَعْضِ الْكِتٰبِ وَتَكْفُرُوْنَ بِبَعْضٍ ۚ فَمَا جَزَآءُ مَنْ يَّفْعَلُ ذٰلِكَ مِنْكُمْ اِلَّا خِزْيٌ فِي الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا ۚ وَيَوْمَ الْقِيٰمَةِ يُرَدُّوْنَ اِلٰٓى اَشَدِّ الْعَذَابِ ۗ وَمَا اللّٰهُ بِغَافِلٍ عَمَّا تَعْمَلُوْنَ ۝﴾

''کیا تم کتاب (اللہ) کے بعض احکام کو مانتے ہو اور بعض کا انکار کرتے ہو۔ تو جو تم میں سے ایسی حرکت کریں اُن کی سزا اِس کے سوا اور کیا ہوسکتی ہے کہ دنیا کی زندگی میں رسوائی ہو اور قیامت کے دن سخت عذاب میں ڈال دیئے جائیں اور جو تم کرتے ہو اللہ اُس سے غافل نہیں۔''

لہٰذا قرآن اور سیرتِ طیبہ سے جو بات سامنے آتی ہے وہ یہ ہے کہ مسلمان کو اللہ کے دین کے حصے بخرے کرنے کی نہ صرف اجازت نہیں ہے بلکہ اِس پر سخت ترین وعید ہے اور اِسے قابلِ گرفت جرم قرار دیا گیا۔ یہ دین Pick and chose کا معاملہ نہیں ہے بلکہ اسے کلیتاً قبول کرنا ہوگا اور اِس میں کسی دوسرے نظام کی یا دوسرے مذہب کی پیوند کاری نہیں کی جاسکتی۔ اللہ کے نزدیک تو دین صرف اسلام ہے۔ اِس کے سوا کچھ قبول نہیں کیا جائے گا اور جہاں تک غیر مسلموں کی دیانت داری، پاسداری عہد وغیرہ کا تعلق ہے تو اِس کا بدلہ اُنہیں دنیا میں ہی دے دیا جائے گا۔ اُخروی نجات اور آخرت کے اجر کے لیے اللہ، اُس کے رسولؐ اور اُس کی کتاب پر ایمان لانا لازم ہے۔ یہاں منطقی طور پر ایک سوال پیدا ہوتا ہے کہ وہ لوگ جو خصوصاً مغربی ممالک میں شب و روز کی محنت سے کچھ کماتے ہیں، وہ اِن اسلام دشمن ممالک کو ٹیکس ادا کرکے اور اپنا ہنر اُن کے ہاتھوں بیچ کر اُنھیں ایسی قوت فراہم کرتے ہیں جس سے فائدہ اُٹھاتے ہوئے یہ غیر مسلم فلسطینیوں، افغانیوں، عراقیوں

Marfat.com

اور پاکستان کے قبائلیوں کو تہ تیغ کرتے ہیں۔ آخر وہ آنے والے کل میں اِس کی کیا Justification پیش کریں گے کہ وہ اسلام اور مسلمانوں کے دشمن کو کیوں تقویت پہنچاتے رہے۔ ایک مغربی ملک کے مسلمانوں کے سامنے دو سوال رکھے گئے اور ایک سروے کیا گیا۔ پہلا سوال یہ تھا کہ فرض کریں ایک مکان میں کسی نوعیت کی واضح حرام کاری ہو رہی ہے یا وہاں ڈاکوؤں نے اڈہ بنایا ہوا ہے، لیکن ایک ایسا مسلمان اُس کی سیکورٹی کی ذمہ داری سنبھال لیتا ہے جو تہجد گزار ہے اور تمام مذہبی اُمور آگے بڑھ کر ادا کر رہا ہے اور اُس ملازمت کے صلے میں بڑی اچھی تنخواہ پا رہا ہے تو کیا اُس کی کمائی جائز اور حلال ہے یا حرام ہے۔ دوسرا سوال یہ تھا کہ ایک خوب عملی مسلمان کسی بھی یورپی ملک میں یا امریکہ یا آسٹریلیا وغیرہ میں ریسٹورنٹ کھولتا ہے۔ وہ اپنی کمائی بڑھانے کے لیے حرام اشیا شراب وغیرہ فروخت کرتا ہے تو اُس کی کمائی حرام ہے یا حلال؟ ننانوے فیصد لوگوں نے اُسے حرام قرار دیا۔ اِس کا واضح اور صاف مطلب نکلا کہ لوگ یہ جانتے ہیں کہ اسلام ایسے کاموں کی اجازت نہیں دیتا۔ اِس سے کفر مضبوط و مستحکم ہو رہا ہے۔ اِس سے اللہ اور اُس کا دشمن مستحکم ہو رہا ہے۔ پھر کیا مغرب میں مقیم مسلمان اِس باطل نظام کو مضبوط و مستحکم نہیں کر رہے۔ سوچیے غور کیجیے اور کوئی لائحہ عمل تشکیل دیجیے۔

یاد رکھیے! اسلام اپنا غلبہ چاہتا ہے۔ اسلام اگر غالب نہیں تو دین نہیں اسلامی اقدار کسی باطل نظام کے تحت پھل پھول نہیں سکتی اللہ قرآن پاک میں اپنے بندوں سے یوں مخاطب ہوتا ہے:

ترجمہ: ''اے ایمان والو! اسلام میں پورے کے پورے داخل ہو جاؤ۔''

اسلام میں آدھا تیتر آدھا بٹیر نہیں چلتا۔ اگر آپ مسلمان ہیں تو ایسی اسلامی ریاست قائم کرنے کے لیے جدوجہد کرنا آپ کا دینی فریضہ بنتا ہے، جس کی سیاست اللہ اور رسول ﷺ کے احکامات کے دائرے میں ہو، جس کی معیشت ہر قسم کے سود، سٹے اور جوئے سے پاک ہو۔ ایسی ریاست جہاں اسلام کے معاشرتی ضابطے بدرجہ اولیٰ نافذ ہوں۔ اولاً یہ کوشش اسلامی ممالک میں کی جائیں اور غیر مسلم ممالک میں تبلیغ سے اِس کے لیے زمین ہموار کی جائے۔

☆☆☆

Marfat.com

نوواں باب

اسلام دین ہے یا مذہب؟

محدود تصورِ عبادت

پچھلے اوراق میں یہ بات تکرار کے ساتھ سامنے آ چکی ہے کہ عقیدہ اور فکر کے حوالے سے یہ غلط فہمی کہ اسلام بھی دوسرے مذاہب کی طرح محض ایک مذہب ہے جو عبادات اور اخلاقیات تک محدود ہے، امتِ مسلمہ کی زبوں حالی کا اصل اور حقیقی سبب بنا۔ جس کا منطقی نتیجہ یہ نکلا کہ مسلمانوں کی سوچ فرد اور ذات تک محدود ہو کر رہ گئی۔ حیرت کی بات یہ ہے کہ مارچ 1924ء میں جب ترک نادان نے خلافت کی قبا چاک کی تو دنیا بھر میں ہندوستان کے سوا کہیں احتجاج تک نہ ہوا اور ہندوستان کے مسلمانوں کا احتجاج بھی اِس بنیاد پر نہیں تھا کہ ہماری مرکزیت کو ختم کیا گیا ہے اور ہماری اجتماعیت پر ضرب لگائی گئی ہے، بلکہ لفظ ''خلافت'' سے جذباتی لگاؤ کی وجہ سے تھا۔ اِس حقیقت سے کون واقف نہیں کہ برصغیر کے مسلمانوں کا اسلام سے عملی لگاؤ کم تھا لیکن جذباتی لگاؤ دنیا بھر میں سب سے زیادہ تھا۔ لہٰذا جذبہ جلد سرد پڑ گیا تو بات آئی گئی ہو گئی۔ اب مسلمانوں کا کوئی مرکزی خلیفہ نہ رہا۔ مسلمان اسلامی نظام سے مکمل طور پر دور ہو گئے لیکن چونکہ انفرادی اور اجتماعی زندگی کے لیے نظام ناگزیر ہوتا ہے لہٰذا مسلمانوں نے موجودہ نظامِ باطل میں پناہ لے لینے میں عافیت محسوس کی، جس کا نتیجہ یہ نکلا کہ کوا چلا ہنس کی چال اپنی بھی بھول گیا۔ مغرب نے بھی اِنھیں قبول نہ کیا اور اکثر نے Black People کہہ کر اہلِ مشرق کا نفرت سے ذکر کیا لیکن ہوس زر میں اچھے پڑھے لکھے اور

Marfat.com

ہنر مند لوگ اپنے ممالک کو خیر باد کہہ کر یورپ، آسٹریلیا اور امریکہ وغیرہ پہنچ گئے۔ جب اسلامی ممالک سے ان مذکورہ بالا ممالک کی طرف Brain Drain ہوا تو مسلمان ممالک سائنس اور ٹیکنالوجی کے حوالہ سے مکمل طور پر ان کے محتاج ہو گئے۔ گویا دنیا کے حصول کی لگن میں اور اقامت دین کی جدوجہد ترک کرنے سے مسلمانوں نے اللہ سے اپنے تعلق کو کمزور کر لیا۔ ظاہر ہے یوں اللہ کی مدد سے محروم ہوئے اور دوسری طرف دنیوی علوم میں معیاری دلچسپی نہ لینے سے سائنس اور ٹیکنالوجی میں بھی یورپی اقوام سے پیچھے رہ گئے۔ گویا مسلمان نہ گھر کے رہے نہ گھاٹ کے۔ یہ تمام بحث چونکہ اِس حوالہ سے ہو رہی ہے کہ مسلمانوں نے دین اسلام کو مذہب تک محدود کر دیا۔ لہٰذا ایک قاری کو مذہب اور دین میں فرق سمجھانے کی ضرورت ہے۔ مذہب کے بارے میں یہ بات آ چکی ہے کہ مروجہ مفہوم میں یہ مراسم عبودیت ہیں جنھیں آسان الفاظ میں پوجا پاٹ کہتے ہیں، لیکن دین سے مراد کیا ہے اِسے پاکستان کے معروف اسلامی سکالر ڈاکٹر اسرار احمدؒ نے بہترین انداز میں بیان کیا ہے۔ وہ لکھتے ہیں:

لفظ ''دین'' پر توجہ مرکوز کیجئے، عربی لغت میں یہ بدلے اور اطاعت کے لیے آتا ہے۔ اس کا بنیادی مفہوم بدلہ اور جزا و سزا ہے۔ (جو لامحالہ نیکی کا بدلہ جزا کی صورت میں ہوگا اور بدی کا سزا کی شکل میں)۔ سورۃ فاتحہ میں، جو اساس القرآن اور اُم القرآن ہے یہ لفظ اسی معنی میں زیادہ ہے۔ ملک یوم الدین کا مطلب ہے بدلے کے دن کا مالک، جزا اور سزا کے دن کا مالک۔ بدلہ اور جزا و سزا کے مفہوم سے اب یہ لفظ ذرا اوپر اُٹھتا ہے۔ جزا و سزا کے ساتھ لازم و ملزوم ہے کوئی قانون، کوئی ضابطہ ہو جس کی پابندی کی جائے تو جزا ملے، خلاف ورزی کی جائے تو سزا ملے۔ قرآن حکیم میں ابتدائی سورتوں میں یہ لفظ بغیر کسی اضافی یا توصیفی ترکیب کے اپنی سادہ ترین صورت میں بدلے اور جزا اور سزا ہی کے معنی میں استعمال ہوا ہے۔ جیسے: ''تم نے دیکھا جو جھٹلاتا ہے جزا اور سزا کو۔'' (الماعون:1) ''تو اس کے بعد کیا چیز آمادہ کرتی ہے تجھے جزا اور سزا کے جھٹلانے پر۔'' (التین:7) ''کوئی نہیں، بلکہ تم جھٹلاتے ہو جزا اور سزا کو۔'' (الانفطار:9)

مزید براں ''دین'' اطاعت کے معنی میں بھی استعمال ہوا ہے۔ بالآخر اس نے نظام

Marfat.com

اطاعت کی صورت اختیار کرلی۔ جس کی اضافت حقیقی تو اس ذات کی طرف ہوتی ہے جسے مطاع Sovereign مان کر نظام زندگی کا تفصیلی ڈھانچہ اور ضابطہ تیار کیا گیا ہو جیسے سورۃ یوسف میں فرمایا:

﴿کَذٰلِکَ کِدْنَا لِیُوْسُفَ ؕ مَا کَانَ لِیَاْخُذَ اَخَاہُ فِیْ دِیْنِ الْمَلِکِ﴾

''اس طرح ہم نے تدبیر کر دی۔ یوسف کے لیے ورنہ بادشاہ کے قانون کی رُو سے وہ مجاز نہ تھے کہ اپنے بھائی کو روک سکتے۔''

(آیت:76)

گویا مصر کے اس دور کے رائج نظام ملوکیت کو جس میں مطاع (Sovereign) کی حیثیت بادشاہ کو حاصل تھی، قرآن حکیم دین الملک سے تعبیر کرتا ہے اور ٹھیک اسی مفہوم میں قرآن مجید نے استعمال کیے ہیں، ''دین الملک'' کے الفاظ سورۃ النصر میں۔ گویا حضورﷺ کی بیس سال سے زائد جدوجہد کے نتیجے میں جب عرب میں یہ صورتِ حال پیدا ہوگئی کہ اللہ ہی کو مطاع مطلق مان لیا گیا اور لوگ جوق در جوق اس کے نظام اطاعت میں داخل ہوتے چلے گئے تو اس وقت قرآن مجید نے دین اللہ کے الفاظ سے تعبیر کیا اور اس اعتبار سے دیکھا جائے تو ہرگز غلط نہ ہوگا اگر دور جدید کے محبوب ومقبول طرز کی حکومت یعنی جمہوریت کو جس میں غلط یا صحیح بہرحال نظری طور پر حاکمیت کے حامل قرار دیئے جاتے ہیں جمہور تعبیر کیا جائے، دین الجمہور کے الفاظ سے۔

حاصل کلام یہ ہے کہ دین الحق سے مراد ہے، دین اللہ، یعنی وہ نظام جو اللہ کی اطاعت کی بنیاد پر قائم ہو۔ اس نظام میں مطاع مطلق انسان نہیں ہے بلکہ اللہ تعالیٰ ہے۔ دین اللہ یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کی حاکمیت کی بنیاد پر پورا نظام زندگی قائم ہو جائے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿وَقَاتِلُوْھُمْ حَتّٰی لَا تَکُوْنَ فِتْنَةٌ وَّیَکُوْنَ الدِّیْنُ کُلُّهٗ لِلّٰهِ ۚ﴾

''اور ان سے جنگ کرتے رہو یہاں تک فتنہ ختم ہو جائے اور دین کُل کا کُل اللہ کے لیے ہو جائے۔'' (الانفال:39)

Marfat.com

سورۃ آلِ عمران کی آیات نمبر 20-18 اور 87-85 میں دین اور مذہب کے حوالے سے ایک عظیم حقیقت بیان ہو رہی ہے۔ اسلام اصولی طور پر دین ہے صرف مذہب نہیں ہے۔ ان آیات کی روشنی میں ایک بات منفی انداز میں سامنے آئی ہے یعنی جو کوئی اسلام کے سوا کسی دوسرے کے دین کو اختیار کرے گا تو اس سے یہ قبول نہیں کیا جائے گا۔ (آل عمران 85) یعنی اگر کوئی اسلام کو بحیثیت دین نہیں بلکہ عقیدے کے طور پر بھی اختیار کرے گا تو وہ بھی اللہ تعالیٰ کے ہاں قبول نہیں ہوگا اور وہ آخرت میں خسارہ پانے والوں میں ہوگا یعنی ناکام و نامراد ٹھہرے گا۔ (آل عمران 85)

ان آیات مبارکہ کی روشنی میں وہ لوگ جو ایمان کے مدعی ہیں اور اسلام دین کے بجائے ایک ٹائیٹل یا عقیدے یا علامت کے طور پر اختیار کریں یا محض اس بات پر فخر ہو کہ ہم امت محمدیہ ہیں۔ ایسا طرزِ عمل اختیار کرنے والوں کے بارے میں قرآن کا فیصلہ یہ ہے کہ یہ وہ لوگ ہیں جس کی سزا یہ ہے کہ ان پر لعنت ہے۔ اللہ کی، فرشتوں کی اور تمام انسانوں کی (آل عمران 87)

یہ بات ذہن نشین رہے کہ اگر آپ اسلام کو مذہب بنا دیں تو یہ دس مذاہب کے ساتھ شامل ہو سکتا ہے۔ اگر نظام ہے تو دو نظام ایک زمین پر نہیں ہو سکتے ہیں۔ یہ ناممکنات میں ہے۔ (بحوالہ دین اور مذہب میں فرق، ڈاکٹر اسرار احمد)

حقیقت یہ ہے کہ اصل فتنہ پرداز تو ابلیس ہے، اسی لیے اُس کی انسان دشمنی کو اللہ رب العزت اپنے کلام پاک میں بار بار دہراتا ہے لیکن ظاہر ہے ابلیس نے انسانوں کو صراطِ مستقیم سے دور کرنے اور گمراہ کرنے کے لیے انسانوں ہی سے کام لینا ہے۔ یہودیوں کی تاریخ کا مطالعہ کریں تو بڑی آسانی سے اِس نتیجہ پر پہنچا جا سکتا ہے کہ دنیا میں فتنہ پروری کے لیے یہودیوں نے ابلیس کے ایجنٹ کا رول ادا کیا۔ دجالی تہذیب کو دنیا کے کونے کونے میں روشناس کرانا ابلیس کے ایجنڈے میں چونکہ سرفہرست ہے لٰہذا یہودیوں کا اس وقت دنیا بھر میں غیر معمولی طور پر متحرک ہونا سمجھ میں آنے والی بات ہے۔ حیرت کی بات ہے کہ دورِ ابلیسیت کو جس طرح پون صدی پہلے علامہ اقبال نے سمجھا اور امتِ مسلمہ تک اپنی اِس فکر کو

Marfat.com

پہنچایا۔ آج جب کہ ابلیسیت اپنے عروج پر ہے، مسلم دانشور اُسے اُس انداز میں سمجھنے سے قاصر ہیں۔ ہم نے اقبال اور دورِ ابلیسیت کے عنوان سے تنظیم اسلامی پاکستان کے امیر حافظ عاکف سعید کی ایک تحریر کتاب میں شامل کی ہے، تاکہ ابلیسیت کے مظاہر قارئین کے سامنے آسکیں۔

☆☆☆

Marfat.com

دسواں باب

اقبال اور دورِ ابلیسیت

تخلیق آدم سے لے کر آج تک کوئی دور ایسا نہیں آیا جس میں ابلیس نے اپنی شکست تسلیم کی ہو اور وہ اپنے اس چیلنج سے دست کش ہو گیا ہو جو اس نے اللہ کو دیا تھا۔ ایک لمحے کے لئے بھی اس نے اپنی ہار اور شکست تسلیم نہیں کی۔ وہ مسلسل سرگرم عمل ہے۔ سورۃ الاعراف کی آیت 16 میں ابلیس کے اس چیلنج کا ذکر ہے کہ:

﴿قَالَ فَبِمَآ اَغْوَيْتَنِيْ لَاَقْعُدَنَّ لَهُمْ صِرَاطَكَ الْمُسْتَقِيْمَ ○﴾

''(پروردگارا!) میں تیری صراط مستقیم پر لازماً گھات لگا کر بیٹھوں گا (اور تیرے بندوں کو تیرے راستے سے برگشتہ کروں گا)۔''

پھر اس کے لئے اس نے مہلت بھی مانگی کہ:

ترجمہ: ''قیامت تک کے لئے مجھے مہلت عطا فرما۔''

سورۃ ص: 82 میں ابلیس کے یہ الفاظ نقل ہوئے ہیں:

﴿قَالَ فَبِعِزَّتِكَ لَاُغْوِيَنَّهُمْ اَجْمَعِيْنَ ○﴾

''پروردگار! تیرے جلال کی قسم ہے میں ان سب کو گمراہ کر کے چھوڑوں گا۔''

چنانچہ ابلیس کی اِن ظاہری فتوحات کا سلسلہ کبھی ختم نہیں ہوا، ہاں وقتی طور پر نوع انسانی کا ایک جزوی حصہ تقریباً ہر دور میں اسے شکست دینے میں کامیاب رہا ہے لیکن اس کی عمل داری تخلیق آدم سے لے کر آج تک کسی نہ کسی شکل میں چلی آ رہی ہے اور قیامت تک جاری

Marfat.com

رہے گی۔تاہم یہ بات بلاخوف تردید کہی جاسکتی ہے کہ آج فیصلہ کن طور پر ابلیس کا غلبہ ہے اور وہ محض دنیاداروں پر نہیں بلکہ اہل مذہب اور اہل اللہ ہونے کے دعویداروں پر غالب ہے، الا ماشاءاللہ۔اسی کا دوسرا نام دجالی دور ہے۔

دورِ ابلیسیت کو سمجھنے کے لئے پہلے یہ دیکھنا ہوگا کہ ابلیسیت سے کیا مراد ہے؟

ابلیس کا اصل چیلنج چونکہ یہ تھا کہ میں نوع انسانی کو صراط مستقیم سے برگشتہ کروں گا، لہٰذا اس حوالے سے ابلیسیت کی حقیقت کو سمجھنا آسان ہے۔ جو بھی چیز صراط مستقیم یعنی آسمانی ہدایت سے ہٹی ہوئی ہو وہ ابلیسیت کا مظہر ہے۔ خواہ اس کا تعلق فکر سے ہو یا عمل سے، نظریئے سے ہو یا عقیدے سے، انفرادی معاملات سے ہو یا اجتماعی معاملات سے۔ ہدایتِ ربانی سے گریز کی ہر صورت ابلیسیت ہی کی مظہر ہے۔ اسی طرح اللہ تعالیٰ کی معین کردہ صراط مستقیم سے متصادم کوئی بھی چیز خواہ وہ عقل و دانش کے مرعوب کن عنوان کے تحت ہو یا فلسفے اور نظریات کی صورت میں، وطن پرستی کے خوشنما عنوان سے ہو یا جمہوری آزادی کے دلفریب نعرے کی بنیاد پر، سیکولرازم کے خوش کن عنوان کے تحت ہو یا اباحیت پرستی کے پُرکشش نعرے کی صورت میں، یہ سب ابلیسیت ہی کی شکلیں ہیں۔ کلام اقبال کا بغور مطالعہ کیا جائے تو پتہ چلتا ہے کہ اقبال نے ابلیس کو غیر معمولی اہمیت دی ہے اور اس کا سبب بھی بآسانی سمجھ میں آتا ہے۔ اقبال دور حاضر کے عظیم ترین ترجمان القرآن ہیں اور قرآن مجید میں ابلیس کو غیر معمولی اہمیت دی گئی۔ قصہ آدم و ابلیس قرآن حکیم میں سات مرتبہ دہرایا گیا ہے۔ اسی کا عکس اقبال کے کلام میں نظر آتا ہے۔ سورۂ فاطر کی آیت 6 میں سختی کے ساتھ تاکید ہے۔

﴿ اِنَّ الشَّيْطٰنَ لَكُمْ عَدُوٌّ ﴾

ترجمہ: ''اے انسانو! یہ شیطان تمہارا دشمن ہے''

یہاں جھنجوڑا جا رہا ہے کہ یہ جو قرآن میں ابلیس کا ذکر بہ تکرار ہو رہا ہے اور بار بار اس کی دشمنی کا حوالہ آیا ہے تو جان لو کہ یہ کوئی خیالی و وہمی یا تخیلاتی و تصوراتی قسم کی بات نہیں ہے بلکہ حقیقت ہے۔ چنانچہ فرمایا گیا:

Marfat.com

﴿اِنَّ الشَّیْطٰنَ لَكُمْ عَدُوٌّ فَاتَّخِذُوْهُ عَدُوًّا ط﴾

ترجمہ: ''یہ شیطان تمہارا دشمن ہے تو اسے اپنا دشمن ہی سمجھو''۔

اسے اپنے رقیب کا درجہ دو اور اس کی مخالفت پر کمر بستہ ہو جاؤ۔ اسی طرح فرمایا گیا:

ترجمہ: ''دیکھو کہیں یہ سب سے بڑا دھوکے باز (شیطان) تمہیں اللہ کے بارے میں دھوکے اور فریب میں مبتلا نہ کر دے۔''

کہیں تمہاری آنکھوں پر فریب کا پردہ ڈال کر تمہیں حقائق سے غافل نہ کرنے پائے۔ اس اعتبار سے اقبال نے ابلیس کی اہمیت کو سمجھا اور بڑی خوبصورتی کے ساتھ اس کی فریب کاری کا پردہ چاک کیا۔ اقبال اپنے بارے میں خود یہ بات فرماتے ہیں کہ مظاہر کے پردے کو چیر کر وجود کی حقیقت تک ان کی رسائی تھی۔ ع ''گاہ میری نگاہِ تیز چیر گئی دلِ وجود''۔ یہ امر واقعہ ہے کہ ان کی زندگی میں ایسے غیر معمولی لمحات آتے تھے۔ انہیں اللہ نے یہ خاص وصف عطا کیا تھا۔ بلاشبہ وہ حقیقت بین نگاہ کے مالک تھے۔

می شود پردهٔ چشم پر گاہے گاہے

دیده ام ہر دو جہاں را بہ نگاہے گاہے

یعنی کبھی ایسے لمحات بھی آتے ہیں کہ میری آنکھ کا پردہ اتنا باریک ہو جاتا ہے اور نظر میں اتنی تیزی آ جاتی ہے کہ میں دونوں جہان ایک نگاہ میں دیکھ لیتا ہوں۔ چنانچہ انہوں نے جیسے اشتراکیت کا پردہ چاک کیا یہ انہی کا حصہ تھا۔ فرماتے ہیں۔

زمامِ کار اگر مزدور کے ہاتھوں میں ہو پھر کیا!

طریقِ کوہ کن میں بھی وہی حیلے ہیں پرویزی

اسی طریقے سے ابلیس کے ہتھکنڈوں کو بھی انہوں نے بڑی خوبصورتی سے نمایاں کیا ہے۔ چنانچہ ابلیس کے ایک مشیر کی زبان سے کہلوایا ہے کہ آج صوفی و ملا بھی درحقیقت ابلیسی نظام ہی کا حصہ بنے ہوئے ہیں۔ ہمیں احساس ہی نہیں کہ ابلیس کس طریقے سے ہماری صفوں کے اندر سرایت کیے ہوئے ہے۔ ابلیس کا ایک مشیر کہتا ہے۔

Marfat.com

یہ ہماری سعیِ پیہم کی کرامت ہے کہ آج

صوفی و ملا ملوکیت کے بندے ہیں تمام

ابلیسیت کے مظاہر میں سب سے بڑا مظہر انسان کو اللہ کے مقابلے میں ایک باغی کی حیثیت سے لا کھڑا کرنا ہے۔ ملوکیت سے مراد کسی شخص کا یہ دعویٰ کرنا ہے کہ سیاسی حوالے سے کُل اختیار اور بالادستی میرے پاس ہے جبکہ اقبال کہہ رہے ہیں کہ ؎

سروری زیبا فقط اس ذاتِ بے ہمتا کو ہے

حکمراں ہے اک وہی باقی بُتانِ آزری

اس حوالے سے ملوکیت بھی اپنی اصل کی اعتبار سے بہت بڑا شرک ہے۔ اسی طرح جمہوریت بھی اگر وہ اسلام کی حدود سے آزاد ہو تو بہت بڑا شرک ہے، اس لئے کہ اس میں سروری اللہ کے لئے نہیں ہے بلکہ جمہور کے لئے ہے۔ صوفی و ملا کو یہ معلوم ہی نہیں کہ دنیا میں کیا ہو رہا ہے، اقوام عالم کس بڑے شرک میں مبتلا ہیں؟ شرک آج غیر محسوس طریقے پر مادہ پرستی اور وطن پرستی کی صورتوں میں جلوہ گر ہو رہا ہے۔ جبکہ اقبال کی نگاہ تیز نے اس بات کو دیکھا اور پہچانا۔ بلاشبہ اللہ نے انہیں ''براہیمی نظر'' عطا فرمائی تھی ؎

براہیمی نظر پیدا مگر مشکل سے ہوتی ہے

ہوس چھپ چھپ کے سینوں میں بنا لیتی ہے تصویریں

اس دور میں ابلیسیت کے مظاہر میں سب سے بڑا مظہر یہ ہے کہ ابلیس نے پورے کرۂ ارض پر فرعونیت کو ایک نظام کی صورت میں غالب کر دیا ہے۔ پہلے ابلیس عام طور پر افراد کو شکار کرتا تھا لیکن اب چونکہ اجتماعیت کا دور ہے، لہٰذا اجتماعی اعتبار سے ابلیس نے یہ غلبہ ''نیو ورلڈ آرڈر'' کی صورت میں حاصل کر لیا ہے جس کا نعرہ آج امریکہ نے لگایا ہے جو ''سول سپریم پاور آف ارتھ'' ہے۔ اصل کے اعتبار سے اگر دیکھا جائے تو یہ نیو ورلڈ آرڈر، جیو ورلڈ آرڈر ہے۔ لیکن درحقیقت یہ سب سے بڑا ابلیسی نعرہ ہے۔ اللہ کے خلاف سب سے بڑی بغاوت ہے۔ نیو ورلڈ آرڈر دراصل فرعونیت اور قارونیت کا مجموعہ ہے۔ یہ

Marfat.com

بدترین استحصالی نظام ہے۔ایسے نظام میں ایک عام انسان کا اللہ کی توحید اور اللہ کی بندگی پر قائم رہ جانا انتہائی مشکل بلکہ تقریباً ناممکن ہے۔اسی کا نام دجالیت ہے۔احادیث کی رُو سے دجالی فتنے کے دور میں کسی شخص کا ایمان پر قائم رہنا اتنا ہی مشکل ہو گا جیسے اپنی ہتھیلی پر انگارے رکھ کر اسے برداشت کرنا۔دوسرا کام جو ابلیس نے اس دور میں کیا ہے اور جس سے اس کی بالادستی ثابت ہوئی ہے وہ انسان کو شرف انسانیت سے محروم کرنا ہے۔اس کے لئے اس نے دو طریقے اختیار کئے ہیں۔ایک سود دوسرے مادر پدر آزادی۔سود کی حقیقت کو بھی اقبال نے خوب سمجھا۔فرماتے ہیں ؎

از ربٰو جان تیرہ دل چوں خشت و سنگ

آدمی درندہ بے دندان و چنگ

یعنی سود خوری کے نتیجے میں انسان کا باطن تاریک اور اس کا دل اینٹ اور پتھر کی طرح ہو جاتا ہے اور سود خور شخص ایک ایسے درندے کی مانند ہے جس کے دانت اور پنجے نہ ہوں۔سود کے ذریعے سے معیشت میں تقسیم دولت کا نظام ایسی غلط بنیادوں پر استوار ہوتا ہے کہ جس کے نتیجے میں ایک طرف دولت کا ارتکاز جبکہ دوسری طرف محرومی جنم لیتی ہے۔اس کا سب سے بڑا مظہر آج ہمارا اپنا معاشرہ ہے کہ جس کا ایک بڑا حصہ نہایت تیزی کے ساتھ غربت کی لکیر (Poverty line) سے نیچے جا رہا ہے۔پاکستان میں رفتہ رفتہ مڈل کلاس ختم ہو رہی ہے۔ایک طرف محرومی بڑھ رہی ہے، دوسری طرف ارتکاز دولت بڑھ رہا ہے۔فقر کی ایک انتہا انسان کو کفر تک پہنچا دیتی ہے جبکہ ارتکاز دولت کی صورت میں انسان کی حیوانیت اس پر غالب آ جاتی ہے اور وہ اشرف المخلوقات کی صفات سے عاری ہو کر درندے کی صورت اختیار کر لیتا ہے۔ابلیس نے انسان کو اس کے مقام سے گرانے کے لئے جو دوسرا طریقہ اختیار کیا ہے وہ آزادی کے نام پر فحاشی اور عریانی کا فروغ ہے۔وہ اپنے اصل کام یعنی انسان کے جسم سے لباس اتروانے اور اسے شرم و حیا کے پاکیزہ جذبات سے محروم کرنے میں کامیاب رہا ہے۔نتیجہ یہ ہے کہ آج انسان اخلاقیات اور معاشرتی اقدار میں

Marfat.com

بالکل حیوان کی سطح پر آ چکا ہے۔ چنانچہ اس طرح ابلیس نے آدمی کو انسانیت کے اعلیٰ وارفع مقام سے گرا کر اپنی فوقیت کو ثابت کیا ہے۔ ایک اور حقیقت جسے اقبال نے نوٹ کیا تھا وہ یہ کہ اس وقت ابلیس کے سب سے بڑے ایجنٹ اور آلہ کار یہود ہیں۔ جنہوں نے نہایت شاطرانہ انداز میں بینکنگ کے نظام کے ذریعے پورے یورپ کو اپنے معاشی چنگل میں جکڑ لیا ہے۔ فرماتے ہیں۔

این بنورک' این فکر چالاک یہود
نُور حق از سینۂ آدم ربود!

چنانچہ پچھلی صدی کے اوائل ہی میں انہوں نے اس حقیقت کو بے نقاب کر دیا تھا کہ ع

فرنگ کی رگِ جاں پنجۂ یہود میں ہے

اور وہ چیز اب بالکل عیاں ہو کر سامنے آ گئی ہے۔ اُس وقت تو وہ مشاہدے پر مبنی ایک خیال تھا لیکن وہ خیال اب واقعتاً کھل کر ایک حقیقت کا روپ دھار چکا ہے۔ یہود اور ابلیس میں جو چیز قدر مشترک ہے، اس کو اگر پہچان لیا جائے تو دور ابلیسیت کی اصلیت سمجھ میں آ جائے گی۔ ابلیس کا اصل مسئلہ کیا تھا؟ جب اسے حضرت آدمؑ کے سامنے سجدہ کرنے کا حکم دیا گیا تو اس نے کہا کہ:

ترجمہ: ''میں اس سے بہتر ہوں' تو نے مجھے آگ سے پیدا کیا جبکہ اسے مٹی سے پیدا کیا۔''

لہٰذا میں بلند تر ہوں اور اس کو سجدہ نہیں کر سکتا۔ اس تکبر کی بنا پر وہ اپنے مقام سے گرا اور مردود اور ملعون قرار پایا۔ اس کے سینے میں آدمؑ کے خلاف حسد کی آگ بھڑک اٹھی تھی۔ تبھی اس نے کہا کہ میں انسانوں کو گمراہ کر کے چھوڑوں گا۔ جہنم میں خود تو جاؤں گا ہی، اس کو انسانوں سے بھی بھروں گا۔ یہ اس کا چیلنج تھا کہ انہیں بھی ساتھ لے کر جاؤں گا کہ جن کی وجہ سے میں اس مقام سے محروم کر دیا گیا ہوں۔ قصہ آدم کو رنگیں کر گیا کس کا لہو؟

''جبریل و ابلیس'' کے عنوان کے تحت ایک مکالمے کے انداز میں اقبال نے بڑی خوبصورتی سے اس بات کو واضح فرمایا ہے کہ ابلیس کے نزدیک جنت سے اسے نکالے جانے

Marfat.com

کا ذمہ دار آدم ہے، لہٰذا اس کے خلاف ایک حسد اور جوش انتقام ابلیس کے دل میں موجود ہے۔ بعینہٖ یہ مسئلہ یہود کا بھی ہے۔ آنحضور ﷺ کی بعثت کے بعد وہ بھی اسی قسم کی آزمائش سے دوچار ہوئے جس سے شیطان یا عزازیل حضرت آدمؑ کو سجدہ کرنے کا حکم ملنے پر ہوا تھا۔ یہود نے آنحضور ﷺ کو اچھی طرح پہچاننے اور یہ جاننے کے باوجود کہ یہی وہ آخری نبی ہیں جن کے بارے میں پیشین گوئیاں ان کی الہامی کتابوں میں موجود ہیں، آنحضور ﷺ کی رسالت کو تسلیم کرنے سے انکار کر دیا تھا۔ ان کا مسئلہ بھی عصبیت، تکبر اور نسلی برتری کا تھا۔ بنی اسرائیل کا کہنا تھا کہ جب گزشتہ دو ہزار سال کے دوران تمام انبیاء اور رسول ہمارے قبیلے اور ہماری نسل میں مبعوث ہوئے، تمام آسمانی کتابوں کا نزول ہمارے ہاں ہوا تو اب یہ کیسے ممکن ہے کہ ہم آخری نبی کو مان کر بنو اسماعیل کی برتری کو تسلیم کر لیں۔ چنانچہ ان کا تکبر سدِ راہ بنا۔ پھر جب وہ ملعون قرار دیئے گئے، مغضوب علیھم قرار پائے اور بنو اسماعیل اس عظیم منصب پر فائز کر دیئے گئے جو اس سے قبل یہود کو حاصل تھا تو حسد کی آگ ان کے سینوں میں بھڑک اٹھی۔ مسلمانوں کے خلاف یہ آگ آج بھی دہک رہی ہے۔ چنانچہ جو آخری معرکہ ہے، وہ اقبال کے نزدیک بھی اصل میں اسلام اور ابلیسیت کے مابین ہوگا۔ اس وقت پورے روئے ارضی پر ابلیس کے سب سے بڑے ایجنٹ یہود ہیں۔ اس امر میں کوئی شک نہیں ہے۔ نیو ورلڈ آرڈر کا نعرہ اسی سلسلے کی ایک کڑی ہے۔ آج امریکہ پوری طرح یہود کی گرفت اور ان کے شکنجے میں ہے۔ اس طرح پوری دنیا میں سودی نظام کو بھی یہود ہی نے رائج کیا۔ مغرب میں فحاشی اور عریانی کے فروغ میں بھی یہود کا ہاتھ ہے۔ شیطان کے اصل ایجنٹ اس وقت یہی ہیں اور قیامت سے قبل حق و باطل کا جو آخری معرکہ ہونا ہے ؎

ستیزہ کار رہا ہے ازل سے تا امروز
چراغ مصطفویؐ سے شرار بولہبی

اس میں مسلمانوں کے مقابلے میں یہود اور ان کے وہ حلیف شریک ہوں گے جن کی رگ جان ان کے پنجے میں ہے۔ وہ تمام قوتیں ایک طرف ہوں گی جبکہ دوسری طرف صرف مسلمان ہوں گے۔ اس آخری معرکہ کا وقت یقیناً بہت قریب ہے۔ اقبال نے اسے معرکۂ روح و بدن

Marfat.com

قرار دیا ہے۔اس آخری معرکے کے حوالے سے اقبال نے اُمت کو بہت امید افزا پیغام دیا ہے جس سے اندازہ ہوتا ہے کہ وہ صرف ترجمان القرآن ہی نہیں بلکہ ترجمان حدیث بھی تھے۔ صحیح احادیث میں یہ واضح پیشین گوئی ہے کہ قیامت سے قبل آخری فتح اسلام کی ہوگی اور یہ دین پورے کرہ ارض پر اسی شان سے قائم و غالب ہوگا جیسے آنحضور ﷺ کے دور میں جزیرہ نمائے عرب پر قائم تھا۔ چنانچہ ''ابلیس کی مجلس شوریٰ'' واقعتاً اس اعتبار سے پڑھنے کے لائق ہے کہ اس کے ذریعے موجودہ دور کے اصل مسائل اور فتنہ انگیزیاں بھی نمایاں ہوتی ہیں اور اسلام کا اصل پیغام بھی سامنے آتا ہے۔ آج کے صوفی و ملا کی غالب اکثریت اسلام کی روح اور اصل حقیقت سے بہت دور ہے۔ اصل اسلام جس سے ابلیس کو خطرہ ہے، وہ اقبال نے اسی کی زبان سے کہلوایا ہے۔

ہے اگر مجھ کو خطر کوئی تو اس اُمت سے ہے
جس کی خاکستر میں ہے اب تک شرارِ آرزو
خال خال اس قوم میں اب تک نظر آتے ہیں وہ
کرتے ہیں اشکِ سحرگاہی سے جو ظالم وضو
جانتا ہے، جس پہ روشن باطنِ ایام ہے
مزدکیت فتنۂ فردا نہیں، اسلام ہے

یعنی ابلیس کے نزدیک اصل فتنہ وہ اشتراکیت نہیں، جس کا اس دور میں بڑا چرچا تھا ، بلکہ اسے حقیقی اندیشہ اسلام سے ہے۔

عصرِ حاضر کے تقاضاؤں سے ہے لیکن یہ خوف
ہو نہ جائے آشکارا شرعِ پیغمبر کہیں

شرع پیغمبر کی جو تفصیل اقبال نے ''ابلیس کی مجلس شوریٰ'' میں بیان کی ہے۔ اس سے اندازہ ہوتا ہے کہ دین کا صحیح اور وسیع تر فکر علامہ اقبال پر کس درجے منکشف تھا۔ چنانچہ اس پہلو سے ان کا آخری پیغام یہ ہے کہ فیصلہ کن غلبہ بالآخر ابلیس کو نہیں بلکہ حق کی قوتوں ہی کو ہوگا۔

Marfat.com

آسماں ہو گا سحر کے نور سے آئینہ پوش
اور ظلمت رات کی سیماب پا ہو جائے گی
پھر دلوں کو یاد آ جائے گا پیغامِ سجود
پھر جبیں خاکِ حرم سے آشنا ہو جائے گی

یعنی ہم اللہ کی جس بندگی کو بھلا چکے ہیں، وہ پھر یاد آئے گی۔

آنکھ جو کچھ دیکھتی ہے، لب پہ آ سکتا نہیں
محوِ حیرت ہوں کہ دنیا کیا سے کیا ہو جائے گی
شب گریزاں ہو گی آخر جلوۂ خورشید سے
یہ چمن معمور ہو گا نغمۂ توحید سے

☆☆☆

Marfat.com

گیارہواں باب

ابلیس کی حقیقت

ابلیس جس کو شیطان کہا جاتا ہے وہ فرشتہ نہیں تھا بلکہ جن تھا۔ حضرت ابن عباسؓ فرماتے ہیں: ابلیس فرشتوں کے ایک قبیلہ میں سے تھا جنہیں جن کہتے ہیں اور آگ سے پیدا ہوا تھا۔

ابلیس اور شیطان ان دونوں کے لغوی معنی مندرجہ ذیل ہیں۔

ابلیس یعنی تباہ کرنے والا جبکہ شیطان کے معنی ہیں رکاوٹ ڈالنے والا۔ یہ عربی کا لفظ ہے جو شطن سے اخذ کیا گیا ہے جس کے معنی ہیں مخالفت کرنا، رکاوٹ ڈالنا، دور کرنا۔ شیطان کی جمع شیاطین ہے۔ شیطان انسان کا ازلی دشمن ہے۔ اسے انسان کی تباہی اور بربادی میں سکون ملتا ہے۔ اس کی فطرت اور طبیعت میں بنی نوع انسان سے دوری اور اس کی شدید مخالفت ہے۔ علاوہ ازیں یہ اپنے فسادانگیز طریقوں کی وجہ سے ہر خیر وحق، بھلائی، سچائی اور توحید سے دور رہتا ہے اور ان تمام کا مخالف اور دشمن ہے۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

﴿وَكَذٰلِكَ جَعَلْنَا لِكُلِّ نَبِيٍّ عَدُوًّا شَيٰطِيْنَ الْاِنْسِ وَالْجِنِّ﴾

''اور اسی طرح سے ہم نے انسانوں اور جنوں میں شیاطین ہر نبی کے دشمن بنائے۔'' (الانعام:112)

جیسا کہ اُوپر حوالہ دیا گیا ہے کہ یہ آگ سے بنا ہے لیکن فرشتوں کے ساتھ ملا جلا رہتا تھا۔ ابلیس فرشتوں کے ایک قبیلہ میں سے تھا جنہیں جن کہتے ہیں جو آگ کے شعلوں سے پیدا ہوئے تھے۔ اس قبیلے کے سوا باقی فرشتے سب کے سب نوری ہیں۔

Marfat.com

ابلیس کا تعارف قدیم ہے۔ ہر مذہب اور عقیدہ میں خیر و شر، حق اور باطل، نیکی اور بدی کا عقیدہ موجود ہوتا ہے اور برائی کی طرف راغب کرنے والی طاقت کو شیطان کے نام سے ہی جانا بھی جاتا ہے اگرچہ ہر عقیدے میں ''شیطان'' کا تصور مختلف ناموں سے منسوب ہے۔ قرآن کریم نے ابلیس اور شیطان کو ایک ہی سکے کے دو رُخ اور ایک حقیقت کے دو پہلو قرار دیا ہے۔

ابلیس کیا ہے؟

ابلیس دربارِ خداوندی میں بہت مقرب، بڑے بڑے بلند درجات اور مراتب سے سرفراز رہا ہے۔ اجتہاد اور علم میں بہت بڑا تھا، اسی وجہ سے دماغ میں رعونت تھی۔ حضرت ابن عباسؓ فرماتے ہیں کہ ابلیس شریف فرشتوں میں سے تھا اور بزرگ قبیلے کا تھا۔ آسمان کا بادشاہ اور زمین کا سلطان تھا۔ اللہ کے عطا کردہ اختیارات کی وجہ سے ساتوں آسمان تک رسائی ملی ہوئی تھی۔ قدیم کتابوں میں اس کے متعلق لکھا ہوا ہے کہ ابلیس چالیس ہزار سال تک جنت کا خزانچی، اسی ہزار برس تک ملائکہ کا ساتھی، تیس ہزار سال تک مقربین کا سردار اور چودہ ہزار سال تک عرش کا طواف بھی کرتا رہا ہے۔ واضح رہے ہر آسمان پر اس کا نام مختلف تھا۔ پہلے آسمان میں عابد، دوسرے میں زاہد، تیسرے میں عارف، چوتھے میں ولی، پانچویں، چھٹے ساتویں میں تقی، خازن اور عزازیل تھا۔ قرآن کریم میں ابلیس کا تعارف تقریباً 29 آیات میں موجود ہے۔

ابن جریر طبری نے اپنی تفسیر میں ابلیس کا ذکر حضرت عبداللہ بن عباسؓ کے حوالے سے کیا ہے جس کا ذکر اسرار عالم نے اپنی کتاب دجال نمبر 1 صفحہ 203 میں کیا ہے۔ اس کے علاوہ تفسیر ابن کثیر میں بھی اس کا ذکر ہے۔

زمین میں پہلے جنات رہتے تھے۔ اُنھوں نے فساد، خونریزی کی۔ بعض نے دوسروں کو قتل کیا، چنانچہ اللہ تعالیٰ نے ابلیس کو ان کی طرف فرشتوں کا لشکر دے کر بھیجا۔ انہی کو جن کہا جاتا تھا۔ چنانچہ ابلیس نے اپنی حکمتِ عملی سے تمام جنوں کو قتل کر دیا اور جو بچ گئے، انہوں

Marfat.com

نے سمندر کے جزیروں اور پہاڑ کے دامن میں پناہ لی تھی۔عزائیل (ابلیس) نے جب یہ کام کردیا تو اس کا لقب ابلیس ہوگیا یعنی تباہ کردینے والا۔

اسی دوران ایک واقعہ پیش آیا جس نے پورے منصوبہ ربانی میں فیصلہ کن موڑ پیدا کر دیا۔حضرت ابن عباسؓ فرماتے ہیں کہ ابلیس کے دل میں تکبر وغرور سما گیا کہ ''میں'' نے وہ کام کیا جو کسی اور سے نہ ہوسکا چونکہ دل کی اِس مغروریت کا اور خودی کا بھید اللہ تعالیٰ کو ہی تھا۔اللہ نے ملائکہ سے ابلیس کے دل کی مغروریت کا ذکر نہیں کیا اور فرمایا کہ میں زمین میں اپنا خلیفہ پیدا کرنا چاہتا ہوں۔اِس پر فرشتوں نے سوال کیا، کیا آپ اس میں سے بنائیں گے جو فساد کرے گا اور خون ریزی کرے گا جیسا جنوں نے فساد کیا۔یہ سوال صرف اس حکمت کے معلوم کرنے کے لیے اور اس راز کو ظاہر کرنے کے لیے تھا جو ان کی سمجھ سے بالاتر تھا۔اگر عبادت مقصود ہے تو عبادت ہم کرتے ہیں۔تسبیح اور تقدیس و تمجید ہر وقت ہماری زبانوں پر ہے اور فساد وغیرہ سے بھی پاک ہیں (فرشتوں کی طبیعت حسد سے پاک ہے) پھر یہ مخلوق جن میں فسادی بھی ہوں گے، کس مصلحت پر پیدا کی جاتی ہے (فرشتوں کو کیسے معلوم ہوا کہ یہ مخلوق فساد کرے گی۔اگر اس کی وضاحت کی جائے تو مضمون بہت بڑھ جائے گا۔اسی لیے اس بحث سے گریز کیا گیا ہے) اللہ تعالیٰ نے فرمایا: فساد کے باوجود میں جن مصلحتوں اور حکمتوں کی بنا پر جنوں کو پیدا کر رہا ہوں، میں ہی جانتا ہوں۔ان میں انبیاء و رسل ہوں گے۔ان میں صدیق، شہید، عابد، زاہد اور بہادر نیکوکار، علماء وصلحاء، متقی و پرہیزگار، مجاہد اور خوف خدا رکھنے والے بھی ہوں گے اور میرے احکام پر لبیک کہنے والے اور نافرمانی اور حدود کو توڑنے پر توبہ واستغفار کرنے والے بھی ہوں گے۔

آدم کی مٹی جو چکنی اور اچھی تھی، اُٹھائی گئی اور حضرت آدم علیہ السلام کو اللہ تعالیٰ نے اپنے ہاتھ سے تخلیق کیا اور چالیس دن تک پتلے کی شکل میں رہے۔اہل علم کے مطابق چونکہ ابلیس زمین کی خلافت کا متمنی تھا۔اس لئے وہ پتلے کے پاس آتا اور لات مار کر کہتا تھا درحقیقت یہ کوئی چیز نہیں اور اگر میں اس پر مسلط کیا گیا تو اسے برباد کر کے چھوڑوں گا۔اس کی خلافت ہرگز تسلیم نہ کروں گا۔پھر جب روح پھونکی گئی اور سجدے کا حکم ہوا تو ابلیس نے

Marfat.com

اللہ کا حکم نہ مانا اور سجدے سے انکار کر دیا۔

یہاں ایک بات کی وضاحت بہت ضروری ہے کہ اللہ تعالیٰ ابلیس کے دل میں ''میں'' کی مغروریت سے واقف ہونے سے کیا مطلب ہے۔ یہ شرک کی علامت ہے اور شرک نا قابل معافی گناہ سب سے بڑا گناہ ہے۔ شرک توحید کی ضد ہے۔ یہاں بہتر ہے توحید کی وضاحت کر دی جائے۔

جو کچھ بھی انسانوں کو دیا گیا ہے خواہ وہ اُس کی اپنی ذات ہو یا اس میں چھپی ہوئی ذہنی صلاحیتیں، جسمانی طاقتیں، مہلت عمر، مال و اسباب سب اصلاً اللہ کی ملکیت ہیں اور انسان کے پاس یہ سب اللہ کی امانت ہیں، جس میں اُسے تصرف کا اختیار تو دیا گیا ہے مگر وہ اصل مالک کے احکام کی حدود میں رہتے ہوئے ہے۔ یہ سب چیزیں انسان کی کمائی ہوئی نہیں ہیں بلکہ عطا کی گئی ہیں۔ یہ نہ سمجھ لینا کہ یہ تمہاری عقل کی صلاحیتوں کا ثمرہ ہے یا تمہاری ذہانت کا نتیجہ ہے، ہرگز صحیح نہیں ہے ہر چیز کا خالق و مالک اللہ ہے۔ اس لیے فرما دیا گیا ہے حاکمیت میں اُس کا کوئی شریک نہیں ہے۔

﴿فَقُلْنَا يٰٓاٰدَمُ اِنَّ هٰذَا عَدُوٌّ لَّكَ وَلِزَوْجِكَ فَلَا يُخْرِجَنَّكُمَا مِنَ الْجَنَّةِ فَتَشْقٰىٓ۝﴾

''پس کہا ہم نے اے آدم یہ تمہارے اور تمہارے جوڑے کے لیے دشمن ہے۔ پس نہ نکال باہر کرے تم دونوں کو الجنت سے اور تم پھر پڑ جاؤ مشقت میں۔'' (طٰہٰ:117)

قرآن کے بیان سے معلوم ہوتا ہے کہ وہ فرد جو ملائکہ کے ساتھ تھا اس کی جماعت کا اور اس کا تعلق جنوں سے تھا (طبری)۔ جس نے منصوبہ ربانی ''زمین میں خلافت آدم'' کی بجائے اپنی خلافت کا مطالبہ کیا تھا، وہ بلاشبہ ابلیس ہی تھا۔ اللہ تعالیٰ نے انسان کو خبردار بھی کیا ہے کہ ابلیس دراصل خلافت کا مدعی ہے جو انسانوں کو عطا کی گئی ہے۔ وہ انسانوں کا کھلا دشمن ہے اور ان سے یہ منصب چھین لینا یا کم از کم انسانوں کو اس منصب سے ہٹا دینا چاہتا ہے۔

ہوسکتا ہے ابلیس جو لشکر لے کر گیا تھا ان کو اپنے ساتھ اس منصوبہ ربانی کے زمرے میں

Marfat.com

اپنے ساتھ ملا لیا ہو اور اُنھوں نے اللہ سے اپنی خلافت کا سوال اُٹھایا ہو (واللہ اعلم) مختصر اً یہ کہ جب جسم میں روح پھونکی گئی اور جب وہ جسم میں پہنچی اور چھینک آئی تو جسم سے الحمد للہ رب العالمین کی صدا آئی۔ اللہ تعالیٰ نے جواب دیا: یرحمک اللہ، پھر ابلیس اور اس کے ساتھ فرشتوں کو حکم دیا کہ آدم کو سجدہ کرو۔ (ابن کثیر) تو سب نے سجدہ کیا لیکن ابلیس نے انکار کر دیا۔ (النجم: 30) ظاہر ہے ہر چیز اپنی اصلیت پر آ جاتی ہے اور برتن میں جو ہو وہی ٹپکتا ہے۔ گو ابلیس فرشتوں کے سے اعمال کر رہا تھا، اِن ہی سے مشابہت رکھتا تھا اور خدا کی رضا مندی میں دن رات مشغول تھا اسی لیے ان (فرشتوں) کے خطاب میں یہ بھی آ گیا لیکن یہ سنتے ہی وہ اپنی اصلیت پر آ گیا۔ تکبر حسد اس کی طبیعت میں سما گیا۔ اس نے کہا میں اسے سجدہ نہیں کروں گا، میں اس سے بہتر ہوں، تو نے مجھے نار سے بنایا ہے اور اسے کیچڑ سے اور آگ کیچڑ سے بہتر ہے۔ چنانچہ حکم الٰہی کی نافرمانی کی پاداش میں ابلیس کو راندۂ بارگاہ کر کے دونوں جہان میں ملعون کر دیا گیا اور وہ شیطان رجیم بن گیا۔ اس کی پیروی کرنے والوں کو بھی جہنم میں عذاب نار کی وعید سنا دی گئی۔ پوری انسانیت کو یہ پیغام دے دیا گیا کہ جس کے دل میں رائی کے دانے کے برابر تکبر ہو گا وہ جنت میں داخل نہ ہو گا۔ (مسلم)

سورہ البقرہ میں ہے:

﴿فَسَجَدُوْٓا اِلَّآ اِبْلِيْسَ ؕ اَبٰى وَاسْتَكْبَرَ وَكَانَ مِنَ الْكٰفِرِيْنَ ۝﴾

''پس سجدہ کیا ان سب نے مگر ابلیس نے انکار کر دیا اور استکبار کیا اور کافروں میں شامل ہو گیا۔'' (آیت: 34)

سبق یہ ہے کہ اپنے آپ کو بذاتِ خود دوسروں سے بڑا سمجھنا غرور اور تکبر ہے۔ اس آیت سے یہ بھی ظاہر ہے ابلیس اکیلا کافر نہیں بلکہ اس کے ہم خیال دیگر ساتھی بھی کافر ہیں۔

سورۃ الاعراف میں ارشاد ہے:

﴿وَلَقَدْ خَلَقْنٰكُمْ ثُمَّ صَوَّرْنٰكُمْ ثُمَّ قُلْنَا لِلْمَلٰٓئِكَةِ اسْجُدُوْا لِاٰدَمَ ۖ فَسَجَدُوْٓا اِلَّآ اِبْلِيْسَ ؕ لَمْ يَكُنْ مِّنَ السّٰجِدِيْنَ ۝ قَالَ مَا

Marfat.com

مَنَعَکَ اَلَّا تَسۡجُدَ اِذۡ اَمَرۡتُکَ ؕ قَالَ اَنَا خَیۡرٌ مِّنۡهُ ۚ خَلَقۡتَنِیۡ
مِنۡ نَّارٍ وَّ خَلَقۡتَهٗ مِنۡ طِیۡنٍ ○﴾

ترجمہ: ''اور ہم نے تمہیں پیدا کیا، پھر تمہاری صورت بنائی، پھر فرشتوں سے کہا کہ آدم کو سجدہ کریں۔ چنانچہ سب نے سجدہ کیا سوائے ابلیس کے وہ سجدہ کرنے والوں میں سے نہ ہوا، اللہ نے کہا جب میں نے تجھے حکم دیا تھا تو تجھے سجدہ کرنے سے کس چیز نے روکا۔ اس (شیطان) نے کہا میں اس (یعنی آدم) سے بہتر ہوں۔ تو نے مجھے آگ سے خلق کیا ہے اور اسے تو نے مٹی سے خلق کیا۔ (آیت: 11 تا 12)

اس سورت کی بعد والی آیات میں یہ سبق پوشیدہ ہے کہ غرور و تکبر کرنے والوں کا گروہ اور ابلیس کی اطاعت پر زندگی گزارنے والوں کا فرقہ سب سے قدیم ہے۔ انسان اور شیطان کی دشمنی اس دن سے ہوئی ہے جب اُس نے ابن آدم کو سجدہ کرنے سے انکار کر دیا اور دشمنی کا اعلان کر دیا تھا۔ آج موجودہ دور میں بھی نت نئے حربوں سے وہ اس وقت تک حملہ آور رہتا ہے جب تک روح اور جسم کا تعلق برقرار رہتا ہے۔ بقول شاعر

تو نے جس وقت یہ انسان بنایا یا رب
اس گھڑی مجھ کو اک آنکھ نہ بھایا یا رب

﴿قَالَ فَاهۡبِطۡ مِنۡهَا فَمَا یَکُوۡنُ لَکَ اَنۡ تَتَکَبَّرَ فِیۡهَا فَاخۡرُجۡ اِنَّکَ مِنَ الصّٰغِرِیۡنَ ○ قَالَ اَنۡظِرۡنِیۡۤ اِلٰی یَوۡمِ یُبۡعَثُوۡنَ ○ قَالَ اِنَّکَ مِنَ الۡمُنۡظَرِیۡنَ ○ قَالَ فَبِمَاۤ اَغۡوَیۡتَنِیۡ لَاَقۡعُدَنَّ لَهُمۡ صِرَاطَکَ الۡمُسۡتَقِیۡمَ ○ ثُمَّ لَاٰتِیَنَّهُمۡ مِّنۡۢ بَیۡنِ اَیۡدِیۡهِمۡ وَ مِنۡ خَلۡفِهِمۡ وَ عَنۡ اَیۡمَانِهِمۡ وَ عَنۡ شَمَآئِلِهِمۡ ؕ وَ لَا تَجِدُ اَکۡثَرَهُمۡ شٰکِرِیۡنَ ○ قَالَ اخۡرُجۡ مِنۡهَا مَذۡءُوۡمًا مَّدۡحُوۡرًا ؕ لَمَنۡ تَبِعَکَ

Marfat.com

مِنْهُمْ لَاَمْلَئَنَّ جَهَنَّمَ مِنْكُمْ اَجْمَعِيْنَo﴾

''(ابلیس کے احکام پر اللہ نے) فرمایا: اچھا تو یہاں سے نیچے اُتر، کیونکہ تجھے یہ حق نہیں پہنچتا ہے کہ یہاں تکبر کرے اب نکل جا۔ یقیناً تو ذلیلوں میں سے ہے۔ اس نے کہا مجھے اس دن تک کی مہلت دے دے جس دن لوگوں کو قبروں سے زندہ کر کے اُٹھایا جائے گا۔ اللہ نے فرمایا تجھے مہلت ہے۔ کہنے لگا، اچھا تو جس طرح تو نے مجھے گمراہ کیا ہے میں بھی قسم کھاتا ہوں کہ ان (انسانوں) کی گھات لگا کر تیرے سیدھے راستے پر بیٹھ رہوں گا۔ پھر میں ان پر (چاروں طرف سے) حملے کروں گا، اُن کے سامنے سے بھی اور ان کے پیچھے سے بھی اور ان کی دائیں طرف سے بھی اور ان کی بائیں طرف سے بھی اور تو ان میں اکثر لوگوں کو شکر گزار نہیں پائے گا۔ اللہ نے کہا نکل جا یہاں سے ذلیل اور مردود ہو کر۔ ان میں جو تیرے پیچھے چلے گا (وہ بھی تیرا ساتھی ہو گا) اور میں تم سب سے جہنم کو بھر دوں گا۔'' (آیت: 13 تا 18)

سبق یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے صرف شیطان ہی کو مہلت نہیں دی بلکہ شیطانی خصلت والوں کو بھی مہلت عطا ہوئی ہے۔ البتہ اللہ نے یہ بات واضح فرما دی ہے کہ جو تیرے پیچھے چلے گا یعنی دین حق کی بجائے تیرے نظام کی پیروی کرے گا ان سب کا ٹھکانہ جہنم ہے۔ اللہ تعالیٰ سب کی اطاعت اور فرمانبرداری کو آزماتا ہے۔ ابلیس کو ملنے والی مہلت درحقیقت ہر انسان کو حاصل ہے کہ وہ اپنی زندگی میں اللہ تعالیٰ کی فرمانبرداری کرتا ہے یا شیطان کے ورغلانے میں آ جاتا ہے۔

قرآن فہمی سے معلوم ہوتا ہے کہ ابلیس اللہ تعالیٰ کا نافرمان ضرور ہوا ہے لیکن نہ تو اس بات کا منکر ہے کہ اللہ تعالیٰ کو حکم کا اختیار نہیں ہے اور نہ ذات باری تعالیٰ کا ہی منکر ہوا ہے ابلیس اللہ کو رب ہی تسلیم کرتا ہے۔

Marfat.com

﴿قَالَ رَبِّ فَاَنْظِرْنِیْۤ اِلٰی یَوْمِ یُبْعَثُوْنَ o﴾

''اس نے کہا: اے میرے رب پس تو مجھے مہلت دے جبکہ سب انسان دوبارہ اُٹھائے جائیں گے۔'' (الحجر: 36)

اور

﴿قَالَ رَبِّ بِمَآ اَغْوَیْتَنِیْ لَاُزَیِّنَنَّ لَهُمْ فِی الْاَرْضِ وَلَاُغْوِیَنَّهُمْ اَجْمَعِیْنَ o﴾

''ابلیس نے کہا: اے رب جیسا تو نے مجھے بہکایا، اسی طرح میں بھی ان سب کو زمین میں بہکاوا دے کر بہکا دوں گا۔'' (الحجر: 39)

﴿قَالَ فَبِعِزَّتِکَ لَاُغْوِیَنَّهُمْ اَجْمَعِیْنَ o اِلَّا عِبَادَکَ مِنْهُمُ الْمُخْلَصِیْنَ o﴾

''(ابلیس) نے کہا: اے رب تیری عزت کی قسم میں ضرور سب کو برباد کر دوں گا، مگر تیرے مخلص بندوں کے۔'' (ص: 82،83)

اللہ نے جواب دیا:

﴿لَاَمْلَئَنَّ جَهَنَّمَ مِنْکَ وَمِمَّنْ تَبِعَکَ مِنْهُمْ اَجْمَعِیْنَ o﴾

''تو میں ضرور بھر دوں گا جہنم کو تجھ سے اور جو تیری پیروی کریں گے ان میں سے سب سے۔'' (ص: 85)

یعنی مجھے اپنے ناموس کی قسم، تیرے بہکاوے میں وہی آئیں گے جو ہماری آیات کو نہیں سنیں گے اور کہیں گے ہاں سن لیا۔ قرآن میں شیطان کا تعارف تقریباً 83 آیات میں موجود ہے۔ شیطان کو اللہ تعالیٰ نے لوگوں کو گمراہ کرنے اور اس کے لیے مختلف ہتھکنڈے اور حربے اختیار کرنے کی مہلت دی ہے لیکن جو واقعتاً اللہ کے بندے ہیں اُن پر اس کا کوئی اختیار نہیں۔ سورہ بنی اسرائیل میں فرمایا گیا:

﴿وَاسْتَفْزِزْ مَنِ اسْتَطَعْتَ مِنْهُمْ بِصَوْتِکَ وَ اَجْلِبْ عَلَیْهِمْ بِخَیْلِکَ وَ رَجِلِکَ وَ شَارِکْهُمْ فِی الْاَمْوَالِ وَالْاَوْلَادِ

Marfat.com

وَعِدۡهُمۡ ؕ وَمَا یَعِدُهُمُ الشَّیۡطٰنُ اِلَّا غُرُوۡرًا۝ اِنَّ عِبَادِیۡ لَیۡسَ لَکَ عَلَیۡهِمۡ سُلۡطٰنٌ ؕ وَکَفٰی بِرَبِّکَ وَکِیۡلًا۝﴾

''تو تو جس جس کو اپنی دعوت سی پھسلا سکتا ہے، پھسلا لے، اُن پر سوار اور پیادے چڑھالا۔ مال اور اولاد میں اُن کی ساتھ ساجھا لگا، اور اُن کو وعدوں کے جال میں پھانس اور شیطان کے وعدے ایک دھوکے کے سوا کچھ بھی نہیں یقیناً میرے بندوں پر تجھے کوئی اقتدار حاصل نہ ہوگا اور توکل کے لیے تیرا رب کافی ہے۔'' (آیت: 65-64)

سورۃ الانفال میں ہے کہ شیطان کا ان لوگوں پر اس کا کوئی ''زور نہیں'' چلتا ہے جو اپنے رب پر ایمان لاتے ہیں اور اسی پر توکل کرتے ہیں۔

قرآن میں ابلیس کی سرکشی کو جگہ جگہ بیان کیا گیا ہے۔ اس نے قسم کھائی ہے کہ اللہ کی نافرمانیوں پر مشتمل جو نظام بناؤں گا وہ بہت خوب صورت کر کے دکھاؤں گا اور لوگوں کو خواہشوں کی رغبت دلا دلا کر نافرمان کرتا جاؤں گا، سوائے تیرے مخلص بندے میرے ہاتھ نہ آسکیں گے۔ جیسا تو نے آدم کو مجھ پر برتری دی ہے باقی سب کو ہی ڈبوؤں گا۔ اسی پر جواب بھی دیا گیا ہے، تم سب کا لوٹنا تو میری ہی طرف ہے، میں اعمال کا بدلہ ضرور دوں گا۔

ابن کثیر میں الحجر کی تفصیل کا ذکر کرتے ہوئے کہا گیا ہے کہ کسی نبی نے شیطان سے پوچھا کہ بتا تو ابن آدم پر کیسے غالب آجاتا ہے۔ اس نے جواب میں کہا میں اسے غصے اور خواہش کے وقت دبوچ لیتا ہوں اور پھر وہ وہی کرتا ہے جو میں چاہتا ہوں۔

درج بالا حقائق سے ثابت ہوا کہ احساس برتری، تکبر، خواہشات کی ہر صورت تکمیل کی کیفیات اللہ تعالیٰ کسی صورت پسند نہیں فرماتا اور سخت اظہار ناگواری واقعات کا قرآن پاک میں سورۃ الکہف، سورۃ طٰہٰ، سورۃ ص میں بھی ذکر ہے۔

الغرض زمین پر خلافت کے قائم کیے جانے کا اعلان، منصوبہ ربانی میں ابلیس کی فرمانبرداری، عبادت گزاری، فرشتوں کی سرداری حتیٰ کہ اللہ کے لیے اپنے آپ کو وقف کر

Marfat.com

دینے کے باوجود اسے وہ مقام عظیم کیوں نہیں دیا گیا؟ آخر وہ کیا بات ہے جس کے سبب اللہ تعالیٰ نے اس کے خلاف یہ فیصلہ کیا۔ ویسے تو مختلف علماء نے کتابوں میں بہت کچھ لکھا ہوا ہے لیکن سب سے بڑا گناہ شرک اور اپنی ذات اور اپنی صلاحیتوں پر تکبر ہے اور یہی ابلیس کا جرمِ عظیم تھا۔ کسی مخلوق کو یہ زیبا نہیں کہ وہ اللہ کی دی ہوئی صلاحیتوں پر تکبر کرے چنانچہ اللہ تعالیٰ نے ابلیس پر اسی بنیاد پر حجت کو پورا کیا کہ میں تمہارے ہر پوشیدہ اور ظاہر کو جانتا ہوں۔

یہاں ایک اور باریک نکتہ نکلتا ہے جو کہ بہت اہم ہے کہ ابلیس کا ایسا سوچنا کہ وہ خلافت کا حق رکھتا ہے لیکن اس کے حق میں فیصلہ نہ ہوا اور آدم کے ساتھ جانبداری کر دی گئی۔ یہ بات بظاہر بڑی وزنی ہے۔ اس فلسفہ کو اس طرح بھی سمجھایا جا سکتا ہے کہ کوئی شخص کسی ڈیپارٹمنٹ میں اچھی کارکردگی کا مظاہرہ کرتا ہے اور اس کا باس دوسرا کوئی بزنس کھولے تو وہ شخص اپنی وفداری کے ناتے دوسرے بزنس میں ڈیپارٹمنٹ ہیڈ کے لیے اپنے آپ کو ظاہر کرے اور اس کا باس اس کے بجائے کسی نئے شخص کو اس بزنس کا ہیڈ بنا دے تو جو جھنجھلاہٹ کا ردعمل ہوگا۔ کیا کچھ اسی طرح ابلیس کے ساتھ بھی ہوا تھا؟ اس نکتے کو سمجھنا بہرحال آسان نہیں ہے۔ اسرار عالم نے اپنی کتاب میں اس کی وضاحت اس طرح کی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے حجت اس طرح فرمائی اور ابلیس کے ساتھ جانبداری اس طرح کی کہ اس کے سابقہ ریکارڈ کو دیکھتے ہوئے اس کے ایک حکم کی عدولی کے فوراً بعد سزا نہیں دی بلکہ یہ کہا کہ دور ہو جا ہماری بارگاہ سے تو مردود ہو گیا، یہ سزا نہیں ناراضی ہے۔ اسی لمحے اس نے خود کو اطاعت الٰہی کے دائرے سے نکلنے سے اس طرح بچا لیا کہ اس نے خود درخواست پیش کر دی کہ اے رب مجھے دوبارہ اُٹھائے جانے تک مہلت دی جائے اور یہ درخواست قبول کر لی گئی۔ حقیقت یہ ہے کہ وہ انسان کے اعلیٰ مقام سے دشمنی رکھتا ہے۔ وہ اس مہلت سے یہ ثابت کرنا چاہتا ہے کہ انسان زمین پر اس اعلیٰ اقتدار کا اہل نہیں ہے۔ کائنات میں خیر و شر کے معرکہ کا باضابطہ آغاز اسی لمحے ہو گیا جب اللہ تعالیٰ نے ابلیس کو قیامت تک کے لیے اجازت دے دی اور ابلیس کے ساتھ جانبداری کی سبقت کا ازالہ اس طرح کر دیا کہ ابلیس کو مال و متاع، طاقت و قوت اور تمام وسائل دیئے کہ وہ جس طرح چاہے اس سے انسان کو

Marfat.com

اپنے مقام سے ہٹانے کے لیے استعمال کرے۔ اللہ کے مومن بندوں انبیاء اور رُسل نے اپنے ایمان سے وہ مثالیں قائم کر دیں جو انسان تو انسان ساری مخلوق کے لیے سرمایہ ہیں۔ اُنہوں نے حق کے لیے اپنی جانوں کا نذرانہ بھی دیا۔

آدم کو شعور دیا گیا ہے۔ یہ فرمانبرداری اور نافرمانی دونوں اپنی مرضی سے کر سکتا ہے۔ آدم اور حوا کو جنت دے دی گئی جو چاہو اور جہاں سے چاہو تم کھاؤ لیکن اس درخت کے قریب نہ جانا۔ ابلیس نے ابدی زندگی کا جھانسہ دے کر جنت سے نکلوا دیا۔

﴿فَاَزَلَّهُمَا الشَّيْطٰنُ عَنْهَا﴾

''پھر ہٹا دیا شیطان نے ان کو اس جگہ سے۔'' (البقرہ:36)

آدم اور حوا کو فوراً علم ہو گیا کہ ان سے غلطی ہو گئی ہے۔ لہٰذا وہ نادم ہوئے اور توبہ کی، پھر چند دن بعد معافی مل گئی لیکن امتحان میں ڈال دیئے گئے۔ غور کیا جائے تو ایسا لگتا ہے کہ آدم اور حوا سے رب نے دوبارہ نافرمانی نہ کرنے کا وعدہ لیا اور حکم ہوا اُترو۔

﴿وَلَكُمْ فِي الْاَرْضِ مُسْتَقَرٌّ وَّمَتَاعٌ اِلٰى حِيْنٍ ٥﴾

''اور تمہارے لیے ہے زمین میں ٹھکانا اور سامان کچھ عرصے تک۔'' (البقرہ:36)

اللہ تعالیٰ نے آدم اور حوا کی عاجزی وانکساری اور ندامت کو قبول فرما لیا بلکہ اس کی وجہ سے انعامات سے بھی نوازا۔ وہ انعام یہ تھا کہ روئے ارضی پر بے یار و مددگار نہیں چھوڑا بلکہ اپنی ہدایت پہنچانے کا وعدہ بھی کیا۔

﴿فَاِمَّا يَاْتِيَنَّكُمْ مِّنِّيْ هُدًى فَمَنْ تَبِعَ هُدَايَ فَلَا خَوْفٌ عَلَيْهِمْ وَلَا هُمْ يَحْزَنُوْنَ ٥﴾

''پس جب تم لوگوں کے پاس پہنچے میری طرف سے ہدایت تو جو میری ہدایت کی پیروی کریں گے ان کے اوپر نہ خوف ہے اور نہ وہ غمگین ہوں گے۔'' (البقرہ:38)

اور آئندہ پھر ایسی غلطی کرنے سے اس طرح ڈرایا۔

Marfat.com

﴿وَالَّذِيْنَ كَفَرُوْا وَكَذَّبُوْا بِاٰيٰتِنَآ اُولٰٓئِكَ اَصْحٰبُ النَّارِ ۚ هُمْ فِيْهَا خٰلِدُوْنَ ۝﴾

''اور جو لوگ نافرمانی کریں گے اور جھٹلائیں گے ہماری آیتوں کو، وہی ہیں دوزخ والے۔ وہ اس میں ہمیشہ رہیں گے۔''

(البقرہ:39)

گویا اس کا جواب یہ ہوا کہ اس بار ہم نے چھوڑ دیا ہے یا کم سزا دی ہے لیکن اگر آئندہ غلطی ہوگی تو پھر رہنا جہنم میں ہمیشہ ہمیشہ کے لیے۔

اب اس روئے ارضی پر حق اور باطل شرک اور توحید کی باضابطہ جنگ چھڑ گئی۔ یہ جنگ انسان اور ابلیس کے درمیان لشکر ابلیس لشکر رحمان کے درمیان قیامت تک لڑی جائے گی۔ دونوں پارٹیاں اپنے آپ کو صحیح ثابت کرنے کے لیے اپنی اپنی حکمت عملی بناتی رہیں گی۔

جہاں جہاں بنی آدم کی نسل پھیلتی گئی وہ (ابلیس) گناہِ عظیم (شرک) کے عقیدے کو نئے نئے انداز میں اُن کے سامنے لاتا رہا۔ اہل علم لکھتے ہیں کہ نوح علیہ السلام کے زمانے میں غالباً پہلی دفعہ انسانیت کو شرک سے ہمکنار کیا گیا کہ اجتماعی طور پر انسانوں کا شکار کرے۔ یہی وہ فسادِ عظیم ہے جو امتوں کی تباہی کا باعث بنا۔ چنانچہ حضرت نوح کے بعد ابلیس نے قوموں پر اسی بنیاد یعنی ''میں'' یا ''ہم'' کے حربے استعمال کیے۔ چنانچہ عاد میں حکمرانی کا فساد، ثمود میں سائنس اور ٹیکنالوجی کا فساد، قوم شعیب پر مالیات کا فساد وغیرہ۔ وغیرہ ایسی قومیں، ایسے افراد جو حدود اللہ کا پورا پورا لحاظ کرتے ہیں اور اس کی جان سے زیادہ پابندی کرتے ہیں اگر اُن سے غلطی ہو جائے تو فوراً توبہ کرتے ہیں۔ وہ ابلیس کے لیے مشکلات کا باعث بنتے ہیں۔

شیطان انسان کے روپ میں اس وقت نظر آتا ہے جب انسان اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہدایت سے محروم ہو جاتا ہے اور شیطان غالب آ جاتا ہے اور انسان مفاد پرست بن کر بزدل اور بخیل بن جاتا ہے۔ ہاں یہ بھی ایک حقیقت ہے کہ باطل نظام میں مسلمان کا رول یہ بن جاتا ہے کہ وہ بھی شیطانی حکمرانوں اور صاحب حیثیت کو ڈھال مہیا کرتے ہیں۔ باطل نظام

Marfat.com

(ابلیس کا نظام) کے خلاف جہاد تو دور کی بات ہے، بلکہ اس کے سپورٹر بن جاتے ہیں۔

شیطان صرف گمراہ نہیں کرتا بلکہ انسانوں کے ارادے ڈگمگا دیتا ہے اور اعمال کی شکل تبدیل کرتا ہے۔ یعنی انسان کو برے اعمال اچھے اور خوشنما نظر آتے ہیں۔ ابلیس نے آدم پر چاروں طرف سے شرک، الحاد، انسانی اور حاکمیت وعقائد اور فکری گمراہی کے فائر کھول دیئے ہیں۔ واضح رہے فکری اور عقائد کی آلودگیاں وہ جڑیں ہیں جو بعد کے زمانے کے انسانوں میں گہری ہو کر فساد پیدا کر دیتی ہیں اور اچھے متقی پرہیزگار لوگ بھی اس کے کچھ نہ کچھ حصے کو قبول کر لیتے ہیں، جیسے آج کل اسلامی ملکوں میں دیکھا جا سکتا ہے۔ ایسی لوگوں کی طرف سے شیطان کی پیروی کا ذکر قرآن یوں کرتا ہے:

﴿اَلَمْ تَرَ اِلَى الَّذِيْنَ يَزْعُمُوْنَ اَنَّهُمْ اٰمَنُوْا بِمَآ اُنْزِلَ اِلَيْكَ وَمَآ اُنْزِلَ مِنْ قَبْلِكَ يُرِيْدُوْنَ اَنْ يَّتَحَاكَمُوْٓا اِلَى الطَّاغُوْتِ وَقَدْ اُمِرُوْٓا اَنْ يَّكْفُرُوْا بِهٖ ؕ وَيُرِيْدُ الشَّيْطٰنُ اَنْ يُّضِلَّهُمْ ضَلٰلًاۢ بَعِيْدًا﴾

''کیا تو نے ان کو نہیں دیکھا کہ جو گمان کرتے ہیں کہ وہ ایمان لائے اس پر جو تجھ پر نازل کیا گیا اور جو کچھ اس سے پہلے نازل کیا گیا (پھر بھی) وہ چاہتے ہیں کہ (اپنے معاملات میں) شیطان کو حاکم بنائیں، حالانکہ انہیں حکم دیا گیا تھا کہ اس (شیطان) سے انکار کرنا (یعنی خواہشات کی پیروی نہ کرنا) اور شیطان تو یہی چاہتا ہے کہ گمراہی میں انہیں دور لے جائے۔'' (النساء:60)

سورۃ انعام، آیت:43 میں ارشاد ہے کہ شیطان برے اعمال کو بروں کے لیے خوشنما بناتا ہے۔ اسی سورت کی آیت 121 میں ہے شیطان کی اطاعت شرک ہے۔

ایک مسلمان کو سمجھنے کے لیے اہم ترین بات یہ ہے کہ اکثر انسانوں کے ذہنوں میں یہ بات سمائی ہوئی ہے کہ ہم شیطان کی اطاعت کب کرتے ہیں۔ یہ بات بھی ذہن نشین رہنی چاہیے کہ انسان جسے شعوری طور پر رب سمجھتا ہے، اس کی اطاعت لازماً کرتا ہے۔ شرک یہ

Marfat.com

نہیں ہے کہ شیطان کو اعلانیہ خدا مان کر اُسے سجدے کیے جائیں۔ آدمی کسی طرف سے دلائی ہوئی اُمیدوں اور دلفریب آسائش سے متاثر ہوکر اپنی سوچ اور عمل کی باگیں شیطان کے ہاتھ میں دے دیتا ہے اور جدھر وہ چلتا ہے ادھر انسان بھی چلتا ہے۔ جو شخص اس طرح کی اطاعت کرتا ہے وہ دراصل اللہ کو چھوڑ کر شیطان کو معبود بناتا ہے اور اس کو خدا کا درجہ دیتا ہے۔ خصوصاً رزق اور اجل کا معاملہ ایسا ہے کہ انسان مالک حقیقی پر توکل کو چھوڑ کر دوسروں کو اپنا مالک اور مختار سمجھ کر اُن کی اطاعت کرتا ہے۔ یہی ابلیس کا اصل حملہ ہے۔ کتب حدیث اور دینی لٹریچر میں اس بات کی بڑی تفصیل سے وضاحت ہوئی ہے کہ ابلیس کا اصل ہدف انسان کو اللہ کے دین سے غافل کرنا ہے اور مسلمانوں کو غیر اللہ کے نظام کی اطاعت کروا کر اپنا یہ ہدف آسانی سے حاصل کر لیتا ہے جیسا کہ آج مسلمان مغربی ممالک کی نظام گیری کی اطاعت خوشی خوشی کر رہے ہیں۔ اسلامی ملکوں سے مغرب کی طرف ہجرت ابلیس کا پسندیدہ فتنہ ہے۔

جیسا کہ آغاز میں ذکر ہو چکا ہے کہ مسلمانوں کی ہجرت دین کی خاطر نہیں تھی بلکہ دنیا کمانے یا بچوں کا مستقبل سنوارنے کے لیے تھی۔ ان مسلمانوں کے اللہ کے رازق ہونے پر یقین بہت کمزور تھا۔ اسی لیے غلط راہوں پر روٹی کی تلاش کرتے ہوئے غاروں میں جا گرے۔ ابلیس کے معاشی فتنہ نے مسلمانوں میں سرطان کی صورت اختیار کر لی ہے۔ اس کو ایک مثال سمجھیں، جب کوئی مسلمان معاشی فتنہ میں مبتلا ہو کر کفر کی زمینوں کی طرف پیش قدمی کرتا ہے تو نتیجتاً ماں باپ کو پیچھے چھوڑ آتا ہے، جو نوکروں کے رحم و کرم پر ہوتے ہیں۔ یوں ایمان کے سفینہ میں سوراخ ہونا شروع ہو جاتا ہے۔ دکھ درد اور تکلیف میں مائیں سسکتی ہیں، باپ رنجیدہ اور دکھی ہوتے ہیں، مگر مغرب میں ہجرت کرنے والا محفلوں میں بیٹھ کر قہقہے لگا رہا ہوتا ہے۔ روزانہ پارٹیاں ہوتی ہیں۔ اللہ کے نبیؐ کے فرمان کا مفہوم ہے کہ جس نے ماں باپ کو دُکھ دیا اس پر اللہ کی لعنت، اس پر فرشتوں کی لعنت، اس کی نماز قبول ہے نہ روزہ، نہ حج قبول ہے۔ یہ حدیث ہمارے لیے لمحہ فکریہ ہے۔

مغرب کی تہذیب شرک اور طاغوت ہے۔ آئیے، طاغوت کی وضاحت کریں۔

Marfat.com

سورۃ البقرہ 256 کا مفہوم یہ ہے کہ طاغوت سے مراد وہ شخص ہے کہ جو اللہ کی مخلوق پر اللہ کے حکم اور قانون کے بجائے اپنا حکم نافذ کرے اور اپنی خود آقائی اور خداوندی کا دم بھرے۔ایسا شخص اللہ کا شریک اور ہم سر ہونے کا دعوے دار ہے۔شریعت کی اصطلاح میں اس کو طاغوت کہا جاتا ہے۔ارشادِ باری تعالیٰ ہے کہ دین کے معاملے میں کوئی زبردستی نہیں ہے۔حق و باطل اور توحید وشرک الگ الگ چھانٹ کر بیان کر دیئے گئے ہیں اور جو کوئی طاغوت کا انکار کر کے اللہ پر ایمان لے آیا اس نے درحقیقت مضبوط سہارے کو تھام لیا جو کبھی ٹوٹنے والا نہیں ہے۔

جو لوگ اسلامی ملکوں سے کفر یا مغرب کی نام نہاد جنت کی راہ اختیار کرتے ہیں وہ روشنی سے تاریکی طرف جاتے ہیں۔سورۃ البقرہ آیت نمبر 256، 257 میں طاغوت کی بندگی کی بڑی وضاحت میں کر دی گئی ہے۔سورۃ النحل، آیت 36 میں بھی جھوٹے معبودوں کی بندگی سے بچنے کا حکم ہے۔سورہ الزمر، آیت 17 میں ارشاد ہوا ہے جو لوگ طاغوت کی عبودیت سے بچتے ہیں وہی کامیاب ہیں۔

غور کیا جائے تو ایسا لگتا ہے کہ ابلیس نے اپنی منصوبہ بندی کی بنیاد ہی اسی بات پر رکھی ہے کہ مسلمان (حزب اللہ) ''میں'' کے شرک میں مبتلا ہو کر اپنی زندگی گزاریں۔بدقسمتی سے آج کے مسلمان کی حالت یہ ہے کہ اُس کی سوچ اپنی ذات تک محدود ہو کر رہ گئی ہے۔ ذرا اوپر اُٹھے بھی تو قبیلہ اور رنگ ونسل سے آگے نہیں جاتی اور عقیدہ کے حوالہ سے تعصب اتنا گہرا ہو چکا ہے کہ دوسروں کی لاشوں پر ناچتے ہیں اور مدتوں دشمنیاں پالتے ہیں۔اللہ رب العزت نے اپنے فضل سے اُنھیں جو صلاحیتیں عطا کی ہیں اُنھیں اپنی ذاتی کاوش اور محنت کا نتیجہ قرار دے کر اور اعلیٰ عہدوں پر براجمان ہو کر گھومنے والی کرسیوں پر بیٹھ کر اور منہ ٹیڑھا کر کے انگریزی بولتے ہیں اور حکم چلاتے ہیں۔مرتبے اور دولت کی بے لگام خواہش نے ابلیس کا کام بہت آسان کر دیا ہے۔بدقسمتی سے سچائی کو ظاہر کرنے والی کتاب خوبصورت غلاف چڑھا کر الماریوں میں بند اور محفوظ کی جا چکی ہی۔اس کتاب کی اساسی تعلیم یہ ہے کہ اللہ کی حاکمیت کو اپنے معاشروں میں قائم کرو جو انسانوں کے لیے ایسا روشن چراغ ہے جو

Marfat.com

کبھی نہیں بجھتا۔ اسلامی فلاحی ریاست میں لوگوں کی زندگی اپنی مختلف شاخوں کے ساتھ اس طرح ہوگی جس طرح ایک صحت مند درخت کے ساتھ اُس کی شاخیں پھول اور پتیاں ہوتی ہیں اور درخت ہرا بھرا نظر آتا ہے۔ ابلیس کی تو کوشش یہی ہے کہ حق کی اس عمارت ہی کو منہدم کر دیا جائے۔ مسلمانوں کی کوشش یہ ہونی چاہیے کہ جان ہتھیلی پر رکھ کر اللہ کی حاکمیت اعلیٰ پر کسی قسم کا سمجھوتا نہ کریں۔

جب انسان کو زمین پر آباد کیا گیا تو اللہ نے اُسے بے آسرا نہیں چھوڑا بلکہ انبیاء و رسل کے ذریعے صالحین اور علمائے حق اِس ہدایت کو عملاً قائم کرنے کے لیے ہر باطل نظریہ سے ٹکرا گئے۔ اپنی جانیں اپنا مال ہر چیز اس Sovergnity کے لیے قربان کر دی لیکن حق سے دستبردار نہیں ہوئے اور اس کے بعد بھی توبہ کرتے رہے۔ اللہ کے آگے عاجزی و انکساری سے کہتے رہے کہ خدایا تیرا حق ادا نہ ہو سکا اور اپنے گناہوں، اپنی نافرمانی اور کوتاہی کی مغفرت طلب کرتے ہیں۔

الغرض توبہ اور اقامت دین کی جدوجہد نے ہمیشہ ابلیس کی کمر کو توڑ کر رکھ دیا۔ لہٰذا اُس کے دل میں ہمیشہ اسلام کے خلاف حسد کی آگ جلتی رہی ہے جو اسے چین نہیں لینے دیتی۔ یہی وجہ ہے کہ امت محمدیہ اس کے لیے اہم ترین ہدف بن گئی ہے۔ یہاں ایک سوال پیدا ہوتا ہے کہ ابلیس دوسرے مذاہب کی نسبت اسلام اور مسلمانوں پر زیادہ کیوں حملہ آور ہوتا ہے۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ دوسرے انبیاء کی تعلیمات تو مسخ ہو چکی ہیں صرف اللہ کی آخری کتاب قرآن پاک محفوظ ہے اور اسلام آج بھی اپنی اصل شکل میں موجود ہے۔

جیسا ذکر کیا گیا ہے کہ ابلیس معلم ملکوت رہ چکا ہے۔ وہ ہر حربہ جانتا ہے جس سے انسان حق اور باطل کی تمیز ہی کھو سکتا ہے۔

الغرض دین حق کے بارے میں نئے نئے نظریات، نئے نئے پروپیگنڈے، نئی نئی بدعتیں مسلمانوں میں عقیدہ کے طور پر اُبھار کر اُن پر ایمان پختہ کرا دیتا ہے۔ جھوٹے پیروں، فقیروں کا کاروبار اپنے جوبن پر ہے۔ وہ لوگوں کو تعویذ گھول کر پلا دیتے ہیں۔ یہ ابلیس کے کرتب کے ادنیٰ نمونے ہیں۔ غیر اللہ کی اطاعت یہ وہ کاری ضرب ہے جس نے پوری امت کی ایمانی

Marfat.com

حرارت کو ٹھنڈا کر دیا ہے۔ دلوں کی انگیٹھیاں سرد پڑ گئی ہیں۔ کفار کی تہذیب (اہل لشکر شیطان) سے متاثر ہو کر رسم و رواج، تعلیمی نظام اور معاشرتی اُمور کو دینی شکل دے دی گئی ہے۔ اگر دنیا بھر کے مسلمانوں سے ملیں تو الگ الگ بدعات، الگ الگ شرک ملیں گے۔ برصغیر کے لوگ جن بدعات یا شرک میں ملوث ہیں وہ عرب میں نہیں ہوں گے۔ جس نوعیت کا شرک اور بدعات عرب میں ملیں گے وہ افریقہ میں نہیں ہوں گے۔ جو افریقہ میں ہوں گے، وہ ترکی میں نہیں ملیں گے۔ سفیان ثوری رحمہ اللہ علیہ نے فرمایا ہے کہ ابلیس کو گناہ سے زیادہ بدعت پسند ہے۔ اس لیے ہر گناہ سے توبہ کی جا سکتی ہے، یعنی گناہ گار خود اس کو گناہ جانتا ہے تو وہ اس سے توبہ کرنے پر آمادہ ہو جاتا ہے اور بدعت ایسی گمراہی ہے کہ اس سے توبہ نہیں کی جاتی کیونکہ بدعتی اس کو حق سمجھ کر کرتا ہے۔

جنت میں جب آدم سے نافرمانی ہوئی اور اُنھوں نے فوراً توبہ کر لی تو سزا نہیں دی گی بلکہ عہد لیا گیا کہ اب نافرمانی نہیں کرو گے۔ اس کے لیے حق اور باطل کے امتحان میں ہر انسان کو ڈال دیا گیا اور زمین اس کی امتحان گاہ بنا دی گئی۔ اب نافرمانی اور فرمانبرداری (حکم الٰہی) کے عمل پر فیصلہ جزا اور سزا کا ہو گا اور جو بھی نتیجہ ہو گا وہ ہمیشہ کے لیے ہو گا۔

یہ بھی ایک حقیقت ہے کہ ابلیس نے اپنی کامیابی کے لیے، اپنے آپ کو صحیح ثابت کرنے کے لیے اور شرک میں انسان کو ملوث کرنے کے لیے اللہ کی عطا کردہ اُن تمام صلاحیتوں کو بھرپور طور پر استعمال کیا جو اِسے بطور ایک عابد اور زاہد جن اور بطور فرشتہ حاصل تھیں۔ چنانچہ اُس نے ہر دور میں وقت کے ساتھ ساتھ شرک کو نیا لبادہ اوڑھا کر انسانوں کو مشرک بنایا ہے جسے اکثر لوگ سمجھنے سے قاصر رہے ہے۔

اللہ نے مسلمانوں کو دین ایک نظام حیات کی شکل میں دیا اور ساری انسانیت کو اس دین کا پابند بنایا کہ زندگی اِس کے تحت بسر کرو۔ اللہ تعالیٰ کے عطا کردہ نظام حیات میں پاکیزگی، ایمانداری، حیا ہے۔ اجتماعی سطح پر اخوت و مساوات ہے، نیکی اور امن کا پرچار ہے۔ جب کہ ابلیسی نظام اِس کی بالکل ضد ہے۔ اُس میں ناپاکی، ایمان سے محرومی اور بے حیائی مرکزی اور کلیدی حیثیت رکھتی ہے لیکن ابلیس کا کارنامہ یہ ہے کہ وہ کسی اچھے سے اچھے انسان سے

Marfat.com

بھی مایوس نہیں ہوتا۔ جب وہ محسوس کرتا ہے کہ وہ ذاتی سطح پر برائی میں ملوث ہونے کے لیے تیار نہیں تو اپنا رخ بدل لیتا ہے۔ پھر وہ اُسے ذاتی برائی کی طرف کھینچنے کی بجائے اجتماعی نیکی اور اللہ کے عطا کردہ اجتماعی نظام کی طرف بڑھنے سے روکتا ہے۔ آج دنیا پر اور خصوصاً عالم اسلام پر نگاہ ڈالیں تو، اس حوالے سے شیطان انتہائی کامیاب ہے۔ قانونِ قدرت ہے کہ جب کوئی شخص آگے بڑھنے سے رک جاتا ہے تو بہت کم امکان ہوتا ہے کہ وہ پسپائی اختیار نہ کرے۔ ابلیس نیک انسان کے قدم یہ آئیڈیا دے کر روک لیتا ہے کہ تمہارا بس اپنی ذات تک ہے، تم اپنی ذاتی عبادات ادا کر کے اپنا فرض ادا کر رہے ہو۔ اجتماعی نظام تمہارے بس کی بات نہیں، نہ تمہاری ذمہ داری ہے۔ یہاں فرد کو یہ بات یاد رکھنی چاہیے کہ اگرچہ یہ بات اِس حد تک درست ہے کہ نظام عدل اجتماعی کا نفاذ فرد کے لیے تن تنہا ممکن نہیں لیکن فرد کا اصل فرض یہ ہے کہ جس طرح وہ اِس دنیا میں جدوجہد کر کے روزی کماتا اور بچوں کا مستقبل بناتا ہے اسی طرح وہ بھرپور کوشش اجتماعی نظام کو بدلنے کے لیے بھی کرے۔ جہاں جماعت میسر آ جائے تو جماعت کا حصہ بن کر اور جہاں جماعت میسر نہ آئے اپنے تئیں ذاتی سطح پر جدوجہد کرے۔ باالفاظِ دیگر انسان کا فرض کسی کام کے لیے کوشش کرنا ہے۔ کام کا ہو جانا اُس کے بس میں نہیں، اللہ کے اختیار میں ہے۔ فرد کے بارے میں اللہ یہ دیکھے گا کہ وہ کوشش میں مخلص تھا یا نہیں اور اُس نے اپنی وہ تمام صلاحیتیں نظام بدلنے کے لیے کھپائی تھیں یا نہیں۔

آج پوری انسانیت ابلیس کے اس نظام پر فریفتہ ہے۔ مسلمانوں کو یہ سمجھا دیا گیا ہے یہ ایک اچھا نظام حیات ہے، اسلام میں اس کی مخالفت کیسے ہو سکتی ہے؟ امت میں یہ نظریاتی اختلاف ایک ہمہ گیر فتنہ کی صورت اختیار کر چکا ہے۔ اس نظام میں (جیسا کہ شروع کے صفحات میں بھی لکھا ہے) مسلمان صبح کو مومن اور شام کو کافر ہو کر دنیا سے رخصت ہو جاتا ہے۔ امت محمدیہ اِن باطل نظاموں اور مشرکانہ تہذیب و تمدن پر لگ بھگ ڈیڑھ صدی سے قائم ہے۔ نئی نسل کے ناپختہ جذباتی نوجوانوں کے ذہن اور صلاحیتیں اب ابلیس کے لیے کام کر رہی ہیں۔ اُس کی خواہش ہے کہ اُن کی قوت اس نظام کو دوبارہ لانے سے اسی امت کے ذریعے ہی

Marfat.com

روک دے۔ ہر مسلمان بالخصوص مغرب کے مسلمان اس کے نظام کو دل سے پسند اور قبول کر تے بلکہ حلفیہ اس پر ایمان لاتے ہیں۔ کچھ احساس بھی نہیں ہوتا ہے کہ ایسا کرنے سے اُن سے مشرکانہ فعل سرزد ہو گیا ہے۔ جب احساس کا مادہ ہی ختم ہو جاتا ہے تو آدمی پشیمان ہو کر اپنی غلطی سے تائب نہیں ہو سکتا۔ کیونکہ وہ یہ غلطی، برائی سمجھ کر نہیں بلکہ ایک اچھائی سمجھ کر کرتے ہیں (مثال کے طور پر ہر شخص یہی سوچتا ہے کہ اس نظام میں کیا خرابی ہے) ابلیس اس گناہِ عظیم کو اس کی نظر میں اس طرح پیش کر دیتا ہے کہ اسے اپنی غلط روی کا کبھی احساس نہیں ہوتا اور مرتے دم تک اس جرم کی توبہ سے محروم ہوتا ہے۔ اس گناہ عظیم کے مرتکب کو کبھی ہدایت کی طرف نہیں جانے دیتا۔ مسلمان کا اصل آئیڈیل آپؐ اور اُن کی جماعت یعنی صحابہ کرام ہیں۔ سوچنے کا مقام ہے کیا آج وہ عظیم اور پاک باز ہستیاں مسلمان کے اس طرزِ عمل کو کسی بھی صورت پسند کرتیں کہ کوئی مسلمان غیر اسلامی غیر شرعی نظام کے تحت حلف اُٹھائے۔

ایک حدیث میں آتا ہے:

پھٹکار پھٹکار ان لوگوں کیلئے جنہوں نے میرے بعد میرا طریقہ بدل ڈالا۔ (متفق علیہ)

ابلیس کی تو خواہش ہی یہ ہے کہ مسلمان اللہ، قرآن اور نبیؐ پر ایمان تو رکھیں لیکن ہمارے نظام سے رتی بھر اِدھر اُدھر نہ ہوں۔

حدیث میں آتا ہے ابلیس جب اللہ کے دربار سے مردود ہوا تو قسم کھائی کہ اے اللہ آپ نے آدم کی وجہ سے مجھے مردود کر دیا۔ میں بھی قسم کھاتا ہوں کہ ہر صورت اس کی اولاد کو گمراہ کروں گا۔ حق تعالیٰ نے اس پر جواب دیا: میں بھی اپنی عزت کی قسم کھاتا ہوں کہ انسان نے خواہ کتنے ہی بڑے بڑے گناہ کیے ہوں گے جب تک میری بارگاہ میں آ کر عاجزی اور انکساری سے معافی مانگتے رہیں گے، میں ان کو معاف کرتا رہوں گا۔ (مشکوٰۃ، ص:204)

ابلیس نے انسانی حاکمیت کا نظام کا جو تصور دیا ہے اِس کے بہکاوے میں آ کر انسان اس پر بے خوف وخطر چلتے ہیں اور اس گمراہی پر انہیں توبہ کی توفیق ہی نہیں ہوتی۔ وہ لوگ بدنصیب ہیں جو ہدایت پا کر بھی اللہ کے حکم کی نافرمانی کرتے ہیں اور باطل نظام کا حلف

Marfat.com

دینے میں اور اس نظام کے فیور میں زبانیں چلاتے ہیں اور شرک کے زہر کا گھونٹ گھونٹ پی کر اللہ سے جا ملتے ہیں۔

شیطان کی اطاعت شرک ہے۔

سورۃ ابراہیم کی آیت 22 میں بتا دیا گیا ہے کہ قیامت کے دن شیطان اپنے فرمانبرداروں (جو لوگ غیر اللہ کا حلف اُٹھاتے ہیں) سے کس طرح مخاطب ہوگا (نیچے آنے والے الفاظ قرآنی آیت کا ترجمہ نہیں بلکہ اس آیت کا مفہوم ہے۔

بے شک اللہ نے تم سے سچا وعدہ کیا تھا اور میں نے بھی تم سے وعدہ کیا تھا۔ میرا تم پر کوئی زور نہیں تھا، سوائے اس کے کہ میں نے تمہیں دعوت دی اور تم نے میری دعوت پر لبیک کہا اور اس لبیک کا میں نے حلف لیا تھا کہ مبادا قیامت کے روز تم منکر ہو جاؤ۔ پس اب مجھے الزام نہ دو، اپنے آپ ہی کو الزام دو۔

آیئے اپنے اللہ سے اس گمراہی پر ایسی توبہ کریں جو قیامت کے دن ہمارے حق میں حجت بن جائے۔ سورۃ العصر میں ہے:

> زمانے کی قسم انسان درحقیقت خسارے میں ہے سوائے ان لوگوں کے جو ایمان لائے اور نیک اعمال کرتے رہے۔ ایک دوسرے کو حق کی نصیحت اور صبر کی تلقین کرتے رہے۔ (العصر)

امت مسلمہ بحیثیت مجموعی کمزور ہو چکی ہے اور پوری دنیا میں اپنی بدعملی کی وجہ سے ذلیل و خوار ہے۔ مسلمانوں کی اکثریت کی زندگی انفرادی اور اجتماعی سطح پر غیر اللہ کے نظام کے تحت گذر رہی ہے۔ حکمران، علمائے دین اور دانش ور اپنی اپنی دنیا میں مگن، اصل مسائل سے لا علم ہیں۔ ابلیس اور اس کے لشکروں نے حضور علیہ السلام کی رسالت کو کبھی گوارا نہیں کیا ہے اور ہمیشہ آپؐ اور آپؐ کے اسلام کے خلاف سازشیں اور حکمتِ عملی مرتب کرتے رہے ہیں۔

آگے آنے والے باب میں ابلیس اور اس کے چار اعلیٰ عہدے دار سر جوڑ کر بیٹھے ایک کانفرنس منعقد کر رہے ہیں اور اسلام اور مسلمانوں کو تباہ و برباد کرنے کا پلان بنا رہے ہیں۔ اسلام حق ہے اور مسلمان (مومن) حق کے علمبردار جو ابلیس کے سینے پر مونگ دال رہے

Marfat.com

ہیں اور ابلیس اور اس کے لشکروں کے لیے حق بات فتنہ ہے اور اس فتنہ کو ختم کر دینا چاہتے ہیں تا کہ مسلمان اللہ کا دامن تھام کر کسی اسلامی انقلاب کی طرف نہ بڑھیں۔ ابلیس کے نزدیک انسانی حاکمیت کا شرک (معاذ اللہ) حق ہے اور اللہ کی حاکمیت فساد ہے۔ شیطان یہ سمجھتا ہے کہ انسانی حاکمیت کا غلبہ کر لیا گیا اور اندیشہ ہے کہ کہیں دنیا میں نظام مصطفیٰ پھر قائم نہ ہو جائے۔ دنیا میں دوبارہ اللہ کی حاکمیت اعلیٰ دوبارہ نہ قائم ہو جائے۔

برائے مہربانی اس فکشن کو فکشن ہی سمجھیں اور ہر لفظ ہر لائن ابلیس کی آواز ہے۔ ابلیس کا لہجہ ہے۔ اس سے یہ واضح کرنا مقصود ہے کہ ابلیس اسلام اور مسلمانوں کو کس طور سے دیکھ رہا ہے۔ یہ ایک اصلاح کے لیے پیغام ہے تا کہ مسلمان اللہ کی طرف پلٹیں اور کم از کم اسلامی ملکوں میں اسلام کا شرعی نظام نافذ کرنے کے لیے سر توڑ کوشش کریں۔

☆☆☆

Marfat.com

بارھواں باب

مغربی تہذیب اور ثقافت کے دنیا اور مسلمانوں پر اثرات

ابلیس اور ابلیسیت کے تذکرہ کے بعد اس بات کی ضرورت ہے کہ مغرب اور مغربی معاشرہ کی جو آج مشرق کے لوگوں کا آئیڈیل ہے اصلیت سامنے لائی جائے۔ اہل مغرب پوری دنیا میں تعلیم یافتہ، ترقی یافتہ اور مہذب لوگ سمجھے جاتے ہیں۔ ظاہر بات ہے کہ وہ لوگ جو مشرق یا اسلامی ممالک میں رہتے ہیں مغرب کی اصل حقیقت کو نہیں سمجھتے ہیں۔ چنانچہ ضروری تھا کہ ظاہری طور پر اس خوبصورت دنیا کی معاشرتی زندگی کے ایک اہم پہلو سے پردہ ہٹا دیا جائے، تا کہ اِس کا اصل چہرہ جو انتہائی بدصورت بلکہ بھیانک ہے، وہ بے نقاب ہو سکے۔

مغرب کا المیہ

مغرب میں خاندانی زندگی اور یعنی معاشرتی نظام تباہ و برباد ہو چکا ہے۔ معاشرے کا حلیہ ہی بگڑ چکا ہے۔ عورت اور مرد بغیر شادی کے ایک ساتھ رہتے ہیں اور اگر شادی شدہ ہیں تو طلاقوں کی بھرمار ہے۔ خاندانی نظام کی تباہی کی وجہ سے مغرب میں حرامی بچوں کی تعداد میں بے حد اضافہ ہو چکا ہے۔ جس سے صورت حال گھمبیر ہو چکی ہے۔

مغرب نے انسان حاکمیت کی بنیاد پر جو نظام قائم کیا ہے اس وقت اس نظام کے ایک حصے یعنی معاشرتی نظام کے حوالے سے آئینہ دکھانا مقصود ہے جو کسی بھی معاشرے کو بگاڑنے یا سنوارنے میں کلیدی حیثیت رکھتا ہے۔

Marfat.com

خیر وشر کے آخری مرحلہ میں ابلیس نے انسانیت پر تہذیبی حملہ کا آغاز ویسے تو گزشتہ صدی میں سب سے پہلے مغرب سے کیا اور وہاں کامیابی کے جھنڈے گاڑنے کے بعد اُس نے اسلامی ملکوں کا رُخ کیا۔ اس صورتِ حال کو سمجھنے کے لیے ضروری ہے کہ مغربی معاشرے پر ایک نظر ڈالی جائے کہ کیسے بے راہروی نے اِن لوگوں کی زندگی کو درہم برہم کر رکھا ہے۔ ابلیس نے مغرب میں فری سیکس کا فساد ایک نظام کی صورت میں برپا کیا ہے۔ ایسا سمجھنا کہ یہ تباہ کن فساد صرف مغرب تک محدود ہے، درست نہیں۔ ابلیس نے جو حکمتِ عملی مرتب کی، اس کے نتیجے میں مغرب کی بے حیائی اور عریاں تہذیب ساری دنیا کو اپنی لپیٹ میں لے چکی ہے۔ باقی دنیا میں یہ تہذیب فی الحال منظم انداز میں نہ سہی لیکن منتشر انداز میں اپنی جگہ بنا چکی ہے۔

اللہ تعالیٰ نے انسان کو پیدا کیا تو اس کی ہدایت کا انتظام بھی فرمایا۔ زندگی بخشی تو زندگی گزارنے کا ڈھنگ بھی بتلایا۔ اللہ تعالیٰ نے انسان کی فلاح کے لیے اسلام کو بطور دین حیات پسند کر لیا۔ اس اعلان نے ابلیس کو حسد اور عداوت میں بری طرح بتلا کر دیا۔ اسلام کا نظام چونکہ انسان کی کامیابی اور فلاح کا مشن لے کر آیا تھا، لہٰذا یہ ابلیس کو کھلا چیلنج تھا بلکہ اُس کے خلاف اعلان جنگ تھا۔ تاریخ انسانی میں یہ اعلان اُس کی بڑی ناکامی تھی۔ چنانچہ ابلیسی سازشوں کا سلسلہ شروع ہوا۔ اِن سازشوں کی فہرست اتنی طویل ہے کہ بیان کرنے کی گنجائش نہیں ہے۔ اس وقت صرف مغرب کے معاشرتی نظام کے حوالے سے بحث کو آگے بڑھاتے ہیں۔

یہ بات سامنے آ چکی ہے کہ کسی بھی معاشرہ اور تہذیب کی چھوٹی سے چھوٹی چیز براہِ راست انسان پر اثر کرتی ہے جس کی بنیاد پر وہ تہذیب کھڑی ہوتی ہے۔ چونکہ مغرب کی تہذیب خدا بیزار فکر پر مبنی ہے، اس کے برعکس اسلام چونکہ دین اللہ ہے۔ لہٰذا مغرب کا اِسے تسلیم کرنے کا سوال ہی نہیں پیدا ہوتا۔ مغرب اور اسلام بہت سے معاملات میں ایک دوسرے کی ضد ہیں لہٰذا تصادم کا پیدا ہونا لازمی ہے۔ مغرب کا انسان اسلام کے حوالے سے تنگ نظری کا شکار ہے۔ مسلمانوں کے پاس فکر کا وہ سرچشمہ ہے جو اسلامی عقائد سے

Marfat.com

پھوٹ کر نکلتا ہے اور تہذیب اسلامی کہلاتی ہے مگر بدقسمتی اس حوالے سے دنیا کو کوئی عملی نمونہ نہ دکھایا جا سکا۔ اسلام کا حقیقی تصور سامنے نہ ہونے کی وجہ سے اور مغرب میں اسلام کا صحیح پیغام نہ پہنچنے کے سبب مغرب نے اپنے ذرائع ابلاغ کے ذریعے یہ پروپیگنڈا شروع کر رکھا ہے کہ (معاذ اللہ) اسلام دہشت گردی اور انتہا پسندی کا مذہب ہے۔

تاریخ گواہ ہے کہ مغرب ابتدا سے ہی اسلام کا مخالف ہے۔ اسلام کے معاشرتی نظام کو توڑنے کی ہمیشہ کوششیں ہوتی رہی ہیں اور یہ سلسلہ آج بھی جاری ہے۔ مغرب یہ چاہتا ہے کہ ہمارا انسانی حاکمیت کا تصور اللہ کی حامیت اعلیٰ کے تصور پر غالب رہے لیکن دوسری وجہ یہ ہے کہ مغرب کے حکمرانوں اور مذہبی پیشواؤں (پادریوں) میں دلی طور بغض و عناد کا مادہ ہے جس کا ذکر قرآن نے بھی کیا ہے۔ یہ لوگ ابلیس کے ایجنٹ بن کر اسلام کے خلاف طرح طرح کے ہتھکنڈے استعمال کرتے رہے ہیں۔ المیہ یہ ہے کہ مسلمان ان کی مادی ترقی دیکھ کر احساس کمتری کا شکار ہو کر ان ہی کی فکر میں جذب ہو رہے ہیں۔

دین کے دشمن اسلام سے اس قدر بغض رکھتے ہیں کہ اسلام کو اپنے طور پر ختم کرنے کے لیے بڑی بڑی تدبیریں کرتے ہیں۔ اللہ رب العزت نے ارشاد فرمایا:

﴿يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اِنْ تُطِيْعُوْا فَرِيْقًا مِّنَ الَّذِيْنَ اُوْتُوا الْكِتٰبَ يَرُدُّوْكُمْ بَعْدَ اِيْمَانِكُمْ كٰفِرِيْنَ﴾

”اے لوگو! جو ایمان لائے ہو اگر تم نے ان اہل کتاب میں سے ایک گروہ کی بات مانی تو یہ تمہیں ایمان سے پھر کفر کی طرف پھیر دیں گے۔“ (آل عمران:۱۰۰)

دین کے یہ دشمن دھوکے اور فریب کا لبادہ اوڑھ کر اسلام کو نقصان پہنچانے کے لیے نہایت چالاکی اور عیاری سے اپنا اپنا کام کرتے ہیں۔ لشکر شیطان ہونے کے ناتے ان سے انسانیت کے حوالے سے تو کوئی خیر کی توقع نہیں کی جا سکتی۔ یہ دین دشمن اسلامی نام رکھ کر اسلامی ملکوں میں جاتے ہیں اور اپنا کام کرتے ہیں، جس کی کئی مثالیں دی جا سکتی ہیں۔ گذشتہ صدی میں ایک شخص نے اسلامی نام بدل کر ملک میں داخل ہو کر ”مکہ“ نامی ایک

Marfat.com

کتاب لکھی اور دوسری کتاب ''جشن مکہ'' نامی لکھی جوجج کے رش پر اُس کا اظہارِ خیال ہے۔
اس پر غور کیا جائے تو ایسا معاملہ ہوتا ہے کہ مغرب اسلام سے تعصب اور کینہ کا شکار ہے اور کبھی بھی مسلمانوں کا ہمدرد نہیں ہوسکتا۔ مغرب میں مختلف مذاہب کے لوگ آباد ہیں۔ سب کی اپنی اپنی عبادت گاہیں ہیں۔ سب کو اپنے طریقہ کار پر اپنے اپنے خداؤں کی پوجا پاٹ پر عمل درآمد کی اس طرح آزادی ہے کہ کسی ایک کے اقدام سے کسی دوسرے مذہب کے پیروکار کو شکایت نہ ہو۔ اسلام کو اہل مغرب نے ایک عظیم الشان نظام حیات اور ایک درخشاں تہذیب کی بجائے انتہا پسندی کے حوالے سے دیکھا ہے۔ اُن کی رائے میں انسانیت کے لیے یہ دین خطرناک ہے۔ حالانکہ اسلام کا انتہا پسندی سے دور کا بھی تعلق نہیں۔ یہ دین اعتدال ہے جو زندگی کے ہر مرحلے میں عدل اور توازن کی تعلیم دیتا ہے۔ انسانی حاکمیت کو حرمت کا درس دیتا ہے۔ انتہا پسند حالانکہ کوئی مذہب یا معاشرہ انتہا پسندی سے خالی نہیں یہودیوں، ہندوؤں وعیسائیوں، بدھست میں سے وہ لوگ ہیں جو مسلمان یا دوسرے انسانوں کا خون بے دریغ بہا رہے ہیں، جو اسلام کی کتاب قران حکیم کو جلاتے ہیں، جو پیغمبر اسلام محسن انسانیت کی شان میں گستاخیاں کرتے، آپؐ کے توہین آمیز خاکے شائع کرتے ہیں، حجاب پر پابندی لگانے اور قرآن پر پابندی کا مطالبہ کرتے ہیں۔ حیرت ہے کہ اہل مغرب کو یہ سب لوگ قابل قبول ہیں۔

اللہ تعالیٰ نے بنی آدم کو عقل اور شعور کا تحفہ دیا ہے۔ اُس سے انسان اللہ کی دوسری مخلوقات کی نسبت یکسر مختلف ہوکر اس دنیا میں آیا ہے۔ یہ انسان ہی ہے جو اللہ رب العالمین کا نائب بنایا گیا ہے۔ اسی وجہ سے پوری کائنات امانت کے طور پر انسانوں کو تھما دی گئی ہے، جس کا وہ امین ہے۔ پوری کائنات میں رب کی مخلوقات پر غور کریں تو ایسا معلوم ہوتا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے کائنات بڑی متوازن تخلیق کی ہے۔ ہر چیز اپنی جگہ بغیر کسی کمی کے مکمل ہے جو چیز جس کام کے لیے بنائی گئی ہے وہ اپنی جگہ اپنا کام بڑی حکمت اور فعالیت سے کر رہی ہے۔ قرآن حکیم کہتا ہے:

﴿اَلَا لَهُ الْخَلْقُ وَالْاَمْرُ ط﴾

Marfat.com

''خبردار خلق اور امر اسی کا ہے۔'' (الاعراف:54)

ہر چیز اس کے حکم کے تابع ہے۔ اللہ اکیلا ہے۔ اس نے ہی سب کچھ پیدا کیا ہے۔ چنانچہ اللہ نے اپنے ارادے اور منشا کی تکمیل کے لیے خلق میں تبدیلیوں کے لیے مختلف سنتوں کا اجراء فرمایا ہے۔ اس میں بعض سنتیں مخلوقات پر بھی ظاہر کردیں۔ انسان تخلیق الٰہی کا شاہکار ہے۔ اس کے پیدا ہونے، زندہ رہنے اور پر مرنے کا وقت مقرر ہے۔ انسان اللہ کے بنائے گئے قانون کے مطابق سانس لیتا ہے، کھانا کھاتا اور چلتا پھرتا، مباشرت کرتا ہے۔ انسان اللہ کے ضابطے کی اِن شقوں سے تو واقف ہے لیکن دوسری شقیں مثلاً نظام تنفس، نظام ہاضمہ نظام پیدائش یہ سارے نظام کس طرح کام کرتے ہیں اس معاملے میں انسان کا کوئی عمل دخل نہیں ہے اور وہ بے بس ہے۔ ان نظاموں کو چلانے کے لیے اللہ تعالیٰ نے دوسری مخلوقات مثلاً ملائکہ، کیڑے مکوڑے و جراثیم وغیرہ کام کرنے کے لیے متعین کیے ہیں۔

اسی طرح نباتات کا میکنزم ہے جس میں انسانوں کے لیے فائدے ہیں۔ اس میکنزم کو چلانے کے لیے اللہ نے کتنی ہی مخلوقات کو لگا رکھا ہے۔ مثلاً سورج کی روشنی کھاد میں کیڑے، مکوڑے کی مدد سے زمین میں اناج، پھل اور سبزیاں اُگتی ہیں۔ سورج کی گرمی سے سمندر کا پانی بھاپ بن کر بارش کی صورت میں برس کر کھیتیاں اُگاتا ہے۔ سورج کے نکلنے اور ڈوبنے کا ایک قاعدہ اور وقت مقرر ہے۔ ہوا چلنے کا ایک ضابطہ ہے۔ بارش ہونے کا ایک قانون ہے۔ دنیا کی کل چیزوں کے لیے ایک قانون قدرت ہے اور اسی قانون کے تحت وہ پیدا ہوتی اور زندہ رہتی ہیں۔ ریشم کا کیڑا ریشم بنا رہا ہے۔ شہد کی مکھی شہد بنا رہی ہے۔ ہر مخلوق اپنے وقت پر اپنا کام انجام دے رہی۔ غرض کہ بے شمار نعمتیں ہیں، جن پر انسان کی زندہ رہنے کا دارومدار ہے۔ تمام نظام حیات، نباتات، حشرات، حیوانات، جمادات اسی اُصول پر چل رہے ہیں۔ پوری کائنات میں انسان ہی ایسی مخلوق ہے جو اچھائی اور برائی دونوں کا شعور رکھتی ہے۔ انسانی فطرت میں رب نے نیکی اور بدی کی پہچان ڈالی ہے اس مخلوق کو شعور کی دولت سے نوازا ہے۔ شاید انسان کی معراج یہی ہے کہ اللہ کی اطاعت کرتے ہوئے تسخیر کائنات کا فریضہ ادا کرے۔ درخت پر جب پھل پک کر تیار ہوتا ہے تو وہ انسان

Marfat.com

کو راغب کرتا ہے کہ اُسے کھائے۔ اس طرح وہ اپنے مقصدِ حیات کو پالیتا ہے۔ انسان پھل کھا کر بیج زمین پر پھینک دیتا ہے۔ بیج کا مٹی میں مل جانا اس کی معراج ہے۔ مرغی انڈے دے کر خوشی کا اظہار کرتی ہے اور اعلان کرتی ہے کہ اس کو اُٹھا لیا جائے تا کہ وہ بھی اپنے معراج کو پہنچے۔ انسانوں کے ہاتھ ذبح ہونے والے جانور ظلم کا شکار نہیں ہوتے بلکہ یہی ان کا مقصدِ وجود ہے۔ یہی ان کی زندگی کی معراج ہے۔ وجہ صرف یہ ہے کہ تمام مخلوقات انسان کی خدمت میں لگی ہوئی ہیں۔ انسان کی اطاعت ان کی معراج ہے۔ انسان کو کسی دوسری مخلوق، کسی دوسری تہذیب یا کسی دوسرے دین کی پیروی کا حکم نہیں دیا گیا ہے، صرف اللہ کی بندگی اور اس کے دین کی اطاعت کا پابند کیا گیا ہے تا کہ وہ اپنی حیات کی معراج کو پہنچے۔ انسان کسی مخلوق کے بنائے ہوئے نظام کا پابند نہیں ہے۔ اُس سے صرف اور صرف اس نظام کی پابندی مطلوب ہے جو اس کے رب نے وحی کے ذریعے اپنے محبوب نبی ﷺ کو عطا کیا ہے۔

ابلیس انسانوں کے ساتھ مل کر انسانوں کو دیئے گئے آسمانی ہدایت پر مبنی نظام کو تلپٹ کرنے کی کوشش کر رہا ہے جس میں وہ کسی حد تک کامیاب ہے۔ آسمانی ہدایت کی بجائے انسانیت کو مغربی تہذیب کا تحفہ ابلیس کی بہت بڑی کامیابی ہے۔ ابلیسی چالوں سے مغرب کا انسان بھٹک گیا ہے۔ ابلیسی قوتوں نے پوری دنیا پر اپنا اثر چھوڑا ہے۔ یہ اثر اتنا گہرا ہے جس کی مثال کم از کم انسانی تاریخ میں نہیں ملتی۔ مغربی تہذیب میں درحقیقت نفس پرستی ابلیسی نظام کا ایک اہم مظہر ہے جو لذت اور مادیت کے گرد گھومتی ہے۔ دورِ جدید کے سامان تعیش گویا معراج زندگی ہے۔ مغرب میں لذت پرستی کے اس بازار میں عورت سب سے سستی چیز ہے۔ جنسی بے راہروی بدترین ابلیسی ہتھکنڈا ہے۔ عورت اور مرد کا بغیر شادی جنسی تعلق ایک ایسا شیطانی فعل ہے جس نے ساری دنیا کو اپنی لپیٹ میں لے لیا ہے۔ یوں لگتا ہے جیسے مغرب میں شہوت کاری ایک نظام کی صورت اختیار کر گئی ہے جس کے مظاہر پورے معاشرے میں دیکھے جا سکتے ہیں۔ مردوں کے زنانہ اور عورتوں کے مردانہ لباس اور وضع وقطع پرانی باتیں ہو گئی ہیں۔ اب تو ابلیس نے انسانوں کو حیوانات بنا دیا ہے۔ جنسی شہوت انسان کی سب سے بڑی کمزوری ہے۔ مغرب کو اس جنسی چسکے نے مغرب کی بدکار

Marfat.com

اور زانی قوم بنا دیا ہے۔ گویا انسان اشرف المخلوقات سے گر کر صحیح معنوں میں اسفل سافلین میں سے ہو گیا ہے۔ ابلیس نے ان سے وہ کام کروا دیئے ہیں جو شاید جانور بھی نہیں کرتے۔ قرآن کہتا ہے:

﴿اُولٰٓئِکَ کَالْاَنْعَامِ بَلْ هُمْ اَضَلُّ ؕ﴾

''وہ جانوروں کی طرح ہیں بلکہ ان سے زیادہ گمراہ۔'' (الاعراف:179)

یہ بات بالکل سچ ہے کہ مغرب کا معاشرہ اخلاقی لحاظ سے دیوالیہ پن کا شکار ہو چکا ہے۔ یہاں انسانیت ایک مردار گوشت کی طرح دفن ہو چکی ہے۔ اہل مغرب کی ثقافت اور تہذیب اس وحشیانہ جنسی بے راہ روی کے بیج سے نمودار ہوتی ہے جس سے عقل اور دل پر مہر لگ گئی ہے۔ آنکھیں اور کان ہیں لیکن کچھ دکھائی اور سنائی نہیں دیتا۔ اسی بات کو قرآن کہتا ہے:

''کہ دل سیاہ ہو گئے ہیں اور مہریں لگ گئی ہیں۔''

اور جب دل فساد کا شکار ہو جائے تو پورا جسم فساد کا شکار ہو جاتا ہے۔

نوخیز مغربی نسل

مغرب میں بچہ کی پیدائش سے لے کر اس کی موت تک حیوانی کلچر کا غلبہ ہے۔ سیکس ایجوکیشن کلچر کے ذریعے ابتدا ہی سے بچوں کو جنسی تعلیم دی جاتی ہے۔ یوں 13 سال کی عمر میں بغیر کسی مزاحمت کے سیکس کا عمل شروع ہوتا ہے۔ آخرت کی جوابدہی سے محروم یہ انسانی معاشرے انسانیت کے لیے باعث شرمندگی ہیں۔ پورن کلچر نے نوجوانوں کو برباد کر دیا ہے، جس سے پوری نسل کے دلوں سے خون رس رہا ہے۔ یہ نفس پرستی اور لذتیت ان کے ماحول اور اداروں میں اب فری سیکس کے ایک نظام کی صورت اختیار کر چکی ہے جس کے باقاعدہ طور طریقے ہیں کہ کس طریقے سے لڑکا اور لڑکی ایک دوسرے کے قریب آئیں گے۔ حیوانوں کے سے انداز میں جنسی ملاپ عام ہے اور معاشرے میں بری طرح پھیل گیا ہے جس سے خاندانی نظام تہہ وبالا ہو گیا ہے۔

دنیا بھر میں مہذب اور ترقی یافتہ ہونے کے دعویدار ایڈز کی بیماری، ڈپریشن کی بیماری

Marfat.com

(Dementia) کی بیماری میں مبتلا یہ قوم تباہی کی آخری حدوں کو چھو رہی ہے۔ پورے مغرب میں فری سیکس کے لیے ہر طرح کی سہولت فراہم کی جاتی ہے۔ کسی کلب میں بیڈروم بھی فراہم ہوتے ہیں۔ ہر سکول میں بیت الخلا میں کنڈوم بھی لگا دیے گئے ہیں۔ بن بیاہی ماؤں کی تعداد گزشتہ برسوں میں آسمان کو چھو چکی ہیں۔ مشہور مفکر ڈاکٹر ALEXIS CARREL اپنی عالمی شہرت یافتہ کتاب Man the unknown میں لکھتے ہیں:

''ہم مغربی لوگ اخلاقی طور پر انتہائی پست سطح پر گر چکے ہیں ہم گھٹیا اور بدقسمت لوگ ہیں۔''

مسلمان بالخصوص ان کی نسل ان کی ظاہری چمک دمک کے سامنے نفسیاتی دباؤ کا شکار ہے۔ اپنے صالح اور پاکیزہ نظام اور اس کی اقدار پر اعتماد کی بجائے ان کی ثقافت کی دیوانے ہو چکے ہیں۔ مغرب کا مطالبہ یہی ہے کہ پوری نسل ان کے ہم خیال ہو جائے۔ ثقافتی لحاظ سے مسلمان مغرب کے سامنے ہتھیار ڈال چکے ہیں۔ اس ضمن میں حقائق خاصے تلخ ہیں۔ بچے بچیاں بے راہ روی کا شکار ہیں۔ مغرب میں رہائش پذیر پوری دنیا کے مسلمانوں کی اگلی نسل اِس بے حیائی اور بے غیرتی پر مبنی ثقافت میں غوطے کھا رہی ہے۔ اس چیز نے ماں باپ کو کس قدر ہیجان میں مبتلا کر رکھا ہے اس کا اندازہ بھی نہیں کیا جا سکتا۔ کاش ہم یہ بتا سکتے کہ بیٹے بیٹیاں اس معاشرے میں جوان ہو جائیں تو روحانی کرب والدین کا مقدر بن جاتا ہے۔ اولادوں کو ان کی بے راہ روی کو روکنے پر یا ڈانٹنے پر پولیس طلب کر لی جاتی ہے۔

ابلیس میڈیا کے ذریعے یہ ثقافت دنیا کے چپے چپے میں پھیلا رہا ہے اسلامی ملکوں میں فیشن شو، بیوٹی پارلر کے ذریعے تباہی لائی جا رہی ہے۔ مسلمان اپنی اخلاقی روایات سے دست بردار ہوتے چلے جا رہے ہیں۔ یہ لمحہ فکریہ ہے۔ مسلمانوں کو بھی مغرب کے لوگوں کی طرح قصر مذلت میں گرانے کی ابلیس کی مکمل تیاری ہے۔

فیملی پلاننگ

مغرب میں جہاں جنسی آزادی عروج پر ہے وہاں اولاد کے بڑھانے اور ان کی پرورش

Marfat.com

کے مصائب سے چھٹکارا حاصل کرنے کے لیے مصنوعی طریقے سے بچوں کی پیدائش کو روکنے کا طریقہ موجود ہے اور اُس کی حوصلہ افزائی بھی کی جاتی ہے۔ اللہ تعالیٰ چودہ سو سال پہلے ہمیں یہ فرمایا کہ:

﴿وَلَا تَقْتُلُوٓا اَوْلَادَكُمْ خَشْيَةَ اِمْلَاقٍ ؕ﴾

''اپنی اولادوں کو رزق کی کمی کے ڈر سے قتل نہ کرو۔''

(بنی اسرائیل: 31)

آج کی یہ فیملی پلاننگ مسلم معاشروں کو بطور خاص تباہ کرنے کے لیے استعمال کیا جانے والا مؤثر ترین ہتھیار ہے۔ پچھلے پچاس سالوں سے اس پر خاصا کام کیا جا چکا ہے۔ یہ صورتِ حال بڑی خطرناک ہے۔ مسلمان معاشرہ جسے اسلام کی طرف پیش رفت کرنا چاہیے تھی اُس میں بھی ابلیس کے مشن کی تبلیغ ہو رہی ہے یعنی:

''دو بچے خوشحال گھرانہ، چھوٹا خاندان زندگی آسان''

اب ان کوششوں کا دائرہ اور بڑھا دیا گیا ہے۔ اہل مغرب جانوروں کے ساتھ جنسی ملاپ کی جو انتہائی غلیظ اور شرمناک فلمیں پیش کرتے ہیں۔ اس کی مثال شاید انسانی تاریخ میں نہ ملتی ہو۔ انٹرنیٹ کے ذریعے فیس بک کے ذریعے چیٹنگ کا عمل نوجوان لڑکوں لڑکیوں میں بہت مقبول ہو چکا ہے۔ اب تو حالت یہ ہو چکی ہے کہ اگر آپ کسی قسم کا کام اپنے کمپیوٹر پر کرتے ہیں تو فحش لغویات کا آپشن آپ کے سامنے آ جاتا ہے اور ایک کلک پر جو چاہیں دیکھیں۔ یہ ہیں مہذب دنیا کے نظریات جو پوری دنیا کو اپنی لپیٹ میں لے رہے ہیں۔ ابلیس کے ہاتھوں پوری انسانیت کی لباس حیا سے عاری ہو چکی ہے۔ فحاشی و عریانی اور بے حیائی مہلک سماجی امراض ہیں۔ حدیث کی مطابق:

''جب کسی قوم میں فحاشی کا رواج بڑھتا ہے یہاں تک کہ لوگ کھلم کھلا بے حیائی کرنے لگتے ہیں تو ایسے لوگوں کے درمیان طاعون اور ایسی بیماریاں پھیل جاتی ہیں جو ان کے گذرے ہوئے اسلاف کے زمانے میں موجود نہیں ہوتی تھیں۔'' (ابن ماجہ)

Marfat.com

اب مسلمان بھی کچھ ایسی کیفیت سے دوچار ہیں۔ ان لوگوں نے ظاہر یہ کیا تھا کہ دنیا کمانے مغرب آتے ہیں مگر اس دنیا میں کمانے کا نتیجہ یہ نکلا کہ جو نسل یہاں پیدا ہوئی۔ ان کی کثیر تعداد حلال اور حرام کی تمیز کیے بغیر کھانا کھاتی ہے۔ صرف بسم اللہ پڑھ کر حرام شے کو کھانا ایک فیشن بن گیا ہے۔ احمقوں کی جنت میں رہنے والے وہ مسلمان جو مشرق سے مغرب آئے تھے وہ اپنے گھر میں کوئی قرآنی آیت کا فریم لگا کر یا خانہ کعبہ کی تصویر لگا کر اسلامی ہونے کا نمونہ پیش کرتے ہیں۔ ہمارا سب سے بڑا مسئلہ تو یہی ہے کہ بدقسمتی سے یہ تمام مسلمان اسلام کی حقانیت سے آگاہ ہی نہیں ہیں۔

ابلیس نے مغرب کے انسانوں کے دل پتھر کی طرح کر دیے ہیں جس میں محبت آنکھوں کی مروت اخوت ناپید ہو چکی ہے۔ رشتوں کی پہچان ختم ہو جانے سے خاندانی نظام کو تباہ و برباد کر دیا ہے۔ عوام الناس نے شراب، زنا اور جوا میں سہارا ڈھونڈ لیا ہے۔ ہم جنس پرستی کو قانونی درجہ دینے والے شیطان مغرب نے انسانیت کا جنازہ نکال دیا ہے۔ کنواری ماؤں اور ہم جنسی پرست، مرد و زن کے بغیر شادی کے اکٹھے رہنے کو سارے مغرب میں خوش آمدید کہا جاتا ہے۔ مصنف کی اپنی ایک سروے رپورٹ کے مطابق لوگوں کی کثیر تعداد اس بات پر بالکل یقین نہیں کرتی ہے کہ اکٹھے رہنے والے غیر شادی شدہ جوڑے کوئی گناہ کرتے ہیں، ان کے نزدیک شادی پر زور دینا پرانی روایات ہیں۔

کیا کیا جائے دعا اور توبہ کے حوالے سے!

انسان جب اللہ کی اطاعت میں معراج کو پہنچے گا تو کائنات میں توازن قائم ہو گا اور جنت ارضی کا نمونہ پیش کرے گی۔ وہ جنت جہاں سے کبھی نکالا گیا تھا۔

انسانی حاکمیت اور اللہ کی حاکمیت پر دلائل اور تفصیلی بحث ہو چکی ہے۔ اس کی روشنی میں ایک اہم سوال اُبھر کر سامنے آتا ہے کہ آج کا مسلمان یعنی ایک عام آدمی کیا کرے؟ پچھلے صفحات کے دلائل کے پس منظر میں جائزہ لیں کہ ہم سب کہاں کھڑے ہیں؟

حقیقت ہے کہ انسان خطا کا پتلا ہے۔ غلطی کرنا انسانی سرشت میں ہے۔ لیکن اگر انسان

Marfat.com

کو اپنی غلطی کا احساس ہو جائے تو پھر اس کا کفارہ کیا ہے؟ مثلاً ایک مسلمان نظام باطل میں زندگی گزارنے پر مجبور ہے جس میں انسانی حاکمیت کا غلبہ ہے، ملک میں اسلامی نظام نہیں ہے۔ انسانی حاکمیت کے تحت تشکیل پانے والے معاشرے میں زندگی کے شب و روز گزریں تو اس کا کوئی کفارہ تو ہونا چاہیے تاکہ آخرت میں اس گناہ کی پاداش میں سزا سے بچ سکے۔

محفلوں میں ہر مرتبہ گفتگو کا اختتام اس بات پر ہوتا ہے کہ اس کا علاج کیا ہے۔ اس سے بچنے کا راستہ کون سا ہے اپنا احتساب کس طرح کیا جا سکتا ہے۔ اللہ تعالیٰ جو رحیم و کریم ہے مسلمانوں کی لغزشوں کو کس بنیاد پر درگزر کر سکتا ہے۔ محفل میں سب لوگ اس طرح کے سوالات سوچنے کا حق رکھتے ہیں۔ عموماً ان تمام سوالوں کا جواب یہی دیا جاتا ہے کہ دعا کر دیا توبہ کرو۔ ان دو جوابات کے بعد کچھ تشفی سی ہو جاتی ہے۔ توبہ کی تسبیح سارا دن پڑھنے کے بعد بھی وہی شب و روز ہوتے ہیں شاید مسلمانوں میں عموماً دعا اور توبہ کے جواب کے بعد کوئی اور سوال نہیں ہوتا ہے لیکن درحقیقت یہیں سے اس سوال کا نیا پہلو اُبھرتا ہے کہ کیا تسبیح اور مناجات سے آدمی سدھر جاتا ہے یا سدھر سکتا ہے۔ اگر بات کو یہیں تک لا کر چھوڑ دیا جائے تو گمراہ اور نفس پرست قسم کے لوگوں کو موقع مل جاتا ہے کہ وہ امت کے ہر فرد کو گمراہی اور بدعتوں کی پٹڑی پر چڑھا کر اپنے مفادات حاصل کر لیتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ حکیم ہے، جو بیماری نازل کرتا ہے اس کا علاج بھی بتلاتا ہے۔ جس نے اُس علاج کو جاننا ہوتا ہے وہ جان لیتا ہے اور جو نہیں جاننا چاہتا وہ جاہل ہی رہ جاتا ہے۔ اللہ کے نبی ﷺ نے اپنی امت کو دنیاوی اور اخروی کامیابی کے لیے زندگی کے ہر مسئلہ کا حل بتلایا ہے۔

اس بات کو ذرا کھولیں۔ قرآن حکیم کے الفاظ ہیں:

﴿يَـٰٓأَيُّهَا الَّذِينَ اٰمَنُوا ادْخُلُوْا فِي السِّلْمِ كَآفَّةً﴾

''اے ایمان والو اسلام میں پورے کے پورے داخل ہو جاؤ۔''

(البقرہ:۲۰۸)

اس فلسفہ پر کیا آج کی اصطلاح میں آدھا تیتر اور آدھا بٹیر کا سا طرز عمل کامیابی کی ضمانت بن سکتا ہے؟ چونکہ تاریخ انسانی کا یہ دور دجال کا دور ہے۔ زندگی کے تمام شعبے اس

Marfat.com

سے بُری طرح متاثر ہیں۔ مثلاً پوری دنیا میں اشیاء کو پیدا کرنے سے لے کر بیچنے اور خریدنے تک میں سود شامل ہوتا ہے۔ مزید براں Emusifier کے ذریعے سور کی چربی کھلائی جا رہی ہے اور پوری دنیا سیکولر نظام اور غیر اللہ کی حاکمیت کے شرک میں بھی مبتلا ہے۔ افراد پوری زندگی نظام کفر کے ہی تابع ہے۔ ایسے میں پھر ایک سوال اُٹھتا ہے کیا 33% دین پر عمل اور اللہ کی اطاعت کامیابی کی ضمانت ہے۔ اس ضمن میں قرآن کا آئینہ اور آج کے سوال کا جواب بھی ہے۔ فرمایا:

﴿اَفَتُؤْمِنُوْنَ بِبَعْضِ الْكِتٰبِ وَتَكْفُرُوْنَ بِبَعْضٍ ۚ فَمَا جَزَآءُ مَنْ يَّفْعَلُ ذٰلِكَ مِنْكُمْ اِلَّا خِزْيٌ فِي الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا ۚ وَيَوْمَ الْقِيٰمَةِ يُرَدُّوْنَ اِلٰٓى اَشَدِّ الْعَذَابِ ۗ وَمَا اللّٰهُ بِغَافِلٍ عَمَّا تَعْمَلُوْنَ۝﴾

تو کیا تم کتاب (اور شریعت) کے ایک حصے کو تو مانتے ہو اور ایک کو رد کرتے ہو؟ تو جو لوگ بھی تم میں سے یہ طرزِ عمل اختیار کریں گے ان کی سزا اِس کے سوا اور کیا ہے کہ دنیا کی زندگی میں وہ ذلیل وخوار کر دیئے جائیں گے اور قیامت کے دن شدید ترین عذاب میں جھونک دیئے جائیں اور اللہ ان حرکات سے بے خبر نہیں ہے جو تم کرتے ہو۔ (البقرہ:85)

اطاعت کی حقیقت کے اعتبار سے یہ قرآن حکم کی ''اہم ترین آیت ہے''۔

حقیقت ہے کہ ایک مسلمان کی زندگی شروع بھی دعا سے ہوتی ہے اور دعا میں آگے بڑھتی ہے اور اور دعا پر ہی ختم ہوتی ہے۔ ہمارے دین میں دعا کی اِس قدر اہمیت ہے اِسے کہ عبادت کا مغز کہا گیا ہے۔ ایک حدیث میں یہ مفہوم بھی ہے کہ قیامت کا وقت مقرر ہے لیکن دعا کی تاثیر بھی اس کو ٹال سکتی ہے۔

یہ تو ہر انسان کا بنیادی حق ہے کہ وہ اپنے رب سے مانگے۔ دنیا کے تمام مذاہب میں لوگ اپنے اپنے عقیدے کے مطابق اپنے اپنے خدا سے دعا کرتے ہیں اور بعض اوقات ان

Marfat.com

کی مراد بھی پوری ہو جاتی ہے، جس کی بنیاد پر ان کا عقیدہ چٹان کی طرح مضبوط ہو جاتا ہے۔ اب اس عقیدے کو ختم کرنا بہت مشکل کام ہے۔ ایسے لوگوں کا ذہن یہ سوچنے پر مجبور ہوتا ہے کہ میرا کام میرے خدا نے کر دیا ہے تو میرا خدا سچا ہے۔ ابلیس اس عقیدے سے فائدہ اُٹھا کر انسانوں کو وحدہ لاشریک کے معاملے میں گمراہ کرتا ہے۔

ایک مسلمان جو اللہ وحدہ لاشریک پر یقین رکھتا ہے، اللہ ہی سے دعا مانگتا ہے یہ اللہ کا بنیادی حق ہے کہ اُسی سے مانگا جائے، لہٰذا آدمی کو اس معاملے میں شرم، جھجک اور ہچکچاہٹ نہیں ہونی چاہیے۔ اللہ تعالیٰ پوری کائنات خالق ہے۔ اُسے اس بات سے حیا آتی ہے کہ اس کا بندہ اس سے مانگے اور وہ اسے نہ دے۔ چونکہ رب تعالیٰ رحیم و کریم ہے، اس لیے وہ اپنی رحمت کے صدقے ایسی دعائیں جو ہمارے مفاد میں نہیں ہوتیں قبول نہیں فرماتا لیکن اس کے بدلے ہمارے گناہ معاف کر دیتا ہے ہے ہماری دعا قبول نہ ہونے کی وجہ یہ بھی ہوتی ہے کہ ہم نبی ﷺ کو مانتے ہیں لیکن ان کے دین کی پیروی نہیں کرتے۔ ہم جانتے ہیں غیر اللہ کی حاکمیت اعلیٰ کا تصور شرک عظیم ہے، پھر بھی مغرب میں رہنا اور وہاں کے رنگ میں رنگا جانا پسند کرتے ہیں یاد رکھیے! جو دلی آمادگی سے غیر اللہ کے نظام کو پسند کرتا ہے۔ اس کی دعائیں قبول نہیں ہوتیں۔ اللہ تعالیٰ نے دعاؤں کی مقبولیت کے ضمن میں کچھ قوانین مقرر کر دیئے ہیں۔ اللہ تعالیٰ پوری کائنات کو ایک میزان سے چلا رہا ہے وہ سارے بھیدوں سے واقف ہے بعض دعائیں انسانوں کے لیے بہتری کا پیغام اور بعض نقصان کا پیغام لے کر آتی ہیں۔ قرآن کہتا ہے:

﴿وَعَسٰۤى اَنْ تَكْرَهُوْا شَیْــٴًـا وَّ هُوَ خَیْرٌ لَّكُمْ ۚ وَ عَسٰۤى اَنْ تُحِبُّوْا شَیْــٴًـا وَّ هُوَ شَرٌّ لَّكُمْ ؕ﴾

”کہ عجب نہیں جو چیز تم کو اچھی لگتی ہے وہ تمہارے لیے بری ہو اور جو بری لگتی ہو وہ تمہارے لیے اچھی ہو۔“ (البقرۃ:216)

آج ذرا غور کریں۔ مسجدوں میں گھروں میں محفلوں میں بے شمار دعائیں مانگی جاتی ہیں، مثلاً الٰہی دین کا غلبہ کر دے، مسلمانوں کو سربلندی عطا فرما، لیکن اس کے باوجود دنیا میں

Marfat.com

مسلمانوں کا لہو بہہ رہا ہے اس بات کا جواب اللہ تعالیٰ اس طرح دے رہے ہیں:

''اللہ اس سے غافل نہیں ہے جو کچھ تم کر رہے ہو۔''

دعائیں بے اثر، آنسو بے توقیر

مسجدوں میں، عرفات کے میدان میں، حج میں، خطبہ میں جو دعائیں مانگی جاتی ہیں وہ کیوں قبول نہیں ہوتیں؟ ہم کفار کے ہاتھوں اپنی بہنوں کی عصمتیں لٹتے ہوئے دیکھتے ہیں، مسلمانوں کا خون بہتے ہوئے دیکھتے ہیں۔ اس پر ہچکیوں آہوں سے روتے بھی ہیں مگر پھر بھی ہم پر رحم نہیں کیا جاتا ہے۔ اس کی وجہ کیا ہے؟ اس کا جواب اس حدیث میں ملتا ہے:

تب تمہاری دعائیں قبول نہیں کی جائیں گی۔ (ترمذی)

کاش، یہ بات، یہ حدیث تمام مسلمانوں کی سمجھ میں آ جائے کہ اصل ایجنڈا یہ ہے کہ جب تک مسلمان اپنے اپنے اسلاف کی بجائے اپنے اجتماعی عمل کے آئینے میں اپنا چہرہ نہیں دیکھیں گے، انہیں اصلی چہرہ دکھائی ہی نہیں دے گا، یعنی حقیقی اسلام کا اندازہ ہی نہیں ہوگا، جب اندازہ ہی نہیں ہوگا تو اسے تبدیل کرنے کی راہ بھی نہیں نکل سکے گی۔

آج مغرب کا سیکولر جمہوری نظام امت مسلمہ کا آئیڈیل ہے، جبکہ قرآن مسلمانوں کو اللہ کی حاکمیت کی بنیاد پر اسلامی معاشرہ تشکیل دینے کا حکم دیتا ہے۔ جب کوئی مسلمان دلی آمادگی سے انسانی حاکمیت کی جنت کو حاصل کرنا مقصد اولین بنا لیتا ہے تو وہ اس لمحہ ''مسلمان'' نہیں ہوتا بلکہ نافرمان ہو جاتا ہے اور عمل کی تکمیل کے بعد کلمے سے تعلق کے سبب پھر سے مسلمان ہو جاتا ہے۔ یہ شیطانی حملہ ہے کہ وہ ایک مسلمان کو انسانی حاکمیت پر یقین دلا کر چند لمحے گناہ عظیم کی لذت اور اس کے پھل کھانے کے لیے ایک دم مومن سے کافر بنا دیتا ہے۔

باطل کے اقتدار میں تقویٰ کی آرزو

کیسا حسیں فریب ہے جو کھا رہے ہیں ہم

ایک مسلمان کا دلی آمادگی کے ساتھ دین اسلام کے بجائے دوسرے کسی نظام کے تحت

Marfat.com

زندگی بسر کرنا اسلام سے انحراف ہے اور غیر اسلامی نظام سے محبت ہے تو یہ اسلام سے سراسر انحراف ہے، جس کی سزا دنیا میں ذلت و رسوائی اور آخرت میں شدید عذاب ہے۔

کافر ملکوں میں رہنا، مسلمان کے دین و اخلاق و عادات اور کردار کے لیے ایک بہت بڑے خطرے والی چیز ہے۔ (علماء حق)

قرآن میں فرمایا گیا:

﴿لَا تَجِدُ قَوْمًا يُؤْمِنُونَ بِاللَّهِ وَالْيَوْمِ الْآخِرِ يُوَادُّونَ مَنْ حَادَّ اللَّهَ وَرَسُولَهُ وَلَوْ كَانُوا آبَاءَهُمْ أَوْ أَبْنَاءَهُمْ أَوْ إِخْوَانَهُمْ أَوْ عَشِيرَتَهُمْ﴾

''جو لوگ اللہ پر اور یوم آخرت پر ایمان رکھتے ہیں ان کو تو آپ ایسا نہ پائیں گے کہ وہ ان لوگوں سے دوستی رکھیں جو اللہ اور اس کے رسول ﷺ کے دشمن ہیں اگرچہ وہ ان کے آباؤ اجداد بیٹے یا کنبے والے ہی ہوں۔'' (المجادلہ: 22)

اگر دنیا میں ازل سے حق و باطل برسرپیکار ہیں۔ یہ ایک کھلی جنگ ہے اور دنیا کی تاریخ شاہد ہے کہ کوئی جنگ آج تک دعاؤں یا فتویٰ سے نہیں جیتی گئی۔

امت کا ہر شخص یہ چاہتا ہے کہ امت کا غلبہ ہو جائے اور اس کے نتیجے میں رضائے خداوندی حاصل ہو جائے اور عذاب الٰہی سے بچ جائے۔ اس کے لیے دعاؤں کے قبولیت کے دروازے دوبارہ کھل جائیں۔ اس کے لیے بلاشبہ پہلا قدم توبہ ہے۔ انسان کو جب احساس ہوتا ہے کہ مجھ سے یہ غلطی سرزد ہوئی ہے تو وہ دل میں ندامت محسوس کرتا ہے۔ اسی ندامت کا نام توبہ ہے۔ ندامت آدم کا شیوہ ہے۔ اس کے برخلاف اکڑنا اور تکبر کا مظاہرہ شیطانی شیوہ ہے۔ شیطان اپنے فعل پر شرمندہ نہیں ہوتا ہے اور گناہ کا اقرار نہیں کرتا اور نفس کی ملامت بھی نہیں ہوتی۔

انسانی طرزِ عمل اور شیطانی شیوہ کو سمجھنے کے لیے بہتر ہے کہ علم حاصل کیا جائے۔ اس علم کو حاصل کرنے کے لیے قرآن اور سنت پر غور کیا جائے تو جواب یہ ملتا ہے جس کام میں اللہ کی

Marfat.com

نافرمانی ہورہی ہے اس پر ندامت ہو اور آئندہ گناہ نہ کرنے کا عزم ہو۔

انسانی حاکمیت اور اس پر مبنی مغربی معاشرہ اللہ سے بغاوت کا نام ہے۔ شیطان کی دلی خواہش ہے کہ انسان اِس معاشرے کو دل سے قبول کرلے اور کوئی ندامت محسوس نہ کرے اور گز گز کی زبانیں نکال کر اس کے نظام کی تعریف بھی کرے۔ اس کے دل میں حقیقی پچھتاوا اور پشیمانی نہ ہو۔ یہ خیال کبھی نہ آئے میں یہ کیا کر بیٹھا ہوں، یہ مجھ سے کیا ہوگیا ہے؟

جبکہ اللہ کے نیک بندوں کا شیوہ یہ ہے کہ وہ توبہ کرتے ہیں اور اپنی حالت درست کر لیتے ہیں اور احکامِ الٰہی کو سمجھ کر اپنی غلطیوں پر شرمسار ہوتے ہیں، راتوں کو کروٹیں بدل کر اللہ سے توبہ کرتے ہیں، اپنے آنسو بہاتے ہیں۔ ان کے گناہ معاف کردیتا ہے اور وہ بڑا معاف کرنے والا رحم کرنے والا ہے۔ وہ اپنے ان بندوں کی ندامت کے آنسو موتی سمجھ کر چن لیتا ہے۔ سورۃ الشوریٰ میں فرمایا:

﴿وَهُوَ الَّذِیْ یَقْبَلُ التَّوْبَةَ عَنْ عِبَادِهٖ وَیَعْفُوْا عَنِ السَّیِّاٰتِ وَیَعْلَمُ مَا تَفْعَلُوْنَ۝﴾

''اور وہی تو ہے جو اپنے بندوں کی توبہ قبول کرتا ہے، اور ان کے قصور معاف فرماتا ہے جو تم کرتے ہو وہ سب جانتا ہے۔''

(الشوریٰ:25)

اللہ نے انسانوں سے سرزد ہونے والے ہر گناہ کا کفارہ رکھا ہے، مثلاً شعار اللہ میں کوتاہی غلطی یا جھوٹی قسم وغیرہ وغیرہ۔ سوال یہ ہے کہ کسی اسلامی ملک کو چھوڑ کر کافروں کی جنت میں زندگی گزاری تو اس کا کفارہ کیا ہوگا، چونکہ ایک مسلمان کا دین اسلام کے بجائے دوسرے کسی نظام کے تحت بلا کراہت اور دلی آمادگی کے ساتھ زندگی بسر کرنا اسلام سے بغاوت ہے، جس کی سزا آخرت میں شدید عذاب ہے۔ (ڈاکٹر اسرارؒ)

کسی کافر ملک کی طرف ہجرت کرنے کے حوالے سے علماء حق اس بات پر متفق ہیں کہ اسلامی ملکوں سے کفر کے ملکوں کی طرف ہجرت اسلام میں مطلوب و مرغوب قرار نہیں دی گئی، سوائے تھوڑی عرصے کے قیام یعنی تجارت یا تعلیم یا سفارتی عہدے وغیرہ کے

Marfat.com

لیے۔کافر ملکوں سے اسلامی ملکوں کی طرف واپس ہجرت ایک عظیم جہاد قرار پائے گا۔یعنی اپنے عقیدہ توحید کی حفاظت کے لیے گندگی سے ہجرت کر جاؤ (انسانی حاکمیت نجاست ہے) کیونکہ انسانی حاکمیت کے غلبہ کا معاشرہ اللہ کی نظر میں اچھا تصور نہیں ہے۔

مندرجہ ذیل حدیث کے خلاصہ سے توبہ کی عظمت اور اس کی تاثیر اور کفارہ کا اندازہ بھی ہو جائے گا۔ویسے تو یہ حدیث بہت طویل ہے جو بخاری اور مسلم دونوں میں موجود ہے۔

حضرت ابو سعید خدری سے روایت ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا بنی اسرائیل (اسلام سے پہلے کی امت) میں ایک آدمی نے 99 قتل کر دیئے تھے۔

"واضح رہے ایک انسان کا قتل پوری انسانیت کا قتل ہے جبکہ اس شخص نے 99 قتل کیے تھے۔" جب اس کے دل میں اپنی اس غلطی پر ندامت ہوئی اور اس نے توبہ کی غرض سے کسی سے مشورہ کیا تو اس شخص نے کہا تمہاری توبہ قبول نہیں ہو سکتی۔اس نے غصے میں آ کر اس شخص کو بھی قتل کر کے تعداد 100 کر لی۔کچھ عرصے بعد اُس کو احساس ہوا تو کسی دوسرے عالم سے پوچھا۔اس نے جواب میں کہا یقیناً توبہ کے دروازے کھلے ہیں،تم صرف دل سے توبہ کر لو،اللہ تمہیں معاف کر دے گا،لیکن ساتھ ہی کہا کہ تم جہاں رہتے ہو وہاں سے ہجرت کر جاؤ؛ کیونکہ وہاں کا ماحول اچھا نہیں ہے (ہو سکتا ہے مراد یہ ہو کہ لوگ اپنے خالق اور اس کی حدود کو نہ جانتے ہوں) تم فلاں جگہ ہجرت کر لو وہاں کا ماحول اچھا ہے، ان میں جا کر رہو، وہاں لوگ اللہ کی بندگی کرتے ہیں، تم ان کے ساتھ مل کر اللہ کی بندگی کرو اور اپنی زمین کی طرف (اپنے وطن) واپس مت جاؤ، وہ بری جگہ ہے (یعنی وہاں لوگ اللہ کی بندگی نہیں کرتے ہیں) یعنی اللہ کو ہی نہیں جانتے ہیں، جیسا کہ مغرب کہتا ہے کہ ہم خدا ہیں ۔مختصر یہ کہ اس ہجرت پر اس کو جنت کا حقدار ٹھہرا دیا گیا۔عملوں کا دارومدار نیتوں پر ہے، جس نے دنیا حاصل کرنے ،اپنے بچوں کا مستقبل سنوارنے اور ابلیس کے بنائے ہوئے قوانین کی اطاعت کی اور دلی آمادگی سے ہجرت کی پس اس کی ہجرت اسی کے لیے ہے۔ ایسی ہجرت مردود ہے۔

انسانی حاکمیت کے معاشرہ میں بندگی اللہ وحدہٗ لاشریک کی نہیں ہوتی بلکہ دستور اور نظام

Marfat.com

کی ہوتی ہے، جس میں اللہ کے دین خلاف باتیں شامل ہوتی ہیں۔ لہٰذا وہ سراسر کفر اور شرک پر مبنی معاشرہ ہے۔ ایسا اجتماعی نظام فاسد اُصولوں پر چلتا ہے، وہاں باطل نظریات کا غلبہ، رزق کے تمام وسائل پر جبری قبضہ اور معاشرت لبریز جو حرام اور حلال کی قیود سے نا آشنا ہوتی ہے۔ تمدن کی صورت گری اور انسانی زندگی کی تمام جزئیات ایسے قوانین اور ایسی قانون ساز مشینری کے ہاتھ میں ہوتی ہیں جو خدائی کے دعویٰ دار ہیں یا اپنے خالق کو ہی نہیں جانتے ہیں۔ معاشرہ ہر شخص کو جہنم کی طرف گھسیٹتا ہوا لیے جا رہا ہے۔ اس میں پرورش پانے والے نسلیں خراب سے خراب تر ہوتی ہیں اور ان کی عاقبت برباد ہو جاتی ہے۔

مثلاً سور تو بہر حال سور ہے، ناپاک ہے، حرام ہے۔ اب چاہے تہجد گزار اُس کو پکائے اور اچھی طرح سے دھو کر پلیٹ میں رکھے اور کھانے والا ہر لقمہ میں بسم اللہ پڑھے، حرام ہی رہے گا۔ اس طرح پاک کرنا ایک دھوکہ کا نظریہ ہے۔ دنیا میں تو انسان کافی حد تک آزاد ہے لیکن اُسے اپنی غلط روش کا حساب تو اگلے جہان میں دینا ہے۔

نبی ﷺ کے فرمان کا مفہوم ہے۔ ''میں'' ہر اس مسلمان سے بری ہو جو مشرکین کے ساتھ رہائش اختیار کرے۔ صحابہ نے سوال کیا یا رسول اللہ ﷺ اس کی کیا وجہ ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: اسلام اور کفر کی آگ دونوں ایک ساتھ نہیں رہ سکتیں، تم یہ امتیاز نہ کر سکو گے کہ یہ مسلمان کی آگ ہے یا مشرکین کی آگ۔

اسی حوالے سے اوریا مقبول جان نے اپنے ایک مضمون میں لکھا ہے کہ کسی اسلامی ملک سے کسی کافر کے ملک کی طرف ہجرت اسلامی ملک کے لیے برین ڈرین ہے۔ آج بھی دنیا کے معیشت دان اس بات پر متفق ہیں کسی ملک سے قابل لوگوں کا چلے جانا (برین ڈرین) اس ملک کی تباہی کا ذریعہ بن جاتا ہے۔ نبی ﷺ نے آج سے چودہ سو سال پہلے اپنی امت کو خبردار کیا تھا۔ آپ ﷺ نے فرمایا تھا جس نے معاش کی خاطر کسی مسلمان ملک کو چھوڑ کر دوسرے ملک میں مستقل سکونت اختیار کی اس کا مجھ پر کوئی حق نہیں۔

(بشکریہ ایکسپریس 8-03-2009)

Marfat.com

یہ تو پوری امت کا مسئلہ ہے اور شاید کفارہ بھی اسی فلسفہ میں چھپا ہوا ہے، لیکن اگر کوئی مسلمان کسی مجبوری کی وجہ سے واپس ہجرت نہیں کر سکتا، کچھ بیڑیاں ہیں جو اس کے پاؤں میں پڑی ہوئی ہیں تو کفر کے اجتماعی نظام کو ذہناً اور قلباً تو تسلیم نہ کرے، اپنے دل میں ایک کڑھن اور چبھن تو محسوس کرے اور اُٹھتے بیٹھتے توبہ کرتا رہے۔ قیامت کے دن اس کا دل گواہی دے کہ اس نے طاغوت کو کبھی پسند نہیں کیا تھا۔

مغربی معاشرے میں دعاؤں سے کام نہیں لیا جاتا لیکن ابلیس نے اِس معاشرے میں سماجی نظام یوں ترتیب دیا ہے کہ ایک عام انسان کو بہت اچھا لگتا ہے۔ معاشرے میں تمام لوگ ایک دوسرے کو عزت واحترام سے پکارتے ہیں۔ اِس میں کسی کی سماجی سیاسی یا معاشی حیثیت کتنی ہی بلند کیوں نہ ہو وہ خاکروب کو بھی بلائے گا تو اسے مسٹر یا مس اور پلیز کے الفاظ بولے گا لیکن مسلمان گھرانوں میں گھریلو ملازمین کو تمیز سے نہیں بلایا جاتا، یہاں تک، کہ جس طرح مالکان کی چھوٹی بچی کسی بوڑھی ملازمہ کو مخاطب ہوتی ہے وہ بدتہذیبی اور ناشائستگی کی انتہا ہے۔ ہم نے نبی اکرم ﷺ کی دی ہوئی تعلیمات اور ہدایات کو خود ہی بری طرح نظر انداز کر دیا ہے اور پھر بھی چاہتے ہیں کہ دعاؤں سے کام چلا لیں۔

وہ کیا مسلمان ہے جو ایک اسلامی ملک یا ریاست (نام نہاد ہی سہی) سے مفرور ہو گیا اور کفر کی چھتری میں پناہ لی، جہاں اللہ کے سب سے بڑے دشمن ابلیس کا نظام رائج ہے، جہاں اللہ کی بندگی کسی حصے میں نہیں ہوتی وہ مسلمان اگرچہ اللہ کو ہی رب مانتا اور رب سے وفاداری کا اعلان بھی کرتا ہے مگر پھر بھی ابلیس کے نظام سے بغاوت یا اس باغی نظام سے ہجرت کرنے کو تیار نہیں ہے۔ گویا وہ زبان اور عمل سے یہ اعلان کرتا ہے کہ مجھے اللہ کی شریعت گوارا نہیں ہے، مجھے ابلیس کا یہ نظام حیات ہی پسند ہے۔ اسلامی ملکوں میں نئی نسل کی کثیر تعداد اور مغرب کے مسلمان فکری وتہذیبی حوالے سے آج ایسے ہی دوراہے پر کھڑے ہیں جس کے پیچھے نہ تو کعبہ ہی رہا ہے، نہ آگے کلیسا ہے، نہ وہ عرب وعجم کے ہیں، نہ مغرب کے رہے ہیں۔

زید نے اسلامی ملک میں پڑھ لکھ کر اپنی قابلیت اور صلاحیتوں کو مغربی دنیا کے کافرانہ

Marfat.com

نظام کو کے پروموٹ کرنے کے لیے استعمال کرنے کا فیصلہ کیا۔ اس کے صلے میں ایک عالیشان زندگی بھی گزاری اور ساتھ ساتھ حج و عمرے بھی کیے، خود بھی عیش کیا اور اس کی اولادیں بھی عیش کر رہی ہیں؟

اس کے برعکس زید کے ایک کلاس فیلو بکر نے وہی تعلیم حاصل کی اور اپنی قابلیت کو اسلامی ملک کے لیے وقف کرنے کا فیصلہ کیا۔ ظلم، کرپشن، ناانصافی کی خزاؤں کو بہاروں میں تبدیل کرنے کا عزم کر بیٹھا۔ پہلے اپنے گھر کو ٹھیک کرنے کا فیصلہ کیا تو ردعمل میں انتہائی تکالیف کا سامنا کیا، یہاں تک کہ جان سے ہاتھ دھو بیٹھا۔ خود بھی تباہ ہوا اور اس کی اولاد بھی بھوک اور افلاس میں زندگی گزارتی اور باپ کو کوستی رہی۔

دنیا پرستوں کے زاویہ نگاہ سے بکر نے بہت بے وقوفی کا ثبوت دیا، جبکہ زید ایک کامیاب انسان کہلایا، لیکن یہ ہے ملین ڈالر سوال کہ واقعی کون کامیاب ہوا؟

پس جب کوئی مسلمان کسی اسلامی ملک میں رہتا ہے تو اس کا ہر سانس اور زندگی کا ہر قدم گویا اس ملک کو تقویت دے رہا ہوتا ہے۔ ہر اچھی کوشش میں خیر ہے۔ یہ ضروری نہیں ہے کہ کوئی اکیلا پورا نظام تبدیل کر دے گا بلکہ جس میں استطاعت ہے اُس کے مطابق وہ اپنے اسلامی معاشرے کی فلاح کے لیے کام کرے گا تو اس کا اجر آخرت میں ضرور حاصل کرے گا۔ اسلامی ملکوں کی گمراہی کا وبال عالم دین اور حکمرانوں کو اٹھانا ہوگا۔ اس کی مثال اس طرح دی جا سکتی ہے کہ ایک سکول کا ٹیچر اپنے فرائض میں کوتاہی کرتا ہے اور کلاس کے بچوں کو ہوم ورک نہیں دیتا ہے تو ہیڈ ماسٹر کلاس کے بچوں سے باز پرس نہیں کرے گا کہ انہوں نے ہوم ورک کیوں نہیں کیا بلکہ کلاس ٹیچر سے پوچھے گا کہ اس نے بچوں کو ہوم ورک کیوں نہیں دیا تھا؟

اس وقت پوری دنیا میں کفر اور شرک کا اندھیرا ہے۔ سقوطِ خلافت کے بعد سے آج تک ایک صدی ہونے کو آئی ہے۔ اس دوران میں پیدا ہونے والے انسان بالخصوص مسلمان اور ان کی نسل نے اسلام کا نظام عدل اجتماعی دیکھا ہی نہیں ہے اور وقت کے ساتھ ساتھ خاکہ بھی مٹ چکا ہے۔ شیطانی قوتوں نے اس کے نشانات بھی مٹا دیے ہیں۔ آج محفل میں دعاؤں اور توبہ کے حوالے سے بڑی بڑی باتیں کی جاتی ہیں مگر شریعت کے حوالے سے

Marfat.com

بالکل لاعلمی ہے۔ خود ایک دوسرے سے سوال بھی کرتے ہیں کہ شریعت کیا ہے؟ نفاذِ شریعت سے انسانی معاشرے میں کیا تبدیلی آ سکتی ہے۔ ابلیس نے اسلامی شریعت کے خلاف پروپیگنڈا اس قدر کیا ہے کہ مسلمان خود اس کے نفاذ سے خوفزدہ ہیں۔ مسلم حکمرانوں اور مغرب کے مسلمانوں کے دلوں میں ابلیسی نظام نے اس قدر گہرا اثر کیا ہے ان کی زبانیں ابلیس کے ظالمانہ نظام کی حمایت میں ہی چلتی رہتی ہیں۔ اسلام کی اصل حقیقت عدل کو سات پردوں کے پیچھے چھپا دیا گیا ہے۔

''بہت مشکل ہے آج کے دور میں شریعت کا عملی نفاذ'' یہ ہے ابلیسی نعرہ جو مسلمان بھی لگاتے ہیں۔ مشہور فلسفی فریڈرک نیٹشے نے کہا تھا کہ ہم نے خدا کو مٹا دیا ہے، یعنی ہم نے عقیدے کی جڑ تک کو ختم کر دیا ہے، ہم نے نئے اسلوب حیات اپنا لیے ہیں۔ افسوس کہ اسلامی ملکوں میں آوے کا آوا بگڑا ہوا ہے۔ ہر ادارے میں اسلام کے تعلق سے گھمبیر صورتِ حال ہے اور ظاہرا حق کا نعرہ بھی لگایا جاتا ہے۔

شریعت کیسے قائم کی جا سکتی ہے؟

یہ بات نہیں ہے کہ آج کے دور میں شریعت کا نفاذ محال ہے۔ یہ کام ہو سکتا ہے بشرطیکہ مسلمان دین و ایمان توبہ اور دعا کا راستہ اختیار کریں۔ اِس راستہ پر چل کر مسلمان بلاشبہ کامیاب ہو سکتے ہیں اِس کے علاوہ باقی تمام تدبیریں اور تمام کوششیں ناکامی اور نامرادی کا راستہ ہیں۔

شریعت چونکہ فطرت کی تکمیل اور ترجمانی کرتی ہے اس لیے تمام فطری چیزوں کی طرح اس کا اپنانا بہت ہی آسان ہے۔ اس فطری قانون میں مسلم اور غیر مسلم کی تفریق نہیں ہوتی، صرف اللہ کی حاکمیت اور انسانی حاکمیت کا ہی فرق ہوتا ہے۔ اہل ایمان کے لیے آزمائش و مصائب ہر روز بڑھتے جا رہے ہیں۔ دین الٰہی سے انحراف اور اس ضمن میں رسول اکرم ﷺ کی ہدایات اور تعلیمات سے آنکھیں بند کرنا بڑا لمحہ فکریہ ہے۔

شریعت کے حوالے سے ایک مثال سے بات کو سمجھانے کی کوشش کی جاتی ہے۔ کسی

Marfat.com

ایک شخص کو کوئی چیز مثلاً فریج یا گاڑی خریدنی ہے۔ اگر دوسرا شخص ان چیزوں کی کوئی خوبصورت تصویر انٹرنیٹ پر دکھائے تو وہ شخص خریدنے سے پہلے دو تین مرتبہ سوچے گا لیکن اگر وہی چیز اس شخص کی آنکھوں کے سامنے لا کر رکھ دی جائے تو خریدنے میں دیر نہیں کرے گا۔ اس بات کو سمجھنے کے لیے یہ جاننا ضروری ہے کہ باطل کبھی کلیتاً اور مکمل طور پر اپنے پاؤں پر کھڑا نہیں ہوتا، بلکہ وہ حق کا سہارا لے کر کھڑا ہوتا ہے۔ باطل نظام نے صلہ رحمی، حسن سلوک، بیواؤں کی سرپرستی وغیرہ جیسی اقدار دین حق سے حاصل کی ہیں تاکہ وہ عام انسانوں کے لیے پرکشش ہوں۔ جب کوئی عام انسان سب کچھ اپنی نگاہوں سے دیکھتا ہے تو اسے یہ بہت اچھا لگتا ہے جبکہ دوسری طرف مسلمان ان تمام اعلیٰ روایات جیسے عدل و انصاف، دیانت و امانت، مساوات صرف لفاظی یا کتابوں میں موجودگی کسی انسان کو اپیل نہیں کرتی، لہذا وہ اس کافرانہ نظام کا دلدارہ ہو جاتا ہے اور ان چند اچھی چیزوں کے دھوکے میں مغرب کے پورے نظام کو قبول کر لیتا ہے۔

شریعت کے نظام کو لاگو کرنا بہت آسان ہے۔ اقبال کا شعر ہے۔

سبق پھر پڑھ صداقت کا عدالت کا شجاعت کا
لیا جائے گا تجھ سے کام دنیا کی امامت کا

ان تین لفظوں میں پورے ملک میں اسلامی نظام لاگو ہو سکتا ہے اور بہت جلد ہو سکتا ہے۔ مثلاً کوئی ادارہ لے لیں، اس میں شریعت کی حکمرانی کا مطلب بہت آسان ہے۔ شریعت کسی انسان پر ظلم نہیں کرتی، صرف اور صرف صالح کردار کا تقاضا کرتی ہے۔ بعد اس ادارے کا شرعی قانون یہ ہوگا کہ اس ادارے میں کام کرنے والا ہر شخص صداقت و دیانت کا مظاہرہ کر کے اپنے وقت پر ڈیوٹی پر پہنچ جائے، انصاف (عدالت) کے ساتھ اپنا کام کرے، یقین ہو اُس کا اللہ اُس کو دیکھ رہا ہے۔ شجاعت سے کام لیتے ہوئے نہ غلط کام کرے نہ ہونے دے۔ اپنے ہاں مساوات قائم کرے اور انصاف کا دامن ہاتھ سے چھوٹنے نہ دے۔

ان تین لفظوں صداقت (ایمان داری) عدالت (انصاف) شجاعت (بغیر ڈرے

Marfat.com

ہوئے) سے ہر ادارے میں اسلام نافذ ہوگا۔ حکومت وقت تہیہ کرے کہ ہر شخص کو سستا انصاف فراہم کرے گی تو اللہ کی حاکمیت (اللہ دیکھ رہا ہے) پر مبنی معاشرہ جنت کا نمونہ بنتا جائے گا۔ بدقسمتی سے شریعت کا مفہوم نہیں سمجھا گیا ہے اور دین کو نماز روزہ اور حج تک محدود کر دیا گیا۔ اسلام کے اجتماعی نظام اور اخلاقی اقدار اور معاملات میں صداقت و دیانت کو درخور اعتنا نہ جانا گیا۔ اسی کا نتیجہ ہے کہ بے ایمانی ہر ادارے میں ملے گی، سڑکوں پر خون بہہ رہا ہے اور بے ایمانی اور بددیانتی سے کبھی سکون نہیں ملتا۔

مغرب نے شریعت کو خوف کی علامت بنا دیا ہے، جس سے مسلمانوں کے ذہن اس طرح بن گئے ہیں کہ شرعی نظام کا نام سن کر ایک جلاد کا تصور سامنے آتا ہے جو لوگوں کو کوڑے مار رہا ہے اور ابلیس نے اپنے نظام کو دل پسند بنا دیا ہے۔ اسلام حدود و تعزیرات کا نام نہیں بلکہ اسلام کا نظام عدل اجتماعی لوگوں کو روزگار، انسانی حقوق اور مساوات عطا کرتا ہے۔ اگر اس فلسفہ کو معاشرہ میں عام کر لیا جائے تو پھر آہستہ آہستہ جب لوگوں کے دل میں شریعت کا خوف نکل جائے اور وہ شریعت کے اُصول نافذ کرنے میں پوری امت ساتھ دے گی۔

مغرب خود اندھیروں میں بھٹک رہا ہے، مسلمانوں کو ان سے بچنا چاہیے۔ نبی اکرم ﷺ نے اور قرآن نے کافروں کی طرف جھکاؤ رکھنے والوں کو کھلی کھلی جہنم کی وعید سنا دی ہے۔

﴿وَ لَا تَرْكَنُوْٓا اِلَى الَّذِيْنَ ظَلَمُوْا فَتَمَسَّكُمُ النَّارُ وَمَا لَكُمْ مِّنْ دُوْنِ اللّٰهِ مِنْ اَوْلِيَآءَ ثُمَّ لَا تُنْصَرُوْنَ۝﴾

"اور ان لوگوں کی طرف مت جھکو جو ظالم (یعنی کافر) ہیں ایسا کرو گے تو تمہیں بھی آگ چمٹ جائے گی۔ (یاد رکھو) اللہ تعالیٰ کے سوا تمہارا کوئی دوست نہیں لہٰذا (ظالموں کی طرف جھکنے کے بعد) اللہ کی طرف سے تمہاری مدد نہیں کی جائے گی۔"

(سورہ ہود: 113)

اسلام سے پہلے انسانی معاشرے درحقیقت انسانی حاکمیت کے گھٹاٹوپ اندھیروں میں

Marfat.com

ڈوبے اور رنگ ونسل اور زبان کی بنیاد پر منقسم تھے۔ ظالم و ناانصافی کا دور دورہ تھا۔ اسلام نے جس روش کی بات کی تھی وہ یہی تھی کہ اے ایمان والو اللہ کے احکام کی پابندی کرنے والے اور انصاف کے ساتھ گواہی دینے والے بن جاؤ اور کسی شخص یا قوم کی دشمنی تمہیں اس بات پر آمادہ نہ کردے کہ تم عدل نہ کرو، ہر حال میں عدل کیا کرو۔ شریعت کا خلاصہ نکالا جائے تو یہ نکلتا ہے۔

1- عبادات (حقوق اللہ) اللہ کا حق ہر انسان صحیح صحیح ادا کرے۔

2- معاملات یعنی لوگوں کا حق دینا اور انصاف اور سچائی سے روگردانی نہ کرنا۔

3- عقوبات یعنی سزائیں۔

اسلام نے رنگ ونسل زبان وطن کی بنیاد پر انسانوں کی تقسیم ختم کر کے اس ایک نظریہ پر جمع کیا۔ وہ نظریہ توحید ہے۔ اس نظریہ کو ماننے والے ایک قوم ہیں۔ جبکہ اس کا انکار کرنے والے خواہ وہ کسی بھی مذہب، نسل اور وزبان کے ہوں وہ سب دوسری قوم ہیں۔

﴿وَاِنَّ هٰذِهٖۤ اُمَّتُكُمْ اُمَّةً وَّاحِدَةً وَّاَنَا رَبُّكُمْ فَاتَّقُوْنِ۝﴾

''بے شک یہ امت ایک ہی امت ہے اور میں تمہارا رب ہوں مجھ سے ڈرو۔'' (مومنون:52)

مسلمانوں کو یہ علم ہونا چاہیے کہ توحید کے جملہ تقاضے اُس وقت پورے نہیں ہوتے جب تک دین غالب نہیں ہو۔ بدقسمتی سے مغرب کے مسلمان توحید کے تقاضوں سے آگاہ نہیں۔ وہ جہاد کے حوالے سے بھی لاعلم ہیں۔ اہل تصوف کے عقیدے کو اسلام کے سنہرے موتی بنا کر دکھایا جاتا ہے اور ترک دنیا، ترک سیاست، گوشہ نشینی، مراقبہ، چلہ کشی، ریاضت وغیرہ کی فضیلت ثابت کرنے کے لیے سارا زور لگایا ہوا ہے، چنانچہ ان ہی نظریات کو فروغ حاصل ہو رہا ہے۔ ایک آدمی نے آپؐ کی خدمت اقدس میں حاضر ہو کر عرض کیا مجھے کوئی ایسا عمل بتائیے جس کا ثواب جہاد کے برابر ہو آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: ''ایسا کوئی عمل نہیں ہے۔'' (بخاری)

آج مسلمان کفر سے ڈر وخوف کی وجہ سے اپنے معاشرے میں امر بالمعروف نہی عن

Marfat.com

المنکر کے جہاد کو قابل عمل نہیں سمجھتے ہیں اور نہ اس کی ضرورت ہی محسوس کرتے ہیں۔ مسلمان دماغ غیر خدا اور بتوں سے بھرے ہوئے ہیں، کہیں دولت کا بھاری بت ہے کہیں حرص کا بت، کہیں اقتدار کا بت ہے اور کہیں تہذیب فرنگی کا بت ہے۔ مسلمان ایک بھنور میں پھنسے ہوئے ہیں۔ دراصل جب کہیں کوئی نظام طویل عرصے تک نافذ العمل رہتا ہے تو لوگ اس کے عادی ہو جاتے ہیں اور لوگوں کو یقین سا ہو جاتا ہے کہ اس کے بغیر زندگی میں کامیابی نہیں ہو سکتی۔ آج مسلمان میں مذکورہ بتوں کی پوجا کرنے میں سبقت لے جانے کی دوڑ لگی ہے۔ اگرچہ اُن میں بہت سے زندگی بھر عبادتوں، نیکیوں اور ہر وقت وضو میں ہونے کے باوجود سوکھے پتوں کی طرح بکھرے ہوتے ہیں۔ بقول اقبال

جو میں سر بسجدہ ہوا کبھی تو زمیں سے آنے لگی صدا
تیرا دل تو ہے صنم آشنا تجھے کیا ملے گا نماز میں

مغرب میں شاید ہی کوئی شخص ایسا ہو جس کے دل و دماغ کے کسی گوشے میں یہ بات نہ ہو کہ مغرب ہی خدا ہے، سارا اختیار اس کے ہاتھ میں ہے۔ مسلمان بالخصوص مغرب کے مسلمان اپنی زندگی کے صحیح مقاصد اور اہداف سے غافل ہیں۔ مغرب کے کافرانہ نظام کی گاڑی میں جتے ہوئے ہیں جو وہ اسلام کی رُو سے حرام ہے اور سخت خسارہ کا باعث بھی۔ ان کو جاگنا چاہیے۔

چوں کہ دلوں کے اندر مغرب کا اندھیرا ہے، لہٰذا قدرت کے پوشیدہ حقائق اُن پر عیاں نہیں ہوتے۔ دلوں کے یہ اندھیرے اللہ کی حاکمیت کی بنیاد پر چھٹیں گے تو انسان بدلے گا جب انسان بدل جاتا ہے تو تقدیریں بدل جاتی ہیں۔ زنجیریں کٹ جاتی ہیں۔ جن کے دل مغربی تہذیب کی چکا چوند اور ہوس میں اندھے ہو چکے ہوں، اُن کا ہدایت پانا انتہائی مشکل ہے۔ ویسے دلوں کا حال تو جانتا ہے لیکن جو سجدہ مسلمانوں کو اس نظام کفر کی بالادستی کے خاتمے پر نہیں اُبھارتا کیا آپ اسے سجدہ کہیں گے؟ اسلام کے اصل چہرے پر رہبانیت کا میک اپ کر دیا گیا ہے جس سے پوری امت کی ہیئت ہی تبدیل ہو گئی ہے۔ ضرورت اس بات کی ہے کہ پہلے خلوص دل سے اسلام کی اصل حقانیت کو سمجھیں، پھر اجتماعی توبہ کریں،

Marfat.com

گندگی سے ہجرت کو جائیں (اگر ممکن ہے) یا اس نظام سے دلی نفرت اللہ کے حضور رجسٹر کرا دیں پھر دعائیں اور توبہ قبول ہوگی جیسا کہ سورۃ المائدہ میں کہہ دگیا ہے۔

﴿قُلْ يٰٓاَهْلَ الْكِتٰبِ لَسْتُمْ عَلٰى شَيْءٍ حَتّٰى تُقِيْمُوا التَّوْرٰةَ وَالْاِنْجِيْلَ وَمَآ اُنْزِلَ اِلَيْكُمْ مِّنْ رَّبِّكُمْ وَلَيَزِيْدَنَّ كَثِيْرًا مِّنْهُمْ مَّآ اُنْزِلَ اِلَيْكَ مِنْ رَّبِّكَ طُغْيَانًا وَّكُفْرًا ۚ فَلَا تَاْسَ عَلَى الْقَوْمِ الْكٰفِرِيْنَ﴾

''اے نبی ﷺ ان سے کہیے اے اہل کتاب تمہاری کوئی حیثیت نہیں اللہ کی نگاہ میں (یعنی تمہاری کوئی دعا اللہ کے ہاں قابل پذیرائی نہیں ہے) جب تک تم قائم نہیں کرتے ہو تورات، انجیل کو اور جو کچھ بھی تم پر نازل کیا گیا ہے تمہارے رب کی طرف سے۔'' (المائدہ: 68)

مسلمان مسجدوں میں، گھروں میں حتیٰ کہ خانہ کعبہ میں دعائیں مانگتے ہیں، دعائیں ہی دعائیں ہیں، لیکن قبولیت کے آثار کہیں نظر نہیں آتے۔ اللہ کی محبوب امت پس رہی اور ذلیل و رسوا ہو رہی ہے۔ دشمن کے ہاتھوں مارے جانے والوں کے ماں باپ اپنی جوان اولادوں کو دفنا کر آسمان کی طرف دیکھ رہے ہیں۔ اس وقت یہ امت عذاب الٰہی کی گرفت میں ہے۔ توبہ قبول نہیں ہو رہی ہے۔ وجہ صاف ظاہر ہے کہ امت حامل قرآن حامل شریعت الٰہی ہے مگر وہ انسانی شریعت کی قائل ہو چکی ہے پھر توبہ کیسے قبول ہوگی، سر بلندی کیسے ملے گی۔ قرآن یہ کہتا ہے کہ اللہ ان کی توبہ ضرور قبول کرتا ہے جو نادانی سے غلطی کر بیٹھتے ہیں اور احساس ہونے پر عاجزی انکساری سے توبہ کر لیتے ہیں ایسے لوگوں پر اللہ جلد توجہ کرتا ہے وہ سب، کچھ جاننے والا ہے جو تمہارے دلوں کے اندر ہے، ان کی توبہ کیسے قبول ہوگی۔ جو ساری زندگی شریعت ابلیس (معاشی فتنہ کا ابلیس کامل) کے حامی ہوں۔ قرآن کہتا ہے کہ زمین پر چلو، پھر دیکھو حق جھٹلانے والوں کا انجام کیا ہوا۔

حدیث مبارکہ کا مفہوم ہے کہ قیامت سے پہلے مسلمان عقائد عادات، اطوار، لباس

Marfat.com

تراش خراش چال ڈھال رہن سہن خورد ونوش وغیرہ ہر چیز میں کفار کی پیروی کرنے لگیں گے۔(بخاری)

ابلیس کی دلی خواہش ہے کہ مسلمان بالخصوص مغرب کے مسلمان اللہ قرآن اور رسول پر ایمان تو رکھیں لیکن ہماری چالوں کو نہ سمجھ سکیں، دین الٰہی کے بجائے دین ابلیس کو اپنائیں تاکہ بنی اسرائیل کی طرح ان پر بھی لعنت برستی رہے۔قرآن کہتا ہے کہ

﴿وَاِنْ کَانَ مَکْرُهُمْ لِتَزُوْلَ مِنْهُ الْجِبَالُ۝﴾

"کفار کی چالیں ایسی غضب کی تھیں کہ پہاڑ بھی ان سے ہل جائے۔"(ابراہیم:46)

دنیا کے تمام مسلمان توحید کے ماننے والے ہیں اور اچھے انسان ہونے کے بھی دعوے دار ہیں۔اُنہیں چاہیے کہ توبہ کریں اور جتنا ممکن ہو کفر اور کافرانہ نظام سے نفرت کریں اور اِس کا اعلان بھی کریں اور جہالت کی تاریکی دور کریں۔اللہ کو راضی کرنے کا صرف ایک طریقہ ہے وہ ہے شریعتِ الٰہی کے نفاذ اور اسلامی معاشرے کا قیام کی جدوجہد۔اِس حوالہ سے ہر مسلمان کو دوٹوک یہ فیصلہ کر لینا چاہیے کہ وہ اللہ کی حاکمیت پر مبنی نظام چاہتا ہے یا انسانی حاکمیت پر مبنی نظام، یعنی وہ حزب اللہ کا حصہ بنے گا یا حزب الشیطان کا۔وہ اللہ کے پیغمبر کا ساتھی ہے یا پیغمبر کے دشمنوں کا۔ہر مسلمان کا فرض ہے کہ وہ پیغمبر اسلام کے امتی کی حیثیت سے مسلمانوں کو جگائے، اُنہیں حرام کھانے اور حرام معاشرت اختیار کرنے سے منع کرے۔اب اِس سے کام نہیں چلے گا کہ نماز کے دوران تو صفیں سیدھی ہوں لیکن نیت ٹیڑھی ہو۔

بتاؤ تم کس کا ساتھ دو گے ادھر ہے شیطاں ادھر خدا ہے
اُدھر قبیلہ ابوجہل کا اِدھر محمد کا قافلہ ہے
بتاؤ تم کس کا ساتھ دو گے؟

(بحوالہ علامات قیامت کا بیان محمد اقبال کیانی)

Marfat.com

اللہ کی حاکمیت پر مبنی نظام کے قیام کی جدوجہد کرنے والے لوگوں کی اللہ کے حضور دعا بھی کرنی چاہیے۔ اللہ اُن کی دعا قبول کرتا ہے اور دعا بھی سنتا ہے اور انہیں دوست بھی رکھتا ہے۔ مختصر ہم یہ کہہ سکتے ہیں اللہ تعالیٰ نے انسانوں کے لیے ایک لائحہ عمل ترتیب دیا ہے جو کامیابی کی طرف لے جاتا ہے، انسان پہلے عملی کوشش اور محنت کرے، پھر اللہ کے حضور گڑگڑا کر دعا کرے اللہ تعالیٰ میرے اندر جتنی قوت تھی، جتنی ہمت، جتنی عقل تھی اس کو استعمال کر کے میں نے کوشش کی تو اس کو قبول فرما کر مجھے کامیاب کر دے۔

☆☆☆

Marfat.com

تیرھواں باب

ابلیس کا اپنے ارکان سلطنت سے اہم خطاب

جس طرح موجودہ دور میں ایک پارلیمنٹ میں مختلف معاملات پر بحث مباحثہ ہوتا ہے، گرما گرمی ہوتی ہے اور مختلف مسائل پر فیصلے ہوتے ہیں، اسی انداز میں اس باب میں شیطان کی ایک فرضی مجلس تشکیل دی گئی ہے جس میں ابلیس کی پارٹی کے اہم ارکان سلطنت موجود ہیں۔

خیر وشر کی کائناتی جنگ کے حوالے سے آج کے حالات کا جائزہ لیا جارہا ہے تاکہ صحیح صورتِ حال سامنے آسکے۔ طاغوت کی عالمی حکومت کا از سر نو مطالعہ کیا جارہا ہے کہ دنیا کے تمام معاشرے جو انہوں نے خدادشمن مغربی تہذیب کی مدد سے تیار کیے ہیں اور اس بنیاد پر تمام دنیا کے معاشروں میں زبردست انقلاب آچکا ہے، خیر کمزور کردیا گیا ہے، شر کا غلبہ ہو چکا ہے۔ لہٰذا اسی کو بنیاد تسلیم کرکے اپنی کارروائیوں کا جائزہ لیا جارہا ہے۔ یہاں صرف ان اُمور پر بحث کی جارہی ہے جن کا تعلق مغرب میں بسے ہوئے مسلمانون کے طرزِ عمل سے ہے۔

روئے زمین پر منصوبہ ربانی یعنی خلافت کے نہ ملنے پر ابلیس کے دل میں جو حسد اور جلن ہے وہ اپنے ساتھیوں کے ساتھ مل کر روئے ارض پر معرکہ حق وباطل کے آخری مرحلے میں اپنی باضابطہ صف آرائی اور حملے کے لیے ذہنی مشق کررہے ہیں۔ خلافتِ ربانی کو مٹا کر شیطانی حکومت کو مزید مستحکم کرنے کے لیے سر جوڑ کر بیٹھے ہوئے ہیں۔

کائنات میں معرکۂ خیر وشر کا باقاعدہ آغاز تو اس وقت سے شروع ہے جب اللہ تعالیٰ

Marfat.com

نے ابلیس کو قیامت تک انسانوں پر ہر حربہ استعمال کرنے کی اجازت دے دی ہے۔ پچھلی صدی ابلیس کی عظیم کامیابی کی صدی قرار دی جاسکتی ہے جب حق کا قافلہ ایک عدیم المثال خوفناک بحران کا شکار ہوگیا۔ وہ عظیم بحران نظام خلافت کا ناپید ہو جانا تھا۔ بقول ابلیس ہم نے کرہ ارض پر اپنی کارروائیوں سے فسادِ عظیم برپا کردیا ہے۔

ابلیس نے یہ محسوس کرلیا تھا کہ عالم اسلام کے پتھر سے یوں سر پھوڑتے رہنا درست نہیں ہوگا۔ یہ مایوسی اسے نئی تدبیروں کی جانب لے گئی۔ وہ نئی تدبیر منصوبہ ربانی کے خلاف ایک نئی حکمت عملی یعنی Great Western Civilization کو مرتب کرنا تھا۔ یہی وہ فساد ہے جو ابلیس نے جگہ جگہ پھیلا دیا ہے۔ اس فساد کو زندگی کے ہر شعبے تک خاموشی سے پھیلانا اس کی بہت بڑی کامیابی ہے۔ اپنی اس کامیابی پر وہ پھولے نہیں سما رہا ہے۔ اس فساد کو مزید تقویت دینے کے لیے اس کی یہ کانفرنس منعقد ہوئی ہے۔ اِن فسادات کی واضح جھلک عالم اسلام میں ملتی ہے جن کے برے اثرات سے اُمت مسلمہ آج کل متاثر ہے۔ مسلمانوں کی جان مال اور عزت دشمنوں کے لیے تر نوالہ بنا رہے گی۔ اس کانفرنس میں موجودہ حالات کے حوالے سے مصنف کی سوچ کلام ابلیس کی آواز میں سامنے آئے گی۔ یہ ایک فکشن ہے حقیقت نہیں ہے۔ راقم کا مقصد اس فکشن کے ذریعے امت کو بیدار کرنا ہے۔ جب تک سوئی نہ چھبوئی جائے، نیند میں سوئے ہوئے بیدار نہیں ہوسکتے۔ حقیقت یہ ہے کہ مصنف جب امت کے جوانوں کی خون میں لت پت لاشیں دیکھتا ہے تو اس کا دل غم میں ڈوب جاتا ہے۔ اب پڑھیئے، ابلیس کا اپنے ارکان سلطنت سے خطاب اور اور اسکی کچھ جھلک۔

"کانفرنس روم کو بہت خوبصورت انداز میں سجایا گیا ہے۔ جگہ کافی کشادہ ہے۔ ہر چیز اپنی جگہ بڑی ترتیب سے رکھی ہوئی ہے۔ میزیں اور ان پر تازہ پھولوں کے گل دستے خوشبو مہکا رہے ہیں۔ آج کمرہ میں کرسیوں کے بجائے صوفے رکھے گئے ہیں۔ کیونکہ آج کا اجلاس ابلیس کی فوجوں کے کمانڈروں کا بہت اہم اجلاس ہے۔

کمانڈر کانفرنس روم میں داخل ہوکر اپنی اپنی نشست پر بیٹھ گئے۔ چاروں کمانڈروں کے چہروں سے رعب و دبدبہ ٹپک رہا ہے۔ ہر ایک کمانڈر کو اپنی اپنی نشست کا علم تھا کیونکہ اکثر د

Marfat.com

بیشتر ایسے اجلاس ہوتے رہے ہیں لیکن آج کی کانفرنس ابلیس نے خود بلائی ہے۔ ابلیس کی کرسی صدارتی کرسی ہے۔ وہ اونچی جگہ پر ہے جہاں سے بیٹھ کر وہ نگاہوں سے اپنے کمانڈروں کا بخوبی جائزہ لیتا ہے۔

حدیث میں آتا ہے ابلیس روزانہ سمندر میں اپنی بیٹھک لگاتا ہے، آج بھی یہ بیٹھک لگی ہے۔ اس اجلاس میں ابلیس کی فوج کے اعلیٰ ترین سپہ سالار اور ابلیس خود موجود ہے۔

صدر صاحب نے سکوت توڑتے ہوئے فرمایا:

حضرات میں آپ سب کا بہت شکر گزار ہوں کہ آپ سب نے میری محبت اور اطاعت سے سرشار ہو کر میری صدا پر لبیک کہا اور اس اجلاس میں تشریف لائے ہیں۔ میں حق اور باطل کی جنگ میں آپ سب کی مسلسل اور انتھک محنت اور کوششوں کا خاص طور پر شکر گزار ہوں۔ مجھے بہت فخر ہے کہ آپ جیسے نڈر لیڈر میری ٹیم کے بہت ہی اہم رکن ہیں۔ اس میں تو کوئی شک ہی نہیں ہے کہ آپ لوگ واقعی کام کے دھنی ہیں۔

آپ لوگوں کا آج جمع ہونا اور میری آواز پر لبیک کہنا اس بات کی گواہی ہے کہ ہم سب ایک ہیں اور ہم سب کا ایک مشن ہے۔ آپ سب نے میری اور اپنی طاقت میں اضافہ کیا ہے۔ اگر آپ آج جمع نہ ہوتے تو شاید میں اپنے آپ کو کمزور محسوس کرتا، نتیجتاً ہم سب نے منصوبہ ربانی کو ناکام بنانے کا جو عزم کر رکھا ہے وہ عزم خود بخود ڈھیر جاتا۔

اب چونکہ ہماری دعوت (انسانی حاکمیت) پورے روئے ارض تک پھیل چکی ہے۔ آخری حملہ اب دجال انسانی شکل میں پیش کیا جائے گا۔ آپ لوگ ان مشکل لمحات میں جس طرح حکمت عملی پر عمل کرتے ہیں اور صرف عمل ہی نہیں کرتے ہیں بلکہ فرضِ عین سمجھتے ہیں اس پر آپ قابل تعریف اور قابل رشک ہیں۔

حضرات جیسا کہ آپ لوگوں کو علم ہے۔ دشمنانِ ابلیس (امت مسلمہ) کی ناپاک جسارتوں کے خلاف آپ لوگوں کے سپرد جو کام تھا۔ آج میں اس کا جائزہ لینا چاہتا ہوں تاکہ اُس کی روشنی میں آئندہ کا لائحہ عمل مرتب کیا جا سکے۔ یاد رکھیے! ہم سب ایک مقصد رکھتے ہیں اور اس کی تکمیل ہمارا اصل فریضہ ہے۔

Marfat.com

ایک بات بڑی صاف گوئی سے کہہ دینا چاہتا ہوں کہ مجھے اپنا لیڈر ماننے کے باوجود آپ کو مجھ پر اور میری حکمت عملی پر کڑی تنقید کرنے کی پوری اجازت ہے۔ اس حوالہ سے آپ سوال کرنے کا پورا حق رکھتے ہیں۔ آج ہم یہ عہد کرنے بیٹھے ہیں کہ جب تک حق کسی بھی صورت میں ہمارے سامنے آتا رہے گا، ہم لڑتے رہیں گے، ہم سب کسی کے سامنے جھکنے کو تیار نہیں ہیں۔

میں اصل موضوع پر گفتگو سے پہلے جو بات ضروری معلوم ہوتی ہے اُس کو مختصراً اس اجلاس میں بیان کرنا چاہتا ہوں۔ حق اور باطل کی جو جنگ ہم لڑ رہے ہیں، ہمیں یہ دیکھنا ہے کہ کس کس محاذ پر کامیابی ہوئی اور اگر کہیں ناکامی کا سامنا ہوا ہے تو اس کے کیا اسباب ہیں۔ حق اور باطل کی اگلی جنگ میں مومنوں کا ہماری فوجوں سے ٹکراؤ ہوگا۔ عین ممکن ہے اس جنگ میں آپ سب کو بے پناہ مشکلات اور مصائب کا سامنا کرنا پڑے۔ حالات ضرور پلٹا کھائیں گے، اگر آپ لوگوں نے میری حکمت عملی پر عمل درآمد کیا تو فتوحات ہی فتوحات ہوں گی۔

ہمارا دشمن مختلف حربوں سے ہمیں ختم کرنے کی کوشش کر رہا ہے۔ ہمارے خلاف ہونے والے ہر واقعہ کی پشت پر اسلامی متوالوں کی سازش اور عملی کارروائی ہوتی ہے یہ حق کے متوالے جس آگ سے کھیل رہے ہیں ان کو سمجھ لینا چاہیے کہ لشکر باطل ہر موقع پر میرے احکامات کو ترجیح دیتے ہیں۔ یہ سب لوگ میری امامت میں حق سے برسرپیکار ہیں۔ ہمارا وجدان بتا رہا ہے کہ آنے والا وقت بہت کڑا ہے۔

میں بہت مختصراً سب سے پہلے تخلیق کے اس دور کا ذکر کر دینا چاہتا ہوں تاکہ مسئلہ کی جڑ بنیاد کو سمجھ کر آپ لوگ مستقبل میں حق اور باطل کی جنگ کی حکمت عملی مرتب کر سکیں۔ آیئے معرکہ خیر و شر کی تاریخ کا مختصر طور پر جائزہ لیں کہ معرکہ کی صورتِ حال کیا تھی۔

جب اللہ تعالیٰ نے اپنی تمام مخلوقات کے سامنے : مین پر اپنا منصوبہ واضح کیا۔ اِس منصوبہ کی اساس یہ تھی کہ اس کائنات اور تمام مخلوق کا ایک ہی اللہ ہے، عبادت صرف اس ہی کی ہوگی۔

Marfat.com

واضح رہے کہ منصوبہ ربانی دراصل تسلیم و رضا کے پروگرام پر عمل کا نام ہے اور تمام مخلوق کو اللہ تعالیٰ کے احکام کے سامنے سر تسلیم خم کرنا ہوگا۔ اس کی حاکمیت میں کوئی شریک نہیں ہوگا۔ حکم اور قانون صرف اللہ کا چلے گا۔ مخلوق کی غیر مشروط حاکمیت اور انسان کی قانون سازی نہیں چلے گی۔ اللہ کے کلمے کو بلند کرنے کے لیے اپنا جان و مال اور اولاد کو کھپانا ہوگا۔ اس منصوبہ ربانی پر کلی اطاعت پر صرف اللہ ہی کی عبادت کرنا ہوگی تا کہ انسان اور اللہ کے درمیان ایک مضبوط رشتہ استوار ہو جائے۔

اس منصوبہ ربانی کو عملی جامہ پہنانے کے لیے ہر روح کو زمین پر کچھ ایسا وقت گزارنا ہوگا کہ ان کا رب ان کے سامنے نہ ہوگا یعنی ایمان بالغیب لازم ہوگا۔ یہ ایمان انسانیت کے لیے پہلا اور آخری سہارا ہوگا۔ مطلب یہ تھا کہ زبان، دل اور عمل سے ثابت کرنا ہوگا کہ حکم صرف اسی کا ہوگا اور اس کے احکام کو نہ صرف قبول کر لیں گے بلکہ عمل بھی کریں گے۔

انسان کو زمین کی حاکمیت بطور امانت اور مشروط دی جائے گی۔ ان کو یاد رکھنا ہوگا کہ اللہ نے تمام انسانوں کو یکساں بنایا ہے سب لوگ آدم کی اولاد ہیں اور آدم مٹی سے بنے تھے۔ کسی کو یہ حق حاصل نہ ہوگا کہ وہ اللہ کی شریعت کے علاوہ کوئی قانون بنائے۔ اپنے اپنے اقتدار چاہے چھوٹے ہوں یا بڑے ہوں، اس میں جو بھیڑیں اُس کی حاکمیت میں ہوں گی اس میں عدل قائم کرنا ہوگا اور انسانی جان کا تحفظ، احترام کرنا ہوگا۔ بلا حق کسی کی بھی جان لینا اللہ کے حکم کے خلاف بغاوت تصور کی جائے گی۔

یہ ایک امتحان ہوگا جو حکمران بھی ظلم کرے گا اور اللہ کی مقرر کردہ حدود کو توڑے گا، وہ اس امتحان میں ناکام ہوگا اور ناکام ہونے پر انجام سے بھی آگاہ کیا۔ اس کے برعکس تصور توحید اللہ کے حکم کی فرمانی کو جو مضبوطی سے تھام لے گا، کسی طاغوت سے سمجھوتا نہیں کرے گا، اپنے آپ کو اطاعت الٰہی پر قائم رکھے گا، اُس کو نہ ختم ہونے والی خوبصورت زندگی جنت میں مہیا کی جائے گی، یعنی جنت ایسے لوگوں کا ہی مسکن ہوگا۔

اس منصوبہ ربانی کی امانت کے بوجھ کو اُٹھانے کی ارض و سماء اور پہاڑوں نے ہمت نہ کی۔

﴿ اِنَّا عَرَضْنَا الْاَمَانَةَ عَلَى السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَالْجِبَالِ

Marfat.com

﴿فَاَبَيۡنَ اَنۡ يَّحۡمِلۡنَهَا وَاَشۡفَقۡنَ مِنۡهَا وَ حَمَلَهَا الۡاِنۡسَانُ ؕ﴾

ترجمہ: ''ہم نے اپنی ایک امانت آسمانوں، زمین، پہاڑوں کے سامنے پیش کی سب ڈر گئے اور اس امانت کا بوجھ اُٹھانے سے انکاری ہو گئے اور انسان نے اس کو اُٹھا لیا۔ (الاحزاب: ۷۲)

جب انسان نے بار امانت اُٹھا لیا تو اللہ نے فرمایا اور پوری انسانیت کو متنبہ کر دیا کہ وہی انسانوں کا اور تمام کائنات کی مخلوق کا حاکم ہے۔ وہ ایک ہے، وہی ہے جو کائنات کی ہر شے کا مالک ہے، ہر شے اسی کے حکم اور مرضی کے تابع ہے۔ اے انسان تمہیں یہ عہد دینا ہوگا کہ تم اسی (اللہ) کے حکم اور مرضی کے تابع ہو گے اور تم کو پابند کر دیا گیا ہے کہ تم صرف اللہ کے دیے ہوئے احکامات اور ہدایت کی تابع داری کرو گے۔ زندگی کے کسی بھی معاملے میں کسی کو شریک نہیں کرو گے جو لوگ اس بار امانت کو اُٹھانے کا حق ادا کریں گے اُن کے لیے بخشش ہو گی اور جو لوگ ہماری آیات سے منہ موڑ لیں گے، ہم انہیں جہنم کی سزا دیں گے۔

اللہ نے اپنے منصوبہ ربانی کی وضاحت کر دی اور ارواح سے پوچھا میرے حکم میرے دین پر قائم رہو گے۔ بولو تمہیں اس کا اقرار ہے، میرے ساتھ اس کا پختہ وعدہ کرتے ہو۔ سارے انسانوں نے جواب دیا: ہمیں اقرار ہے تو اللہ نے فرمایا پس اب گواہ رہنا اور میں خود بھی تمہارے ساتھ گواہ ہوں۔

﴿يٰبَنِيۡۤ اٰدَمَ اَنۡ لَّا تَعۡبُدُوا الشَّيۡطٰنَ ۚ﴾

اے بنی آدم کیا ہم نے تم سے عہد نہیں لیا تھا کہ تم شیطان کی عبادت نہیں کرو گے۔ (یٰسین: ۶۰)

چنانچہ اپنے منصوبہ ربانی کو عملی جامہ پہنانے کے لیے انسانوں کو امتحان کا پرچہ تھما دیا گیا۔ اللہ تعالیٰ نے ہر انسان کو پورے شعور اور حواس کے ساتھ امتحان گاہ میں اُتارا۔ علاوہ ازیں ہر انسان کو فطرت اسلامی پر پیدا کیا البتہ بعد ازاں حالات اور ماحول کے زیر اثر وہ غیر مسلم یا مشرک بن جاتا ہے اور اللہ نے انسان آگاہ بھی کر دیا کہ تمہاری حیات دنیوی عارضی ہے اور سامان دنیا صرف برتنے کے لیے ہیں، اس کی کوئی دائمی فضیلت نہیں۔

Marfat.com

﴿وَلَكُمْ فِي الْاَرْضِ مُسْتَقَرٌّ وَّمَتَاعٌ اِلٰى حِيْنٍ۝﴾
''اور تمہارے لیے ہے زمین میں ٹھکانہ اور سامان کچھ عرصے
تک۔'' (البقرة:٣٦)

اور زمین میں کوئی جاندار نہیں ہے۔ مگر اللہ کے ذمے ہے اس کا رزق اور وہ ہر مخلوق کی جائے قرار کو جانتا ہے اور اُس کے لوٹنے کی جگہ کو بھی۔ یہ سب کچھ قرآن میں واضح طور پر لکھا ہوا ہے۔ ہر ایک پر نگران ہیں، اُس کے آگے اور پیچھے اور وہ اس کی حفاظت کرتے ہیں۔

انسانوں کو اتنا پختہ وعدہ دلا کر زمین انسانوں کے لیے دار الامتحان بنا دی گئی۔ انسانوں کا مقصد وجود ہی منصوبہ ربانی کی تکمیل ہے اور ہم نے اس منصوبے کے راستے کی دیوار بننا ہے۔ ہم نے اس منصوبہ ربانی پر پہلا حملہ الجنۃ میں کیا اور آدم وحوا سے حکم الٰہی کی خلاف ورزی کرانے میں کامیاب ہوگئے۔ اللہ فرماتا ہے:

﴿وَقُلْنَا اهْبِطُوْا بَعْضُكُمْ لِبَعْضٍ عَدُوٌّ ج وَلَكُمْ فِي الْاَرْضِ
مُسْتَقَرٌّ وَّمَتَاعٌ اِلٰى حِيْنٍ۝﴾
ترجمہ: ''تب ہم نے حکم دیا کہ (بہشت) سے چلے جاؤ تم ایک
دوسرے کے دشمن ہو اور تمہارے لیے زمین میں ایک وقت تک
ٹھکانہ اور معاش مقرر کر دیا گیا ہے۔'' (البقرہ:٣٨)

انسان اور اس کے امتحان (شرک اور توحید) کی حقیقت پر بحث کے بعد میں ایک اہم نکتہ کی طرف توجہ دلانا چاہتا ہوں اور وہ یہ ہے کہ مجھے مردود قرار دیے جانے سے پہلے آخر ہوا کیا تھا؟ اور جو ہوا تھا وہ کیسے ہوا تھا؟ وہ حالات کیا تھے کہ میں نے سجدہ سے انکار کر دیا۔

ایک بات کی وضاحت کر دوں کہ میری تخلیق نار سے ہوئی تھی۔ تمام مخلوقات میں انواع نور میں نافرمانی کے رجحان قطعی طور پر نہیں پائے جاتے ہیں۔

﴿لَّا يَعْصُوْنَ اللّٰهَ مَآ اَمَرَهُمْ وَيَفْعَلُوْنَ مَا يُؤْمَرُوْنَ۝﴾
''وہ (فرشتے) نافرمانی نہیں کرتے جو ان کو حکم دیا جاتا ہے۔''

Marfat.com

(التحریم:٦)

جبکہ انواع نار میں مجموعی طور پر نافرمانی اور فساد کے رجحانات پائے جاتے ہیں۔ انواع نار میں سے صرف میں ہی فرمانبرداری تقویٰ، عبادت، اطاعت شعاری میں آگے بڑھا اور انواع نور میں داخل ہو گیا۔

لہٰذا جب زمین میں خلافت قائم ہونے کا اعلان ہوا تو میں یہی سمجھتا رہا کہ وہ مقام عظیم جو اللہ تعالیٰ نے زمین پر رکھا ہے، اس پر میرا ہی حق ہے۔ میں اپنے دل میں اس خلافت کا اُمیدوار ہی نہیں بلکہ حقیقتاً یہ سمجھتا تھا کہ اس مقام کا میں ہی مستحق ہوں، کیونکہ اللہ کی فرمانبرداری کے جس رتبے پر میں تھا ایسا سوچنا غلط نہ تھا۔ لیکن اللہ تعالیٰ نے مجھ پر نہ معلوم کس بنیاد پر آدم کو خلافت کے لیے ترجیح دی۔ اس میں کوئی شک ہی نہیں ہے کہ آدم اور حوا اللہ کے شاہکار تھے، اللہ تعالیٰ نے انہیں مقام عظیم دینے کا فیصلہ کیا۔ چنانچہ اس کی خلافت کا اعلان کر دیا گیا۔

﴿وَاِذْ قَالَ رَبُّكَ لِلْمَلٰٓئِكَةِ اِنِّیْ جَاعِلٌ فِی الْاَرْضِ خَلِیْفَةً﴾

ترجمہ: ''جب تمہارے رب نے فرشتوں سے فرمایا کہ میں زمین میں نائب بنانے والا ہوں۔'' (البقرہ:٣٠)

فرشتوں نے اپنے تحفظات پیش کیے۔ اللہ کے دربار میں فرشتوں نے جو کچھ کہا وہ قرآن میں نقل ہیں۔ یہ مخلوق روئے ارض پر فساد برپا کرے گی اور زمین کو خون سے بھی بھر دے گی۔ اس اعتراض کے جواب میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

﴿اِنِّیْٓ اَعْلَمُ مَا لَا تَعْلَمُوْنَ۝﴾

''جو میں جانتا ہوں تم نہیں جانتے۔'' (البقرہ:٣٠)

اعلان خلافت انس سے میری خواہشوں، میری آرزوؤں کو بہت ٹھیس پہنچی۔ مجھے اس قدر تکلیف ہوئی تھی کہ آج بھی وہ منظر بار بار میری آنکھوں میں گھومتا ہے۔ کیونکہ آدم کی تخلیق سے پہلے ہم سب اللہ کی معزز مخلوق تھے اور عرش کو تھام کر خدا کی بزرگی اور پاکی بیان

Marfat.com

کرتے رہے تھے۔ لیکن آدم کی تخلیق کے بعد میرے لیے سب کچھ ختم ہو گیا۔ میں نے دنیا کی خلافت مانگی تھی جس پر اب بھی میں سمجھتا ہوں کہ میرا حق تھا جو مجھے نہ ملا۔

اب میرا مشن یہ ہے کہ میں ثابت کر دوں کہ انسان حکم الٰہی کا فرمانبردار نہیں ہو سکتا ہے اور خلافت کا اہل نہیں۔ اللہ تعالیٰ نے میری فرمانبرداری میری عبادت اور اپنے آپ کو اللہ کے لیے وقف کر دینے کے باوجود انسان کو مجھ پر فوقیت دے دی، جس سے میرے دل میں انسانوں کے خلاف حسد کی آگ بھڑک اُٹھی۔ خلافت ارضی میرا حق تھا لیکن حکم الٰہی کی نافرمانی پر مجھے مردود قرار دے دیا گیا اور راندۂ درگاہ کر دیا گیا، لیکن میں نے بھی درخواست پیش کر دی کہ مجھے انسانوں کے دوبارہ اُٹھائے جانے تک کی مہلت دی جائے۔ میری یہ درخواست قبول کر لی گئی۔

یہ حزب اللہ اور حزب الشیطان کی جنگ کا آغاز تھا۔ میں نے یہ حکمت عملی بنائی کہ ہماری کوششوں کا بنیادی محور انسان سے صرف انفرادی سطح پر گناہ کروانا ہی نہیں ہے بلکہ ذاتِ باری تعالیٰ اور اس کی حاکمیت کا عملاً انکار کروانا ہے، تاکہ انسان ازلی عہد سے منحرف ہو جائے۔ میں نے یہ عہد کر رکھا ہے انسانوں کو ہرگز حکم الٰہی کی فرمانبرداری میں کامیاب نہیں ہونے دوں گا۔ یاد رکھیے، انسانوں کی جانب سے اللہ کی نافرمانی ہی ہماری پیروی ہے۔

﴿اِنَّ الشَّیْطٰنَ لَکُمْ عَدُوٌّ فَاتَّخِذُوْهُ عَدُوًّا﴾

ترجمہ: ''شیطان تمہارا دشمن ہے۔ تم لوگ بھی اسے دشمن بنالو۔''

(فاطر:٦)

چونکہ میں صاحب علم اور صاحب فہم ہوں، اپنے علم سے یہ بات کہتا ہوں کہ حکم الٰہی کی نافرمانی کے لیے اقتدار کی بے قابو خواہش انسانوں کو برباد کر سکتی ہے۔ یہ انسانی فطرت ہے کہ وہ دوسرے انسانوں کو زیر کرنا چاہتا ہے۔ یہ کہا جا سکتا ہے کہ دوسروں پر اپنا تسلط قائم کرنا انسان کے خمیر میں ہے۔ اُس کی اِس کمزوری سے فائدہ اُٹھانا ہو گا۔ دوسروں پر تسلط قائم کر کے وہ متکبر ہو جاتا ہے۔

Marfat.com

﴿وَلَا تَمْشِ فِي الْاَرْضِ مَرَحًا ۚ اِنَّكَ لَنْ تَخْرِقَ الْاَرْضَ وَلَنْ تَبْلُغَ الْجِبَالَ طُوْلًا ۝﴾

''زمین پر اکڑ کر نہ چلو، تم نہ زمین کو پھاڑ سکتے ہو نہ پہاڑوں کی بلندی کو پہنچ سکتے ہو۔'' (بنی اسرائیل: ۳۷)

انسانی تاریخ گواہ ہے کہ فرعون اور نمرود نے اگر کھلم کھلا خدائی کا دعویٰ کیا ہے تو یہی کام مسلمانوں سمیت بہت سی دوسری اقوام نے ملفوف انداز میں یعنی (Sugar quoted) کیا ہے۔ مسلمانوں نے زبانی کلامی، اللہ، رسول اور قرآن پاک کا بڑا تقدس ملحوظ رکھا لیکن عملاً مقدس ہستیوں کے فرمودات اور قرآن حکیم کے احکامات بالائے طاق رکھ کر خود انسانوں پر مسلط ہو گئے اور انہیں اپنی حاکیت کے شکنجے میں جکڑ دیا۔

آج کے اجلاس میں تخلیق آدم سے لے کر حضرت موسیٰ کی آمد تک ہم نے کیا، کیا حکمت عملیاں تیار کیں، ان کی تفصیلات میں جانا ہمارا موضوع نہیں ہے، کیونکہ اُس دَور تک ہماری فتوحات کا سلسلہ کبھی ختم نہیں ہوا۔ اگرچہ نوع انسانی کا ایک جزوی حصہ تقریباً ہر دَور میں ہمارے لیے مشکلات پیدا کرتا رہا ہے۔

اگر حضرت موسیٰ کے دور سے بات کا آغاز کیا جائے تو معلوم ہوتا ہے اس وقت بیسویں صدی میں تین امتیں موجود ہیں جو حامل کتاب بھی ہیں۔ یہودیوں کو ہم نے ان کی کتاب میں من پسند تاویلات کر کے گمراہ کیا گیا۔ اسی واردات کو تقریباً اس ہی انداز میں عیسائیوں کے بارے دہرایا گیا۔ عیسائیوں کا شکار ہم نے یہ پٹی پڑھا کر کیا کہ ریاستی معاملات سے کلیسا اور پادری کو نکال دو۔ اس وقت آغاز میں تو یہ ایک محض خیال تھا لیکن وہ خیال آہستہ آہستہ ایک حقیقت کا روپ دھار گیا۔ جب خدا کے منکر ہوئے تو اخلاقی اور معاشرتی اقدار میں بالکل حیوان بن گئے۔ چنانچہ اس طرح آدمی کو انسانیت کے اعلیٰ وارفع مقام سے گرا کر ہم نے اپنا بدلہ لیا۔ ان دونوں اُمتوں نے صدیوں سے توحید کا دروازہ بند کر لیا ہے۔

آیئے تیسری اُمت کے حوالے سے بھی بات کر لیں۔ امت محمد تیسری امت ہے۔ طلوع اسلام سے پہلے دنیا کو ہم نے جاہلیت کی تاریکی میں ڈبویا ہوا تھا، ہر طرف بت پرستی کا

Marfat.com

دور دورہ تھا، طاقت کا راج تھا۔

پھر طلوع اسلام ہوا جس سے انسانی تاریخ میں روشنی کا سفر شروع ہوا۔ آخری نبی تشریف لائے۔ اللہ کا دین پھیلنا اور قائم ہونا شروع ہوا۔ اسلام کی تجلی پھیلی، ہر طرف دین کا بول بالا ہوگیا۔ اگر اس دور کا گہرائی سے مطالعہ کریں تو یہ حقیقت ہے کہ اسلام کا غلبہ ہماری شکست تھی۔ مسلمانوں کے پاس عالم انسانیت کے لیے نظریاتی، علمی اور عملی سطح پر ایک پیغام تھا عدل، مساوات اور اخوت کا پیغام جس کی بنیاد توحید تھی۔

روئے ارض پر خدائے ذوالجلال نے نبی اکرم ﷺ کے ذریعے ہمیں شکست دے کر حق کا جھنڈا بلند کر دیا اور اعلان ہوگیا کہ حق آ گیا ہے اور باطل مٹ گیا ہے۔ بے شک باطل مٹ جانے کے لیے ہے۔ اقامت دین دراصل روئے زمین پر منصوبہ ربانی کی تشکیل کی کوشش کا نام ہے۔ اس دور میں دین اسلام کے جزیرہ نمائے عرب میں غلبہ ہو جانے سے ہمارے سارے نظاموں کی دھجیاں اُڑ گئیں۔ حقیقت یہ ہے کہ جب سے حزب اللہ اور حزب الشیطان کے درمیان جنگ شروع ہوئی ہے، میری یہ بدترین شکست تھی۔ جس کی وجہ سے ہماری مشکلات میں بہت اضافہ ہوا لیکن میں نے ایک لمحے کے لیے بھی اپنی شکست تسلیم نہیں کی اور مسلسل اپنی نظام کے غلبہ کے لیے سرگرم عمل رہا۔

تمہارے علم میں ہے کہ شرک اور توحید کے مابین معرکہ اُس وقت شروع ہو گیا تھا جب آدم کو سجدہ سے انکار کرنے پر مجھے راندہ درگاہ کیا گیا اور میں نے اُٹھائے جانے والے دن تک مہلت حاصل کر لی۔ اگرچہ انسانوں کو خصوصاً مسلمانوں کو انفرادی سطح پر گمراہ کرنا بھی ہمارا مشن ہے لیکن ہمارا اصل ہدف نظام اور اجتماعیت ہے۔ اس لیے کہ اگر نظام عادلانہ قائم نہیں ہوتا اور حکومت الٰہیہ اور شریعت محمدی کا نفاذ نہیں ہوتا تو افراد کی ذاتی اور انفرادی نیکیوں کی کوئی خاص اہمیت نہیں۔ وہ ہمارے لیے کوئی بڑا مسئلہ کھڑا نہیں کرسکتیں۔ ہمیں اپنی تمام قوت اور اپنے تمام حربے اسلام کے نظام عدل اجتماعی کو روکنے کے لیے استعمال کرنے ہوں گے۔ تم لوگ بات کو یوں سمجھو کہ جمہوری اور دوسرے غیر اسلامی نظاموں میں انفرادی نیکی ایک ٹمٹماتا ہوا چراغ ہے۔ جس کی روشنی سے انکار نہیں لیکن یہ اس دنیا کے مسافروں کو

Marfat.com

صراطِ مستقیم نہیں دکھا سکتی جبکہ اسلامی نظام کا قائم ہو جانا گویا ہمارے لیے موت کا پیغام ہے۔ یہ نظام قائم ہو گیا تو برائی دبک جائے گی۔ ہمیں راہ نہیں ملے گی۔ یاد رکھو اگر ایسا ہو گیا تو میدان بدر کی طرح ایک مرتبہ پھر فرشتے آسمان سے قطار اندر قطار اُتریں گے اور ہمارے لیے قیامت سے پہلے قیامت نازل ہو جائے گی۔

لہٰذا ہمارا بنیادی اور اصل کام یہ ہوگا کہ امتِ مسلمہ کو بحیثیت مجموعی یہ بات سمجھ نہ لگ سکے کہ اُن کی کمزوری، ذلت، رسوائی اور بزدلی کی اصل وجہ کیا ہے؟ وہ غیر اسلامی نظام کو مجبوراً ہی سہی قبول کرلے اور دنیاوی ترقی کے چکر میں پڑا رہے۔ مغربی ممالک کی دولت اور ٹیکنالوجی کی ترقی کی چکا چوند اُس کی آنکھوں کو چندھیا دے مسلمان ممالک کے شہری دولت کے حصول اور اعلیٰ معیاری زندگی گزارنے کے چکر میں جیسے کیسے بھی ممکن ہوں ہجرت کریں، وہاں کی شہریت اور اچھی ملازمتیں حاصل کرنے کے لیے وہ حلف بھی اُٹھالیں جو اُن کے ایمان کو متزلزل کر دے۔ آپ کو یہ بات کبھی فراموش نہیں کرنی چاہیے کہ اللہ کے آخری رسول محمد ﷺ کے دَور میں ہمیں عبرناک شکست ہوئی تھی۔ دنیا پر اچھی طرح واضح ہو گیا کہ اللہ کے سوا کوئی حاکم نہیں۔ اسلام کے وجود نے رفتہ رفتہ زندگی کے تمام اہم شعبہ جات کو اپنی گرفت میں لے لیا اور دنیا کے بہت بڑے حصہ میں ہماری فوج کو شکست فاش ہوئی اور ہماری صفیں درہم برہم ہو گئیں۔

اسلام کے نعرے ''ملک اللہ کا ہے اور کوئی اس کا شریک نہیں ہے'' کی عملاً اقامت کی وجہ سے ہماری جڑوں پر کاری ضرب لگی۔ لیکن ہم نے ایک لمحے کے لیے بھی اپنی ہار اور شکست تسلیم نہ کی۔ اپنے اسلحہ خانے سے نت نئے ہتھیار آزمائے۔ ہماری کانفرنسیں ہوتی رہیں۔ بالآخر ہم نے اپنا طریقہ تبدیل کیا۔ شرک اور توحید کی جنگ میں ہم نے نیا نظریاتی نعرہ دیا۔ وہ نعرہ یہ تھا جو ''جو زمین کے کسی خطے کا مالک ہے، وہی ملک کا مالک ہے۔ (یعنی وہی خدا ہے) یہ نظریاتی نعرہ ہماری عظیم ترین کامیابی تھی۔ اسی سازشی نعرہ نے خلافت راشدہ کے بعد اثر انداز ہونا شروع کیا اور خلافت ملوکیت میں بتدیل ہو گی۔ اسلام کا نعرہ ''ملک اللہ کا ہے'' قائم رہا لیکن طاقت اور اقتدار کی ہوس نے حکمرانوں میں بہت سی خرابیاں پیدا کر دیں۔

Marfat.com

ہمارے اس نعرے کے سیاسی وتہذیبی وفکری حملے نے مسلمانوں کے ذہن کو ماؤف کردیا۔ گویا مسلمانوں پر ایک قہر ڈھادیا اور ہر بار اس کا ایک حصہ ٹوٹتا رہا۔ ان کی ذہنیت ہمارے اس نعرے (انسانی حاکمیت) کے سانچے میں ڈھلتی چلی گئیں۔ چنانچہ دین الٰہی (اللہ کی حاکمیت) کے خلاف ہماری سازشیں کامیاب ہوگئیں اور ہمیں پہلی کامیابی ملی۔ اس نعرے کی بنیاد پر ۴۱ھ میں ملوکیت رائج کرنے میں کامیاب ہوگئے اور انسان کو اللہ کے مقابلے میں ایک باغی حکمران کی حیثیت سے کھڑا کردیا۔ (ملوکیت سے مراد یہ ہے کہ کوئی انسان یہ دعویٰ کرے کہ سیاسی حوالے سے کل اختیار اور بالادستی اس کے ہاتھ میں ہے) ہم نے اسلامی تاریخ کے اس پہلے مرحلے پر دراڑیں ڈال دیں۔ امت مسلمہ اس کے بعد مکمل طور پر بحرانی کیفیت میں آگئی لیکن خلافت بہر حال قائم رہی۔

جیسا کہ ہم نے ابھی کہا کہ ہم نے شکست تسلیم نہیں کی اور مسلسل اپنی کامیابی کے لیے سرگرم عمل رہے۔ بالآخراسی جدوجہد میں عرب پر ترکوں نے غلبہ حاصل کرلیا۔ اِس موقع سے فائدہ اُٹھاتے ہوئے ہم نے نسلی عصبیت کو خوب ہوا دی۔ ادھر برصغیر میں مغلوں کی اسلامی حکومت قائم تھی۔ اُس کا بھی ایک بہت بڑی سازش کے تحت خاتمہ کردیا اور بالآخر ۳ مارچ ۱۹۲۴ء میں روئے ارضی پر وہ جھنڈا جسے آخری نبی نے انسانیت پر اللہ کی رحمت کے نزول کے لیے بلند کیا تھا، اپنی جگہ پر قائم نہ رہ سکا۔ اسلام کا وہ تصور اجتماعیت اور اس تصور پر قائم زندگی پر ضرب لگانے کے لیے امت کے ذہین افراد کے سروں پر ہم نے اپنا ہاتھ رکھ دیا۔ (آج بھی ہم نئے نئے ہتھکنڈوں کے ذریعے فکرِ اسلامی کی بنیادیں کھودنے میں لگے ہوئے ہیں)

ادارہ خلافت کا انہدام ہماری کتنی عظیم کامیابی تھی۔ آپ لوگ اس کا اندازہ ہی نہیں کر سکتے۔ زمین وآسمان کی کیفیات میں تبدیلی رونما ہوگئی۔ تم کہہ سکتے ہو کہ روئے ارضی سے عرشِ بریں تک طوفان برپا ہوگیا۔

مسلمانوں پر گویا آسمان ٹوٹ پڑا تھا۔ ادارہ خلافت ختم ہوجائے گا وہ اِس کا تصور بھی نہیں کرسکتے تھے۔ اگرچہ خلافت کا ادارہ اپنے آخری وقت میں بہت کمزور ہوچکا تھا لیکن وہ

Marfat.com

اس کمزوری کی حالت میں بھی مسلمانوں کے لیے ایک بہت بڑا ذہنی سہارا تھا۔ یہ بات واضح رہنی چاہیے کہ کسی نوعیت کی انفرادی عبادت اِس اجتماعی تباہی کا ازالہ نہیں کر سکتی۔ ہم نے اِن کی قیادت اور امامت کو تہس نہس کر دیا۔ تاریخ گواہ ہے کہ مسلمانوں نے بڑی عظیم سلطنتیں قائم کیں لیکن آج وہ دانستہ اور نادانستہ ہمارے ایجنٹ کا رول ادا کر رہے ہیں۔ توحید کی تلوار زنگ آلود ہو چکی ہے البتہ نیام بڑے خوبصورت اور نفیس ہیں۔ نظریاتی طور پر شکست خوردہ مسلمانوں کی عظیم اکثریت خوشی خوشی گمراہی کی طرف راغب ہے، البتہ اُن میں سے بہت سے یہ سب کچھ کرنے کے باوجود اللہ کے نام کا ورد کیے جا رہے ہیں، گویا خود فریبی میں مبتلا ہیں۔ جس سے کسی اجتماعی تبدیلی کی کوئی صورت ممکن نہیں۔

انسانوں کا انسانوں پر حکم چلانا اور اپنے ہاتھ میں اقتدار حاصل کرنا انسانی فطرت کا خاصہ ہے۔ یہ اختیار کسی گروہ کے پاس ہو یا کسی فرد کے پاس ہو، ہم نے ہمیشہ انسان کی اِس کمزوری سے فائدہ اُٹھا کر ملوکیت یعنی انسان حاکمیت اور موجودہ دور میں ڈکٹیٹرشپ اور جمہوریت کے شکنجے میں اسلامی دنیا کو جکڑا ہے۔ اقتدار کا نشہ انسان کے حواس کھو دیتا ہے، انسان پاگل اور خبطی ہو جاتا ہے۔ طاقت کا نشہ ایسا چڑھ جاتا ہے کہ انسان خدائی کا دعویٰ کر دیتا ہے اور خوفِ خدا سے آزاد ہو کر ہمارے اشارہ پر ناچتا ہے۔ میں انسان کی Chemistry سے واقف ہوں اسی لیے انسان کے ہی تعاون سے اور اِسی کے ذریعے تباہی لانا ہماری حکمت عملی ہے۔ ہم نے "اللہ کا ملک" یعنی اُس کی سپریم اتھارٹی کے کہیں قائم ہونے کے امکان کو عملاً انسانوں بالخصوص امت کے افراد کے ہاتھوں ہی ڈھا دیا ہے۔

مسلمانوں کی بداعمالیوں اور اقتدار کی ہوس نے خلافت کا نام و نشان مٹا دیا جس سے اللہ کی رحمت مسلمانوں سے رُوٹھ گئی۔ اس کے فوراً بعد دوسرے مرحلے میں آج کے دور میں امت کو مزید پستی میں گرانے کے لیے قیادت موروثی اور خاندانی ہوگئی جو دراصل ملوکیت کی ہی ایک خوشنما برانچ ہے۔ آپ اسے ماڈرن ملوکیت کہہ سکتے ہیں۔ ماضی میں اسی لیے حضرت امام حسینؓ نے اسلامی نظام میں ملوکیت ختم کرنے کے لیے بغاوت کا علم بلند کیا تھا تاکہ مسلمان خلافت سے انحراف نہ کریں یا خلافت ملوکیت کی شکل اختیار نہ کرے۔

Marfat.com

مسلمانوں کی اجتماعی زندگی میں ادارہ خلافت کی اہمیت کو ایک مثال سے سمجھ لیں ۔فرض کریں کہ ایک گھر میں آسودہ زندگی کے لیے سب کچھ ہے ۔مثلاً اعلیٰ فانوس، فریج، ائیر کنڈیشنڈ وغیرہ لیکن اگر بجلی دستیاب نہیں تو ان میں سے کسی چیز سے فائدہ حاصل نہیں کیا جا سکتا۔بجلی بحال ہوگی تو اِن چیزوں سے فائدہ اُٹھایا جا سکتا ہے۔مسلمانوں میں کتنی دولت، وسائل، صلاحیتیں اور عقل ودانش کیوں نہ ہو اگر اجتماعی نظام کے لیے خلافت کا ادارہ موجود نہیں تو یہ سب کچھ اس کو دنیا میں عزت ووقار نہیں دلا سکے اور نہ ہی اللہ کی رحمت کا نزول ہوگا۔

ہماری ساری توجہ اس طرف تھی کہ مسلمانوں کے نظریہ توحید یعنی اللہ کی حاکمیت کو آنکھوں سے اوجھل کر دیا جائے اور اللہ کی حکمرانی کسی معاشرے میں عملاً نظر نہ آئے۔ظاہر ی بات ہے اس کے لیے ہمیں کسی متبادل خوشنما نظام کی ضرورت تھی چنانچہ وہ نظام حیات Great Western Civilization کے بیج سے ہم نے نکالا جسے ہم نے انیسویں صدی میں عالم اسلام پر آزمایا۔امت مسلمہ نے اس نظام کو قبول کر لیا چنانچہ ہمارے لیے امت کو مزید تباہ کرنے کے لیے آسانی پیدا ہوگئی اور پوری امت ہمارے جال میں پھنس گئی۔

اللہ کے دین کے خلاف یہ فساد عظیم ہمارا تیار کیا ہوا عظیم تحفہ ہے۔ یہ ہماری کوشش تھی جس کے ذریعے انسانی حاکمیت کے نظریے پر نظام زندگی کو چلانا مقصد تھا۔اس سازش کے اثرات پوری امت میں جلد ہی نظر آنے لگے جس نے اسلام کی روح (حکم الٰہی کی پابندی) کے مفہوم کو ہی بدل کر رکھ دیا۔اس فتنہ نے ان کی بنیادیں ہلا دیں۔رفتہ رفتہ مسلمان ایسے ٹوٹ گئے کہ ایک جسم ہونے کا نعرہ ریزہ ریزہ ہوگیا۔

آج ہمارے نظام حیات میں ان (مسلمانوں) کے اعمال کا جائزہ لیجئے۔ یہ ہمارے معاشی نظام کے سامنے ہاتھ باندھے یوں کھڑے ہیں جس طرح نمازی خدا کے سامنے ہاتھ باندھ کر کھڑا ہوتا ہے۔بدعتی علماء، صوفیا عیاش حکمران اور اقتدار کے بھوکے بادشاہوں نے مل کر وہ فضا پیدا کر لی جس سے اسلام کی عمارت ریت کی طرح بکھر گئی۔

اس مقام پر اس بات کی وضاحت ضروری ہے کہ انسان اب خلافت طاغوت (ہمارے

Marfat.com

مقاصد) کے حصول کے لیے جدوجہد کر رہے ہیں خود مسلمانوں کی فوجیں اور ان کی قیادتیں ہمارے نظام سیاست کی حفاظت کے لیے دن رات ایک کیے ہوئے ہیں۔

حضرات! آپ یاد کریں، اُس وقت کو جب امت کے شتر بانوں نے ہمارا ناک میں دم کیا ہوا تھا۔ اُس وقت میں کیا کہوں کہ وہ بیابانوں میں رہنے والے کون تھے، جنہوں نے دنیا کو حکمرانی کے قاعدے سکھائے۔ خلیفہ الارض اگر چہ چٹائی پر بیٹھا ہوا ہوتا تھا لیکن دنیا اُس سے کانپتی تھی۔

یہ آپ کی جدوجہد کا نتیجہ ہے کہ یہ شمع گل ہوا چاہتی ہے! ہم نے اس درخت کو صدیوں پانی اور کھاد دے کر پروان چڑھایا تاکہ منصوبہ ربانی کی جدوجہد کا جوش وخروش ختم ہو جائے اور فکر ونظر کی وہ بلندی اوجھل بھی نہ رہے۔ گویا اب تو امت میں دودھ پیتے مجنوؤں کی بھرمار ہے۔ اب تو مسلمان اپنی پستی سے بالکل ہی بے نیاز ہو گئے ہیں۔ مسلمانوں کی نئی نسل کو دین الٰہی کے چاہ سے پانی نہیں ملا جس کی وجہ سے الحاد شرک اور بے دینی کا ڈھنگ غالب آ گیا۔ جس طرح دیوانے کتے کے کاٹنے سے زہر پورے جسم میں سرائیت کر جاتا ہے اسی طرح امت کی اکثریت ہمارے نظام حیات کو ناپاک جانتے ہوئے بھی تسلیم کر چکے ہیں۔ جس طرح کتے کے زہر سے جسمانی موت واقع ہو جاتی ہے اُسی طرح ہمارے نظریہ حیات کے عمل سے منصوبہ ربانی کے غافل رہبروں کی روحانی موت واقع ہو جاتی ہے۔

آپ حضرات غور کریں کہ ہم نے پوری زمین کو شرک سے بھر دیا ہے۔ اسلامی لشکر میں شرک کی وبا پھیل گئی ہے۔ ہماری لگائی ہوئی وہ آگ ہے جس نے نسل انسانی کی ساخت کو تباہ و برباد کر دیا ہے۔ جو شخص اپنی عمر غیر اللہ کی اطاعت میں بسر کر دے تو اس کے لیے دوبارہ حق کے جھنڈے کو اُٹھانا بہت مشکل ہو جاتا ہے۔ ہماری اِس کانفرنس کا اصل مقصد یہ ہے کہ انسانیت کو اپنے ہی ہاتھوں تباہی سے دوچار کرنا ہے۔

حالات تیزی سے ہماری فتوحات کے لیے سازگار ہو رہے ہیں جب اللہ کا دین مغلوب ہو جاتا ہے تو زمین سے لے کر عرش تک بے چینی پھیل جاتی ہے اور جب مسلمان (منصوبہ ربانی کا امین) کسی دوسرے نظام کے تابع اور مغلوب ہو کر اس نظام (کفریہ) کی دی ہوئی

Marfat.com

رعایتوں اور سہولتوں سے مستفید ہوتا ہے بلکہ اُن میں گم ہو جاتا ہے تو پھر اللہ کی لعنت برستی ہے۔ یہ ایک حقیقت ہے کہ اسلام میں کسی قسم کی مغلوبیت ممکن نہیں آج انسانی دور کے آخری مراحل میں ہم نے کامیابی کے جھنڈے گاڑ دیئے ہیں امت مسلمہ کی بہت بڑی اکثریت چھوٹا بن کر جینے میں فخر محسوس کرتی ہے۔ کیا اجتماعیت کیا انفرادیت نظریاتی طور پر سب راکھ کا ڈھیر ہیں۔

آج ہم فخریہ اعلان کرتے ہیں کہ مغرب کی یا مشرق کی قومیں ہوں سب کے سب ہمارے نظریاتی اسیر ہیں یعنی انسانیت معرفت حقائق سے محروم اور بیگانہ ہو چکی ہے۔ مسلمان حرم کے دیوانے اور Degloblized ہو کر اللہ کے عطا کردہ اہم ترین شعبے سیاست، معیشت اور معاشرت میں حکم الٰہی کی کھلم کھلا خلاف ورزی کر کے کامیابیاں ڈھونڈ رہے ہیں موت کا کھیل چاروں جانب رقصاں ہیں یہ بڑے بڑے شاپنگ سینٹر بنا کر جھوم رہے ہیں۔

توحید کی بنیاد پر نظام حیات کا قیام اُن کا پہلا فریضہ تھا اپنے مصائب کا حل اس نظریہ میں ڈھونڈنے کی بجائے وہ خانقاہوں، حجروں، مسجدوں، درگاہوں میں خود کو مگن رکھنے کی کوشش کر رہے ہیں۔ کیا محض کتابوں کے مطالعے سے کوئی ڈاکٹر بن سکا ہے؟ اب تو حالات یہ ہیں کہ مسلمان جہاد سے اس طرح بھاگتے ہیں جیسے گائے قصائی سے بھاگتی ہے۔

﴿اِنَّ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَالَّذِيْنَ هَاجَرُوْا وَجٰهَدُوْا فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ
اُولٰٓئِكَ يَرْجُوْنَ رَحْمَتَ اللّٰهِ ۭ﴾

''صرف وہی لوگ اللہ کی رحمت کے اُمیدوار ہو سکتے ہیں جو ایمان لائیں ہیں اس کی راہ میں اپنی محبوب اشیاء کو قربان کریں اور اُس کی راہ میں جہاد کریں۔'' (البقرہ: ۲۱۸)

مسلمان چونکہ دو صدیوں سے حقائق حیات سے بالکل بیگانہ ہو چکے ہیں اسی لیے میں آپ کے ذریعے یہ پیغام دے رہا ہوں کہ دنیا میں نئے نئے طریقوں سے مسلمانوں کو الحاد اور شرک کی طرف راغب کریں اور نئے نئے بت قدم قدم پر کھڑے کر دیں تاکہ ہر مسلمان

Marfat.com

گذرتے ہوئے پہلے ان کو سجدہ کرے۔اس طرح ہم یہ محسوس کریں کہ آدم نے ابلیس کے سامنے سر تسلیم خم کر دیا ہے۔ہم انسان کو یہ بھلا دیں گے کہ وہ اشرف المخلوقات ہے اور مخلوق کی بجائے خالق کے نظام کو قائم کرنا اُس کی ذمہ داری ہے۔

ابھی وہ ابتدائی خطاب ہی کر رہا تھا کہ اس (ابلیس) نے دیکھا کہ آج کے اجلاس میں اس کا ایک اہم کمانڈر جو مغرب کے مسلمانوں کی گمراہی پر مامور ہے، خاموش، روہانسا اور کسی کرب میں مبتلا نظر آ رہا ہے۔ابلیس نے اپنی تقریر کو روک کر پوچھا:

''کمانڈر کیا بات ہے کیوں افسردہ ہو؟''

ابلیس کے سوال پوچھنے پر کمانڈر شدت جذبات سے تقریباً پھٹ پڑا۔ایک دم کھڑا ہوا اور ابلیس سے مخاطب ہوتے ہوئے کہنے لگا:

اے آقا! ہم نے جو نظام کفر جس کی بنیاد عیاری و مکاری شرک الحاد اور فریب و دھوکہ اور خوبصورت و خوشنما مغربی تہذیب کے بتوں پر رکھی ہوئی ہے یعنی ابلیس خلافت کا جال پوری کائنات میں بنا ہے۔جس شیطانی کامیابیوں کا ذکر ابھی آپ نے اپنی تقریر کے شروع میں کیا ہے اور ہمیں حکم دیا کہ قدم قدم پر شرک کے بت رکھ دو۔اس حوالے سے میں آپ کو یقین دلاتا ہوں کہ ہمارے نظام حیات پر تو تمام انسانیت کا سارا کاروبار زندگی آپ ہی کی حکمت عملی کے مطابق استوار ہے۔دنیا کے تمام انسان آپ کی تدابیر کے سامنے بے بس ہیں اور آپ کی اطاعت پر ایمان لا چکے ہیں۔ان سب کا آپ کے سامنے جھکنا ان کی قسمت بن چکا ہے۔یہ تمام کامیابیاں آپ کی قابلیت کا کرشمہ ہیں، لہٰذا آج دنیا کا کوئی ملک ایسا نہیں ہے جہاں کی حکومتیں آپ کی مرید نہ ہوں اور ہم نے امت مسلمہ کے سامنے ان ہی میں سے خوبصورت چہروں والے فرعون پیدا کر دیئے ہیں کیونکہ امت قرآن کے نور سے منور نہیں ہے۔

ان تمام باتوں کے باوجود یہ میرا اخلاقی فرض ہے کہ میں آپ کو آئندہ آنے والے خطرات سے مطلع کر دوں اور کچھ مسائل آپ کے گوش گزار کر دوں۔جان کی امان پاؤں تو عرض کروں۔

Marfat.com

ابلیس: اجازت ہے۔

کمانڈر: شریعت اسلامیہ ہمارے حق میں بلاشبہ موت ہے۔ یہ بھی ایک حقیقت ہے کہ ہماری ترغیب پر مسلمانوں نے اپنی راہوں میں جو کانٹے بوئے تھے اُن سے تو شریعت اسلامیہ کا نفاذ ممکن نظر نہیں آتا کیونکہ جَو بیج کر گندم تو کاٹی نہیں جا سکتی۔ نہ دعوت ہے نہ تربیت اور نہ درست سمت رخ ہے لیکن میں اس حقیقت کا اظہار ضروری سمجھتا ہوں کہ ہمارے نظام (انسانی حاکمیت) کے تمام جالوں کو خطرات لاحق ہوتے ہوئے نظر آ رہے ہیں۔ آپ کی ابلیسیت اور شیطانیت کی امامت اور راج جو آج دنیا میں قائم و دائم ہے اس کو شدید خطرہ محسوس کرتا ہوں۔ اگر یہ نظام کفر ختم ہو گیا تو ابلیسیت کا جنازہ نکل جائے گا اور ہمیں روئے ارضی پر کسی جگہ پناہ نہیں مل سکے گی۔

چونکہ میں مغرب کے مسلمانوں پر مامور ہوں، اس لیے ان کی زندگی کے معاملات پر ہر لحہ گہری نظر رکھتا ہوں۔ ہمارا نظام اور مغربی تہذیب اُن کے دلوں کی تہہ تک اثر پذیر ہو چکی ہے وہ گویا اس پر ایمان لا چکے ہیں۔ میں یہ بھی یقین دلاتا ہوں کہ ہمارے نظام اور آپ کی اطاعت نے اُن کی روح کو گھن لگا دیا ہے۔ مجھے پختہ یقین ہے کہ ہمارے خلاف صف آرا ہونا تو دور کی بات ہے وہ ہمارے لیے ہی زمین کو زرخیز بنا رہے ہیں۔ اس سب کچھ کے باوجود میں اسلامی جذبہ سے مامور مجاہدین کے بڑھتے ہوئے قدموں کی بو سونگھ رہا ہوں ان کی دھمک سے میرا دل لرزتا ہے۔ ایسا لگتا ہے کہ آپ کی خلافت کا طلسم ٹوٹنے والا ہے۔ وہ شرکیہ نظام جس میں یہ لوگ زندہ ہیں، ملیا میٹ ہونے کو ہے۔ اگر ہم نے حالات کے چہرے پر لکھی ہوئی تحریر نہ پڑھی تو ہمیں کسی المناک انجام سے دوچار ہونا پڑے گا۔

کمانڈر کے یہ الفاظ کانفرنس روم میں بم کی طرح پھٹے جس طرح دو تار آپس میں مل جائیں تو بلب روشن ہو جاتا ہے، اس طرح ابلیس کا چہرہ غصے سے آگ اگلنے لگا۔

ابلیس کے منہ سے شعلے نکلنے لگے اور اس نے غصے کی حالت میں سوالات کی بوچھاڑ کر دی۔ جیسے کوئی شخص اپنے گھر کی حفاظت کا سارا بندوبست کر کے نکلے اور راستہ میں اُس کو یہ خبر دی جائے کہ تمہارے گھر کو ڈاکوؤں نے لوٹ لیا ہے اور وہ شخص فوراً یہ کہے یہ کیسے ممکن

Marfat.com

ہے اور غصے میں اپنی تمام سیکورٹی کی کیفیات گنانا شروع کر دے۔ اسی طرح ابلیس کے دماغ میں اپنی حفاظت کے لیے انتظامات کی ایک فلم چلنا شروع ہو گئی۔ اس نے سوچا کہ زمین اور زمین پر رہنے والے تمام انسانوں کے ذہن میری گرفت میں ہیں۔ مسلمان (جس سے خطرہ ہو سکتا ہے) اُن کو مذہبی نشہ کی گولی دے کر سلا دیا ہے۔ پوری امت کو اپنی منصوبہ بندی سے ایسا زخم لگایا ہے کہ اس کا لطف میں ابھی تک محسوس کر رہا ہوں۔ یہ زخم لگانے کا کارنامہ میں نے خود انجام دیا تھا۔ مزید بات کرتے ہوئے ابلیس کے منہ سے شعلے نکل رہے تھے۔ غصے کے مارے اُسے اپنی حالت سنبھالنی مشکل ہو گئی۔ اُسے یوں محسوس ہوا جیسے اُسے کسی اپنے ایسے دشمن کے آزاد ہو جانے کی خبر دی گئی ہے جسے اُس نے زنجیروں سے جکڑ کر سلاخوں کے پیچھے رکھا ہوا تھا۔ اس کی سیکورٹی کے اعلیٰ ترین اور ناقابل تسخیر انتظامات کیے ہوئے تھے۔ ایسی جگہ جہاں کے بارے یقین ہو کہ یہاں تو پرندہ بھی پر نہیں مار سکتا اور اس کا آزاد ہونا اُس کے نزدیک ناممکنات میں سے تھا۔ خدا دشمن نظام کو قائم دائم رکھنے کے لیے اس نے جو بے نظیر انتظامات کیے ہوئے ہیں وہ فلم کی طرح اُس کی آنکھوں کے سامنے گردش کرنے لگے۔ اِسی حالت میں اس نے سوالات کی بوچھاڑ کر دی۔ کیا زمین پر رہنے والے تمام انسانوں کے اذھان میری گرفت میں نہیں ہیں؟ دنیا کو انسانی حاکمیت کا تصور دینا اور اُسے پختہ کر دینا انسانوں کی عظیم اکثریت اُسے اپنے ایمان کا حصہ سمجھنے لگے، ریاست اور معاملات ریاست سے خدا کو بے دخل کر دے، کیا یہ کوئی معمولی کارنامہ ہے؟ سب سے اہم اور بڑی بات یہ کہ مسلمان بھی انسانی حاکمیت کا ذکر یوں کریں جیسے کوئی انتہائی مقدس شے ہو اور بار بار اُس پر اپنے ایمان کا دنیا کو یقین دلائیں۔ معاشی سطح پر میں نے اُنہیں یوں جکڑ دیا ہے کہ وہ سود جس کے بارے میں اُن کی کتاب میں لکھا ہے کہ یہ حرام مطلق ہے اور اس کے لین دین کرنے والا اللہ اور رسول کے خلاف جنگ کر رہا ہے۔ اِس حوالہ سے میں نے مسلمان کو اللہ اور رسول کے سامنے صف آرا کر دیا ہے۔ سیاسی طور پر اُن کی حالت یہ ہے کہ اُنہوں نے اپنی طنابیں امریکہ اور یورپ جیسے اسلام دشمنوں کے حوالے کی ہوئی ہیں۔ کمانڈر صاحب کو نہ جانے کہاں سے خطرہ کی بو آ رہی ہے۔ اہم ترین بات یہ

Marfat.com

ہے کہ انفرادی سطح پر جو مسلمان مذہب کی طرف پھر بھی رجحان رکھتا ہے ہم اُس کے ذہن کو رسومات اور عبادات تک محدود کر دیتے ہیں اور وہ انفرادی سطح پر عبادات کی ادائیگی سے مطمئن ہو جاتا ہے کہ اس نے اپنا فرض ادا کر دیا۔ عدل اجتماعی پر مبنی نظام کے بارے میں وہ سوچتا تک نہیں کیا یہ ایک عظیم کامیابی نہیں؟

آج ہم نے اور ہمارے لشکروں نے بحر و بر میں فساد برپا کر دیا ہے یعنی زمین سے اللہ کو اور اس کے اجتماعی نظام سے بے دخل کر دیا ہے اور دنیا میں ہم نے اپنا شرکیہ نظام غالب کر لیا ہے۔

کیا موجودہ امت مسلمہ جس سے ہمارے نظام کو اور ہماری زندگیوں کو خطرہ تھا۔ اُس کو ہم نے دین کے حوالہ سے صرف لفظی بحثوں میں الجھایا ہوا ہے۔ اب دنیا میں کیا کوئی نیا نبی یا نئی امت آ گئی ہے جس سے ہمارے نظام کو خطرہ لاحق ہو گیا ہے۔

ابلیس غصہ کی حالت میں دوسرا، تیسرا اور چوتھا سوال ایک سانس میں کرتا ہے۔

ہماری تحقیقات بتاتی ہے کہ دنیا میں جو امت حامل کتاب ہوتی ہے وہ شریعتِ الٰہی کی حامل ہوتی ہے۔ وہ زمین پر اللہ کی نمائندہ ہوتی ہے۔

ہم اور ہمارے لشکر شریعت الٰہی کی حامل موجودہ امت کے ہر فرد پر نگاہ رکھے ہوئے ہیں۔ ہر شخص کا ریکارڈ ہے، کب اور کہاں پیدا ہوا ہے؟ کیا کرتا ہے، کتنا کماتا، ہے کیسے رہتا ہے۔ کہاں آتا جاتا ہے؟ یہ تمام ریکارڈ دو انگلیوں کے اشارے سے ہمارے سامنے ہوتے ہیں۔

گزشتہ پچاس سال سے اس امت کی ہر چیز ہمارے کنٹرول میں ہے۔ ان کے ملکوں کے حکمران تو کیا پوری کی پوری اشرافیہ سرتاپاؤں ہمارے کنٹرول میں ہے۔ سیاسی جماعتیں، عالم دین، مذہبی جماعتیں، میڈیا حتیٰ کہ مسلمانوں کی کثیر تعداد کے ذہن ہمارے کنٹرول میں ہیں۔ ہم جدھر چاہئیں، موڑ لیتے ہیں۔ اسی طرح ان تمام لوگوں نے ہمارے مفادات کے لیے اسلامی انقلابی فکر کو مسخ کرنے کے لیے ایڑی چوٹی کا زور لگا رکھا ہے۔ یہ ذہنی کنٹرول کی منصوبہ بندی ہم نے کیوں کی ہے؟

اس مثال سے سمجھ لیں ایک آدمی پرفیوم کی دکان میں کام کرتا ہے۔ وہاں مختلف قسم کی

Marfat.com

خوشبوؤں سے واسطہ رہتا ہے۔ اگر وہ اپنے لباس میں خوشبو نہ بھی لگائے پھر بھی اس کے کپڑوں سے خوشبوئیں آئیں گی۔

ہم نے اِن (مسلمانوں) کے دین کو اپنے مشرکانہ نظام کے غلبہ سے کنٹرول کرلیا ہے تا کہ یہ امت زمین پر اللہ کی نمائندہ ہونے کا فریضہ انجام نہ دے سکے اور کوئی حکومت الٰہیہ کو قائم نہ کر سکے جو ان کی قوت اور شان و شوکت کا مظہر ہے۔ اُنہوں نے ذہنی غلام کے نتیجے میں اپنی حقیقی قوت کا راز اور اپنا مقصد وجود تک فراموش کر دیا ہے۔ اب ان کے پاس میرے حساب سے نہ دین باقی رہا ہے، نہ ایمان باقی رہا ہے۔ مکمل ذہنی غلامی کی وجہ سے ہم جیسے موڑنا چاہتے ہیں، موڑ لیتے ہیں۔

اِس صدی کے شروع میں ہم نے اسلام کا اجتماعی نظام بڑے بڑے جغادری مسلمانوں کی موجودگی میں ختم کر دیا تھا۔ آپ لوگ اندازہ نہیں کر سکتے کہ اگر ہم یہ کام نہ کرتے تو کیسے طوفان میں ہم گھر جاتے۔

یہ کام ہم نے اس لیے کیا تھا کہ آنے والی نسل انسانی خاص طور پر امت محمدیہ میں ۱۹۲۴ء کے بعد پیدا ہونے والی نسل کو قرآن کے آفاقی اور انقلابی پیغام سے ناآشنا کر دیا جائے جس کی وجہ سے آج آپ دیکھیں، اسلامی ممالک اللہ کے عطا کردہ اجتماعی نظام سے بے بہرہ ہیں۔ ۵۷ اسلامی ملک ہیں لیکن کوئی اسلامی فلاحی ریاست دنیا میں نہیں ہے۔ بھیڑیے کا بچہ بڑا ہو کر بھیڑیا ہی ہوگا۔ اگرچہ اس کی پرورش کسی انسان کے گھر میں ہی ہوئی ہو یعنی بھیڑیے کا بچہ چیرنا پھاڑنا نہ چھوڑے گا۔ بالکل اسی طرح جب ہم نے عالمی ابلیسی خلافت نیو ورلڈ آرڈر کی شکل میں دی جس کی بنیاد خواہشوں کی فوراً تکمیل پر رکھی (برائیاں، نفس انسانی کو مرعوب ہیں) دنیا بڑی دلکش ہے، اس دلکشی میں غرق ہو کر مسلمان بہت جلد برائی (انسانی حاکمیت) پر آمادہ ہو کر ہماری جھولی میں گرتے ہیں اور اپنی خواہش کی تکمیل کے لیے ہم سے سمجھوتا کرتے ہیں اور پھر اللہ کے دین کی تمام کی جدوجہد خود بخود ختم ہو کر رہ جاتی ہے۔ اب آپ خود دیکھیں مسلمانوں کو کوئی پروا نہیں ہے کہ دنیا پر اللہ کے اجتماعی نظام کا غلبہ ہے یا ہمارے سیکولرازم کا غلبہ ہے۔ خلافت گرنے کے بعد ان میں کوئی ایسی شخصیت پیدا نہ ہو سکی

Marfat.com

جو ہماری آنکھوں میں آنکھیں ڈال کر بات بھی کر سکے۔

﴿وَاِنَّ الَّذِیۡنَ اُوۡرِثُوا الۡکِتٰبَ مِنۡۢ بَعۡدِہِمۡ لَفِیۡ شَکٍّ مِّنۡہُ مُرِیۡبٍ۝﴾

''اور وہ لوگ جو ان کے بعد کتاب کے وارث بنائے گئے تھے وہ اس کتاب کے بارے میں بڑے اضطراب انگیز شک میں مبتلا ہیں۔'' (الشوریٰ:۱۴)

میرے علم کے مطابق پچھلے سو سالوں میں آہستہ آہستہ مسلمان اپنے دین اپنی تاریخ اپنی ثقافت اور تمدن سے بے بہرہ ہو چکے ہیں اور آج نوجوان نسل کو دین کا بہت کم علم ہے۔اسی نسل سے تعلق رکھنے والوں میں سے جن کا رجحان مذہب کی طرف ہوتا ہے، میں نے انہیں قرآن پڑھنے کا مطلب ثواب کمانے کا ذریعہ، روزانہ مساجد میں، گھروں میں قرآن خوانی، فال نکالنے، عدالتوں میں قسم کھانے، بچی کی شادی پر جہیز میں اور رخصتی کے موقع پر سر پر رکھ دینے والی کتاب بنا دیا ہے۔ یہ ہم نے اس لیے کیا کہ اگر انہوں نے سابقہ زندگی اور آئندہ زندگی دونوں پر غور وخوض کر کے نظر ثانی کر لی تو ہمیں اپنے Survival کے لالے پڑ جائیں گے۔ بڑی ہی کوششوں سے امت کو گھوڑے بیچ کر سونے پر لگا دیا ہے۔اب بظاہر اس کی بیدار ہونے کی کوئی اُمید باقی نہیں رہی ہے۔اس لیے فکر اور تعمیر فکر کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا۔

چونکہ کائنات کی تخلیق میں غور وفکر فرمان الٰہی کے اتباع کا موجب بن سکتا ہے جس سے انسانی تخلیق کو دیکھ کر خالق کے نزدیک آیا جا سکتا ہے۔

نئی نسل کے عالم دین اور مذہبی لوگوں کے دماغ میں یہ وسوسہ ڈال دیا ہے کہ اللہ کی کتاب سے یہی غرض ہے کہ قرآن کی علمی بحث اور چیخ وپکار ہو، ہوا میں مکے لہرا کر اور اپنے ڈرائنگ روم میں ائیر کنڈیشنڈ لگا کر خوب علمی فلسفے کی بحث کر لیا کریں، عالم اور فاضل بن کر ٹی وی پر ظاہر ہو کر اپنے اپنے قابلیت کے سکے جما لیا کریں، ہجوم کو ہپناٹائز کر لیا کریں، تالیاں بجوا لیا کریں۔اس سے نہ جان کو خطرہ ہے نہ مال جانے کا اندیشہ ہے۔اس سے اچھا

Marfat.com

اللہ کو خوش کرنے کا کوئی طریقہ نہیں ہے۔ دین کی اقامت سے کیا لینا دینا۔ بہر حال ہم نے آج امت کی غالب اکثریت کو تسبیح کے دھاگے میں پھانس لیا ہے۔

میرے بہادر جوانوں! ہر زمانہ میں حق پرستوں نے باطل پرستوں کو نقصان پہنچایا ہے لیکن کہاں وہ لوگ اور کہاں آج کے مذہبی لوگ جو خانقاہوں میں پڑے سو رہے ہیں اور انگریزی پڑھا ہوا مسلمان جس نے دین ہی سے قطع تعلق کر لیا ہے اور انسانی حاکمیت (سیکولرازم) کا دلدادہ ہے اور کہاں وہ لوگ جو طالب آخرت اور اپنے اللہ کی رضا کے لیے چٹائی پر بیٹھ کر حکمرانی کرتے اور اللہ کا دین غالب رکھتے تھے۔ کہاں یہ جو ہمارے کہنے پر دنیا کو جنت سمجھ کر اس میں غرق ہیں۔ اُس زمانے اور آج کے مسلمانوں میں ایک ہی چیز مشترک ہے، وہ ہے اسلامی نام یا عمامے، قبائیں، بے شک یہ وہی ہیں جو ان کے آباؤ اجداد کے جسموں اور سروں پر تھے۔

صوفی کی طریقت میں فقط مستی احوال

ملا کی شریعت میں فقط مستی و گفتار

یاد رکھیے شاہین موت قبول کر لے گا لیکن چکور یا تیتر کی غلامی نہیں کرے گا۔ ماضی میں ٹیپو سلطان میں یہ غیرت تھی کہ اس نے غیر اللہ اور انسانی حاکمیت کے غلبے پر موت کو قبول کیا۔ کیا یہ سب لوگ ہمارے نظام سے باغی ہو گئے ہیں؟ ہم نے علماء سو کی بھرمار کر دی ہے۔ علماء حق جو خال خال ہی رہ گئے ہیں ان کی تو کمر توڑ کر رکھ دی ہے۔ کیا اِس امت میں علماء حق کی بھرمار ہو گئی ہے اور سب علماء ہمارے نظام کے خلاف کھڑے ہو گئے ہیں جو تم اتنے خوفزدہ اور پریشان ہو۔

ابلیس اگلا سوال کرتے ہوئے کہتا ہے:

اس میں کوئی شک نہیں ہے کہ کائنات میں سب سے بڑا حق ...... اللہ کا حق ہے لیکن یہ حق اللہ کیا ہے؟ اللہ ہی ہے جس نے انسانوں کو زندگی دی۔ انسانی زندگی اللہ کا ایک انعام ہے۔ اس انعام کی وجہ سے انسانوں پر لازم ہو جاتا ہے کہ اس کے حکم کے مطابق زندگی گزاریں۔

Marfat.com

لیکن میں نے تو قسم کھائی تھی کہ اِن پر آگے سے اور پیچھے سے حملہ کروں گا۔ پس صرف وہ بچ سکیں گے جو دین سے مخلص ہوں گے۔ لہٰذا میں اپنا کام کر رہا ہوں جیسا کہ آپ لوگ جانتے ہیں کہ نیو ورلڈ آرڈر کے ذریعے پوری انسانیت کی گرفت ہمارے شکنجے میں ہے۔

آج انسانی زندگی کا ہر شعبہ جس بنیاد اور ضابطے پر قائم ہے وہ زمین پر اللہ کے اقتدارِ اعلیٰ سے بغاوت ہے۔ چنانچہ حاکمیت ہم نے انسانوں میں منتقل کر دی ہے۔ اس باغیانہ انسانی قدر اور بے لگام تصور حاکمیت کا نتیجہ ہے کہ زمین انسانی خون سے رنگین ہے۔ مسلمان خود اسلامی فکر کی بنیادیں کھودنے میں لگے ہوئے ہیں۔ کوئی مغربی نظام کی محبت کے گیت گا رہا ہے، کوئی خلافت کے نام سے الرجک ہے۔ کوئی رہبانیت کا نمونہ بن کر دنیوی معاملات سے بے نیاز ہو چکا ہے۔ حقیقی دینی تصورات کو ختم کرنے کے لیے یہ طریقے ہمارے ایجاد کیے ہوئے ہیں تا کہ امت حیوان بن کر زندگی گزارے۔

امت کا جدید طبقہ حقیقت کے اعتبار سے تو دین الٰہی کا مرتد اور باغی ہو چکا ہے۔ جس پر ہم نے مغرب کی فکری چھاپ لگا دی ہے۔ کیا انہوں نے اللہ کے نظام کی سوجھ بوجھ حاصل کر لی ہے؟ مغرب میں پیدا ہونے والی اسلامی نسل آج تک یہ نہیں سمجھ سکی کہ وہ ہمارے (ابلیس) نشانے پر ہے۔ نتیجتاً پوری نسل نے اپنے آپ کو ابلیسی افکار، ابلیسی ریاست اور ابلیسی علم کے سمندر کے حوالے کر دیا ہے۔ کیا انہوں نے سروں پر کفن باندھ کر ہمارے دین کی عملی پیروی سے انکار کر دیا ہے اور اللہ کے دین کو عملی طور پر قائم کرنے کے لیے کم از کم اسلامی ملکوں کی طرف ہجرت شروع کر دی ہے۔

ابھی ابلیس غصہ میں سوالوں کی بارش کر رہا تھا کہ کمانڈر بیچ میں بول پڑتا ہے کہ بس میرے آقا! بس، آپ کا عالمی نظام ویسا ہی چل رہا ہے جیسا آپ نے چاہا۔ دنیا کے انسانوں پر انسانی حاکمیت کے نظریے نے انہیں پارہ پارہ کیا ہوا ہے اور انداز وفکر پر جو کاری ضرب ہم نے لگائی ہے، میں نہیں سمجھتا اس کے علاوہ کسی دوسرے نظام نے اس قدر نقصان پہنچایا ہوگا کیونکہ بقول آپ کے یہ تصور ہی بنی نوع انسانی کو خاکستر کر دیتا ہے۔

ابلیس: پھر کیا وجہ ہے کہ تم پریشان اور مضطرب ہو؟

Marfat.com

کمانڈر: چونکہ میں مغرب کے مسلمانوں کو گمراہ کرنے پہ مامور ہوں تو میں اس حوالے سے دیکھتا ہوں کہ مغرب میں ہماری ابلیسیت کے نظام کو چیلنج کرنے کے لیے نئے نئے فتنے اُٹھ رہے ہیں حالانکہ ہم روز سر جوڑ کر بیٹھتے ہیں۔ آپ ہم سب کو اپنے اسلحہ خانوں سے ایسے ہتھیار دیتے ہیں جن سے شرک عام ہو۔ جن میں سب سے زیادہ تباہ کن ہتھیار انسانی حاکمیت پر سمجھوتا ہے جس پر ایک خوبصورت غلاف چڑھا کر ان کے سامنے لاتے ہیں جس سے ان کی نگاہیں خیرہ ہو چکی ہیں، چنانچہ اس کے ذریعے ان تمام شعبہ جات جن میں اللہ ہدایت دیتا ہے، مخلوق کو اسی نظریہ کو بحث میں الجھایا ہوا ہے۔

ان تمام باتوں کے باوجود میں صرف یہ جاننا چاہتا ہوں کہ یہ فتنے جو مغرب میں اُٹھ رہے ہیں ہمارے انسانی حاکمیت کے نظام کے لیے مفید ہیں یا نقصان دہ ہیں۔

ابلیس: کون سے فتنے؟ کیا تم نے سمجھ لیا ہے کہ میں نے شاخ نازک پر آشیانہ بنایا ہے اور ہمارا فراہم کردہ عالمی سطح پر شرک کا نظام کوئی کانچ کا گھر ہے کہ مغرب کے مسلمان اس کو توڑ پھوڑ دیں گے۔

کمانڈر: اگر آپ اجازت دیں تو تین چار بڑے بڑے فتنوں سے آپ کو آگاہ کروں جس نے مجھے ہلا دیا ہے۔ آپ کی امامت میں ہم نے اپنے آپ کو دیا ہوا ہے۔ آپ ہمارے آقا اور حاکم ہیں۔ ہم سب کو اپنے خوف سے تسلی اور اطمینان دلائیں تا کہ ہمارے حوصلے پست نہ ہوں اور ہماری ہمت افزائی بھی ہو۔

ابلیس: اجازت ہے۔ تم ٹھنڈے دل سے مجھ سے تفصیلاً گفتگو کر سکتے ہو۔ آج ہم اسی لیے جمع ہوئے ہیں کہ ہم سب اپنے اپنے دل کی باتیں کریں اور مستقبل کا لائحہ عمل بھی تیار کریں۔ آج ہم ہر زاویے سے اپنی حفاظت کے لیے اور آخری جیت تک کے لیے تفصیلاً بحث کریں گے۔

کمانڈر: شکریہ...... اُس نے اپنی کرسی سے کھڑے ہو کر اپنے دل کی بات کرنا شروع کر دی اس نے کہا:

عالم پناہ آپ نے میرے سپرد جو کام کیا ہے، وہ میں بہت چالاکی عیاری اور ہوشیاری

Marfat.com

سے انجام دے رہا ہوں۔ یہ ایک حقیقت ہے کہ آپ نے مجھے سب سے مشکل کام دیا ہوا ہے یعنی میں نے مغرب کے مسلمانوں کے ذہنوں کو بدلا ہے اور نئے اشکالات پیدا کیے ہیں۔ مغرب کی محبت کا جذبہ پیدا کیا، ان کی نسل پر فکری ضرب لگا کر اسلام کی بنیادیں ہلا دی ہیں۔ یہ کام بہت مشکل تھا لیکن میں نے آپ کی سربراہی میں یہ کام بحسن وخوبی انجام دیا ہے مجھے یہاں سے یعنی مغرب کے بارڈر سے خطرات محسوس نہیں ہوتے ہیں۔

اگر ہم پوری دنیا کا جائزہ لیں تو اس میں کوئی شک نہیں ہے کہ انسانوں کے نظام حیات کے حوالے سے آج دنیا میں ہمارا نظام چھایا ہوا ہے۔ نوع انسانی اِس نظام (سیکولرازم) کے شکنجے میں مکمل طور پر جکڑی ہوئی ہے۔ ہم تہذیب کے نام پر اپنا پروگرام دنیا کے سامنے لا رہے ہیں جس کے نتیجے میں دنیا میں انسان حیوانوں جیسا طرزِ زندگی اپنائے ہوئے ہیں۔ آج انسان اس سے غافل ہے کہ اس کا کوئی خالق بھی ہے اس کا کوئی قانونِ حیات بھی ہے۔

ہم سب مل کر اسلام کے نظام عدل اجتماعی کو جڑ سے اُکھاڑ پھینکنے کی کوشش کر رہے ہیں۔ نتیجتاً معاشرتی تبدیلیوں کے ساتھ ساتھ ان کے مزاج میں تبدیلی واقع ہوگئی ہے۔ اسلام کے حوالہ سے کفر کا اندھیرا جیسا اس وقت چھایا ہوا ہے شاید تاریخ میں پہلے کبھی ایسا نہ ہوا ہو۔ آج انسان تاریخ کے سیاہ ترین دور سے گزر رہا ہے۔ ۱۴۰۰ سال پہلے قبل از اسلام جو حالت مکہ کی تھی اس سے بدتر حال میں اب دنیا ہے۔ اُس وقت انسان زندگی کی روشنیوں سے ناآشنا تھا۔ شرک کھلم کھلا تھا۔ اب تو صورتِ حال یہ ہے کہ مسلمان بعض معاملات میں کفر پر اسلام کا لیبل لگا رہے ہیں۔ اس امت کا دانشور اور پڑھا لکھا طبقہ مغرب یعنی دارالکفر میں اپنا مستقبل ڈھونڈ رہا ہے۔ آج دنیا کا ہر مسلمان مغربی دنیا اور اس کی تہذیب میں ڈوب جانا چاہتا ہے۔ عہد حاضر میں امت مسلمہ کا تصور صرف خیالی دنیا میں رہ گیا ہے۔ امت راکھ کا ڈھیر بن چکی ہے اب تو عقائد کی دنیا میں پوری امت کا ہر فرد اپنے آپ کو فقیہہ اعظم سمجھتا ہے۔

اسلامی معاشروں میں نظریاتی سطح پر تباہی تو مکمل ہوا چاہتی ہے اور ان کی قوت مدافعت بالکل ختم ہوگئی ہے لیکن اب مجھے محسوس ہوتا ہے کہ امت محمدیہ کا ایک قلیل حصہ اس جانب جانا

Marfat.com

چاہتا ہے جسے ربانی نظام کہا جاتا ہے جو امت کا مقصدِ وجود ہے۔ مغرب میں رہنے والے مسلمانوں کو یہی حساس ہو رہا ہے کہ حج کرو، اللہ تمہارے سب گناہ معاف کر دے گا جس کی وجہ سے میں دیکھتا ہوں کہ ہر شخص مغرب میں حج پر جانے کی تیاری میں لگا ہوا ہے، یعنی احساس گناہ ہے حالانکہ میں نے بہت کوشش کی کہ اس سوچ کو سبوتاژ کروں مگر میری ایک نہیں چلی۔ مجھے خطرہ ہے کہ مستقبل میں اس رجحان سے کوئی انقلابی تحریک نہ جنم لے لے۔

جناب صدر!

آپ ہی کے الفاظ ہیں کہ اللہ کی نظر میں پوری روئے ارض پر ایک خطہ ہے جس کو مکہ اور مدینہ کہا جاتا ہے یہ بڑا بابرکت اور مقدس خطہ ہے جہاں سے انسانیت کے لیے اللہ کے دین کی روشنیاں نمودار ہوئی تھیں اور باطل کو شکست ہوئی، حق غالب ہو گیا۔ فرزندانِ توحید کے حج سے ہم خوف زدہ ہیں۔ اب جبکہ باطل نے حق کو شکست دے کر کافی حد تک غلبہ حاصل کر لیا ہے، پوری اسلامی دنیا کا جائزہ لیں، کوئی ایسا کام نہیں ہے جس پر انسانیت فخر کر سکے مگر تکبر میں گردن اکڑی ہوئی ہے۔

میں دیکھتا ہوں کہ حج کے زمانے میں اس زمین کے خطے پر سب اکڑی گردن لیے جمع ہو رہے ہیں۔ اللہ کے گھر کے اردگرد فرزندانِ توحید کاندھے سے کاندھا ملا کر طواف کر رہے ہیں۔ حجر اسود کو چوم رہے ہیں اور ملتزم سے لپٹ کر دعائیں مانگ رہے ہیں۔ اس عظیم انسانی اجتماع کو خطاب کرنے والا امام کعبہ رو رو کر دعا کر رہا ہے، لیکن کبھی میں اس عظمت کے حامل گھر کو دیکھتا ہوں، کبھی اس گھر کے طواف میں مگن فرزندانِ توحید پر نظر ڈالتا ہوں اور دیکھتا ہوں کہ تمام مسلمان اپنے رب سے گناہوں کی مغفرت طلب کر رہے ہیں۔ ایک دم یہ سوال میرے ذہن میں آتا ہے۔ اسلام کے متوالوں میں کسی ایک کا حج قبول ہو گیا اور کسی کی دعا قبول ہو گئی تو ہماری ہوا نکل جائے گی۔ ہم تباہ و برباد ہو جائیں گے۔ آپ کی امامت کی دھجیاں اُڑ جائیں گی اور ہمیں شکست فاش ہو جائے گی۔ منصوبہ ربانی کامیاب ہو جائے گا۔ ہم سب زندہ درگور ہو جائیں گے۔

اُمید کی روشنی بھی نظر آتی ہے۔ آپ کی قابلیت آپ کی باریک بین نگاہیں اور عظیم دانش

Marfat.com

کا سوچتا ہوں تو شکر بجالاتا ہوں کہ ہمیں شکست کے امکان نہیں ہیں۔

جناب صدر! جیسا کہ ابھی آپ نے اپنے ابتدائی خطبے میں فرمایا ہے، انسانی حاکمیت کے فارمولے کو دنیا بھر میں تسلیم کر لیا گیا ہے خصوصاً مسلمان حکمرانوں نے عام مسلمانوں کو سیاسی طور پر غلام بنالیا ہے۔ ملاؤں نے دینی اعتبار سے پیروں، فقیروں نے روحانی طور پر غلام بنالیا ہے۔ یہ سب ہماری مسلسل کوششوں کا نتیجہ ہے کہ آج یہ عظیم گھر کے متوالے دنیا بھر میں ذلیل ہو رہے ہیں۔ دنیا کے ہر گوشے میں انہیں مار پڑ رہی ہے۔ اندھیری پگڈنڈیوں سے سر پھوڑ رہے ہیں۔ غور وفکر کے عمل سے بے گانہ ہوکر دراصل اللہ کی حاکمیت (خلافت) کو فراموش کر کے معجزوں کا انتظار کر رہے ہیں۔

آپ کے حکم کے مطابق ہم نے ان کے ذہنوں کو بدلنے کے لیے اور اپنے نظام انسانی حاکمیت کو مزید غلبہ دلانے کے لیے ہمارے انسانی ایجنٹ اربوں ڈالر خرچ کر رہے ہیں۔ اس کو عملاً قائم کرنے کے لیے ہم مسلمانوں کے دل ودماغ خرید رہے ہیں۔ آج کا مسلمان ہمارے ایجنٹوں کی قائم کردہ منڈیوں میں بھیڑ بکریوں کی طرح بک رہا ہے اور بولیاں لگ رہی ہیں۔ اِن کی اکثریت اپنے دین سے منہ موڑ کر دنیاوی زینت اور عیش وآرام کی طرف متوجہ ہو چکے ہیں۔ اہم ترین بات یہ ہے کہ مغرب کے مسلمان کو ہم اگرچہ ثانیہ اور کھلم کھلا کافر تو نہیں بنا سکے لیکن کافرانہ نظام کو ہم نے ذہنی سطح پر اُن کے لیے قابل قبول بنا دیا ہے۔ لہٰذا دارالکفر کو دارالسلام بنانا تو بڑی دور کی بات ہے، مسلمانی کے یہ دعوے دار ربانی نظام سے خود بے خبر ہیں اور ہمارے عطا کردہ شیطانی نظام کی تقویت کا باعث بن رہے ہیں۔ ان کی نمازیں اور دوسرے مراسم عبودیت اسی باطل نظام کے تحت ادا ہو رہے ہیں۔ تبدیلی نظام ان کا ہدف ہی نہیں، لاکھوں مسلمان حج کے موقع پر جمع ہوتے ہیں لیکن زمین ان ہی کے خون سے سرخ ہو رہی ہے لیکن توحید کے متوالوں میں سے کسی ایک کی دعا قبول ہوگئی تو یہ سوچ کر میرے ہاتھ پاؤں پھول جاتے ہیں۔ آپ اس پر ذرا تفصیل سے روشنی ڈالیں۔

دوسرا سوال یہ ہے کہ مغرب میں بسے ہوئے مسلمانوں کو اسلام کی طرف پلٹتا ہوا دیکھتا ہوں۔ ہر گھر میں درس ہو رہا ہے، بڑی بڑی تقریریں ہو رہی ہیں، ماہ رمضان میں ہر گھر

Marfat.com

میں خوشی، ہر گھر میں ایک جشن، ہر مسجد میں اسلام اسلام کی چیخ و پکار ہے۔

یہاں میرا سوال یہ ہے کہ یہ تبدیلی ہمارے حق میں مفید ہے یا مضر ہے؟ کیا یہ لوگ جو ہمارے سامنے ہاتھ باندھ کر کھڑے نظر آتے ہیں، ہماری اور ہمارے نظام کی اطاعت کر رہے ہیں جس کی وجہ سے اِن کی قوتِ عمل اور ذوقِ جہاد مردہ ہو چکا ہے؟ میں نے چاہا کہ آپ کے سامنے اس فتنہ کا ذکر کر دوں۔ آپ رہنمائی کر دیں کہ کیا یہ لوگ ہمارے ابلیسی نظام کو تہہ بالا کر دینے کی ہمت رکھتے ہیں؟ اگر یہ لوگ ہمارے لیے خطرہ ہیں تو اس فتنہ کی سرکوبی کے لیے ہمارے پاس کون کون سے ذرائع اور وسائل ہیں؟ کیا ہمیں ان لوگوں سے پریشان ہونے کی ضرورت ہے؟

تیسرا سوال یہ ہے کہ اسلامی اکیڈمیاں اسلامی مدرسے مغرب میں دیکھتا ہوں جس میں عورتوں کا ہجوم اسلام کو سمجھنے پورے پردے میں چلی آ رہی ہیں۔ اگر ان کی اولاد ہمارے نظام کے خلاف اُٹھ گئی تو ہماری ساری منصوبہ بندی کا جنازہ نکل جائے گا اور یہ امر ہماری مکمل شکست کا باعث بھی ہوسکتا ہے۔

چوتھا اور آخری سوال یہ ہے کہ جب میں مغرب کی سروے رپورٹ (ہمارے ہی لشکروں کی رپورٹ) دیکھتا ہوں کہ مغرب میں اسلام تیزی سے پھیل رہا ہے۔ ان کے بڑے بڑے عالم دین بڑی بڑی کانفرنسیں بڑے بڑے ہال اور ان میں علماء کو لیکچر دیتے ہوئے دیکھتا ہوں تو میرا دل دھل جاتا ہے۔ ان کے پیچھے مغرب میں بڑے بڑے جبوں قبوں والے تسبیح لے کر چلے لگا رہے ہیں، مراقبے ہو رہے ہیں، تصوف کی منازل طے کی جا رہی ہیں، نوافل کا اہتمام ہو رہا ہے، نعت خوانی اور قرآن خوانی ہو رہی ہیں۔

اے میرے آقا! یہ میرا اخلاقی فرض تھا کہ میں آئندہ کے خطرات سے آپ کو مطلع کر دوں۔ اگر مسلمانانِ مغرب اسی طرح عبادت گاہوں کو آباد کرتے رہے تو آپ کی امامت کے پیچھے کون چلے گا۔ اگر مغرب کے مسلمان اپنے دین اسلام کی روح سے آگاہ ہو گئے تو پھر ہم کو روئے ارض پر کسی جگہ پناہ نہیں ملے گی۔ اگر ان کی غیرت جاگ گئی۔ یہ جملہ مکمل کیے بغیر کمانڈر شدتِ جذبات اور خوف سے بے قابو ہو گیا اور روہانسہ ہو کر کہنے لگا۔

Marfat.com

میرے آقا مجھے سمجھا دیں کہ آنے والے وقت میں ہمیں کوئی خطرہ تو نہیں ہے۔ کمانڈر شکریہ کہہ کر اپنی کرسی پر بیٹھ گیا۔

ابلیس جوابات دینے کے لیے اپنی کرسی سے اُٹھتا ہے اور کہتا ہے میری سلطنت کے مجاہدو۔ آپ کے لیے یہ جاننا بہت ضروری ہے کہ انسان کیا ہے؟ انسان کی زندگی کا مقصد کیا ہے؟ انسان کو کس طرح زندگی گذارنی ہے؟ اُن سب کا تذکرہ کیا جائے۔ انسان کا معاملہ بہت عجیب وغریب ہے۔ اگر غور کیا جائے تو یہ حقیقت کھلتی ہے کہ انسان ایک وسیع مخلوق ہے۔ انسان کی گہرائی سمندر کی گہرائی سے بھی کئی گنا ہے۔ یا یوں کہہ لیں کہ یہ اتنا بڑا جنگل ہے کہ اس کی حقیقت کو ڈھونڈتے ڈھونڈتے بڑے بڑے محققین، فلسفی اس جنگل میں کھو گئے۔

انسان کی رفعت اور عظمت کا اندازہ اس بات سے ہوسکتا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اپنی ساری کائنات اس کی خدمت پر لگا دی ہے جو خوبیاں اور صلاحیتیں انسان کو ملی ہیں وہ اس کائنات میں کسی مخلوق کے حصے میں نہیں آئی ہیں۔ مطلب یہ ہے کہ انسان اشرف المخلوقات ہے۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ انسان کو اللہ نے خلیفہ بنایا ہے (اسی خلافت کا میں اُمیدوار تھا) انسان کی فضیلت کا راز اِسی میں پنہاں ہے اور یہی صلاحیتیں ہیں جس سے انسان کائنات کو مسخر کرسکتا ہے۔ ہمارا مقصد یہی ہے کہ ہم انسانوں کی اس فضیلت سے فائدہ اُٹھائیں۔ اُنہیں مختلف ترغیبات دے کر، خواہشات اور آرزوؤں کا اسیر بنا کر اپنے لشکر میں شامل کرلیں۔ انسان بہت کمزور ہے۔ زندگی کی لذت لینا انسان کی کمزوری ہے اور وہ اپنی اِن کمزوریوں کی وجہ سے ایک دوسرے کی جان لینے کے لیے ہر دم تیار رہتے ہیں۔

بھائیو! یہ بات آپ سب کے علم میں ہے کہ انسان روئے ارض پر منصوبہ ربانی یعنی ''اپنی مرضی کو فنا کردو اور اللہ کی مرضی کو اپنی مرضی اپنالو'' کی تکمیل کے لیے آیا تھا۔ اگرچہ انسانوں کی اکثریت اِس امتحان میں بری طرح ناکام ہوچکی ہے لیکن بہت ہی معمولی سی اقلیت ابھی بھی اسلام کا جھنڈا سر بلند کرنا چاہتی ہے۔ ہمارے لشکر وسائل سے محروم اِس اقلیت کا مکمل خاتمہ کرنے کے لیے میدان میں اُتر چکے ہیں۔ فتنے پیدا کرنے کے لیے بس قیامت تک کی چھوٹ ملی ہوئی ہے تاکہ اطاعت شعاروں اور منکروں کو دنیا ہی میں چھانٹ

Marfat.com

کر الگ کر دیا جائے۔ ان فتنوں کا مقابلہ کرنے اور راہِ حق کی نشان دہی کے لیے اللہ تعالیٰ نے انبیاء بھیجنے شروع کیے۔ ہم بھی اپنے ولی دنیا میں لاتے رہے ہیں جو ہماری تعلیمات پھیلاتے ہیں۔ جیسا کہ میں نے کہا انسانوں کی Methodology کو سمجھنا کوئی آسان بات نہیں ہے۔ انبیاء و رسل اپنی ساری صلاحیتیں اور قوت انسانوں کو سدھارنے میں صرف کرتے رہے ہیں، چونکہ انبیاء کے ساتھ اللہ کی مدد اور نصرت شامل ہوتی ہے جس کی بنا پر وہ انسان کو صراطِ مستقیم کے راستوں سے آگاہ کرتے رہے ہیں۔ اللہ نے آخری نبی کو قیامت تک انسانوں کی ہدایت کے لیے مامور کیا جنہوں نے منصوبہ ربانی کو پایہ تکمیل تک پہنچانے کے لیے انسانوں کو اپنے خالق سے جوڑ دیا اور اس کے ساتھ ساتھ رہتی دنیا تک انسانوں کو مقصد زندگی سے بھی آگاہ کر دیا۔

ہم نے ان تمام تعلیمات قرآنی آیات، انسانی فلسفہ اور اسلامی نظریات کا بغور مطالعہ کیا اور مدتوں اس کا مشاہدہ اور اِس پر غور وخوض کرتے رہے۔ آخری نبی کے پیغام انسانی معاشروں میں نظام عدل کی اہمیت کو سمجھا۔

خالق کی مرضی کے مطابق اُس کے بندوں کو زندگی کا جو نظام دیا، اس پر اپنی ساری توانائیاں لگائیں اور اُس کی جڑ تک پہنچے۔ زمین پر اللہ کی شریعت لازمی ہے یا اختیاری ہے۔ اس پر دن رات غور وخوض کیا۔ بالآخر اس نتیجے پر پہنچے کہ اللہ جو کل کائنات کا بادشاہ ہے، اپنی حاکمیت کی بنیاد پر تمام روئے ارض کے انسانوں کو خود سے وابستہ رکھنا چاہتا ہے۔ اللہ نے اسی بات کا اعلان ازل میں کیا کہ میں زمین پر خلیفہ بنا رہا ہوں۔ یہی مطلوب اور محبوب ہے۔ وہ چاہتا ہے کہ انسان اُس کے دیئے ہوئے قانون اور اُس کی طے کردہ حدود کی بالادستی پر پورے نظام مملکت نظام سیاست، نظام معیشت اور معاشرت پر زندگی گزاریں اور ان کو غالب رکھیں۔ دین مکمل کرنے کے بعد مسلمانوں کو یہ عظیم ذمہ داری دی گئی اور مسلمانون کو دوسرے انسانوں کی نسبت نظام باطل کے تحت رہنا صرف اُسی صورت میں مناسب ہے، اگر وہ نظام حق کے لیے جدوجہد کرتے ہیں۔

اللہ کی سنت یہ ہے کہ جو انسان یا اقوام ان ضابطوں اُصولوں اور ان کی حدوں پر عمل کرتی

Marfat.com

ہیں وہ دنیا میں کامیاب ہو جاتی ہیں، جو خلاف ورزی کرتی ہیں وہ تباہ اور غلام ہو جاتی ہیں۔ خواہ وہ انفرادی سطح پر کتنی ہی عبادت گزار اور مذہبی کیوں نہ ہوں۔ جس قوم میں انصاف نہ ہو، مساوات نہ ہو وہ قوم ترقی نہیں کرتی ہے، چاہے سونے اور چاندی کے پہاڑوں کے مکین کیوں نہ ہوں۔ اللہ مسلمانوں کو حکم دیتا ہے کہ ہر آن عدل وانصاف کا مجسم بنے رہو۔ دنیا عیش وآرام کی جگہ نہیں بلکہ امتحان گاہ ہے کہ حق کا ساتھ دیتے ہو یا باطل کا۔ یہی انسانوں کا امتحان ہے، مسلمانوں تم جو اللہ کے نظام توحید پر ایمان لائے ہو اب کفر کے نظام پر ایمان لا کر نہ زندگی گزار دینا اور نہ اندھے ہو جاؤ گے۔ توحید کے نظام پر کسی انسان کے نظام کو گڈمڈ نہ کر دینا اگر ایسا کرو گے تو ذلیل ہو جاؤ گے، اللہ کی مدد سے محروم ہو جاؤ گے جس کے نظام کی دلی آمادگی سے پیروی کرو گے، اسی کے سپرد کر دیئے جاؤ گے۔ یہی ہمارا اولین مقصد ہے کہ مسلمان ہمارے سپرد کر دیئے جائیں، ہمارے اہل لشکر میں شامل ہو جائیں۔

اس موقع پر ایک بات نہایت صفائی سے کہہ دینا چاہتا ہوں، وہ یہ ہے کہ انسانوں کے لیے زمین پر ایک حکم اللہ کا ہے اور ایک ہماری ترغیب وتشویش اور نفس میں پھونکیں مارنا ہے اور ہمیں حرص وہوا کے بندے کی کمزوریوں سے فائدہ اُٹھانا ہے۔ ہماری اِن چالوں سے اگر انسانوں کی ایک قلیل تعداد اللہ کے حکم تابع رہتی ہے تو ایک بڑی تعداد ہماری چالوں میں پھنس جاتی ہے۔ گویا یہ دو دریا ہیں جو بہہ رہے ہیں، دونوں بالکل ایک دوسرے کی ضد ہیں، ہم اسی بنیاد پر ایک نیا عالمگیر نظام (اجتماعی) دنیا کے سامنے لائے ہیں۔ ہم نے اپنے نظام کی بنیادیں مضبوط کرنے کے لیے دنیا کے تمام ممالک بشمول اسلامی ممالک کو اپنا اپنا رول دیا جس کو سب نے لبیک کہہ کر قبول کر لیا، کسی نے خوشی سے کسی نے مجبوری سے۔ اکثریت نے دین اللہ کا راستہ ہی چھوڑ دیا اور اللہ سے کیے گئے عہد کو بھول گئے اور خدا کی نصرت اور حمایت سے ہاتھ دھو بیٹھے۔

زندگی کی لذت لینا انسان کی بڑی کمزوری ہے، چنانچہ اپنے نظام میں ہم نے انسان کے نفس کی لذت کے لیے بہت کچھ رکھا ہے۔

یہ طاعون کی طرح پورے روئے ارض پر پھیل گیا جسے آج کی دنیا Great

Marfat.com

Western Civilization کہتی ہے۔

میں چاہوں گا کہ اپنے نظام کی دعوت کے نتائج پر تمہارے سوالات کے ہر جواب میں مختصراً حوالے کے طور پر ذکر کرتا رہوں۔ بہر حال اب جہاں تک تمہارے سوالوں کا تعلق ہے اس کا جواب دینے سے پہلے تم یہ سمجھ لو کہ ہم نے اپنا عالمگیر نظام اس لیے قائم کیا ہے تا کہ اللہ کی حاکمیت کے اُصول کو تلپٹ کیا جائے، ورنہ کہاں کی ہماری ابلیسیت اور کہاں کی ہماری شیطانیت۔

اس زمین پر حق اور باطل (اللہ کی حاکمیت / انسانی حاکمیت) کی جنگ کی بنیادی وجہ خلافت آدم ہے۔ میری ساری توجہ اور حکمت یہی ہے کہ میں انسانوں کو اس زمین پر خلافت (انسان اللہ کا خلیفہ ہے) کے لیے نا اہل ثابت کر دوں۔

تم نے جو سوالات اُٹھائے ہیں، لگتا ہے کہ تمہارے ذہن میں کسی وجہ سے انسانی خلافت اور دین الٰہی کی وضاحت میں کچھ پیچیدگیاں ہیں۔ شاید تم خلافت کا مطلب کوئی ملاؤں کی حکومت کا قیام سمجھ رہے ہو یا یہ سمجھ رہے ہو کہ کوئی مسلمان دن رات اللہ تعالیٰ کی عبادت کرنے میں مشغول رہے جیسا کہ تمہارے سوالات سے واضح ہوتا ہے۔

کمانڈر: آپ نے صحیح سمجھا ہے۔

ابلیس: ایسا ہرگز نہیں ہے بہتر ہے کہ سب سے پہلے خلافت کی وضاحت کر دی جائے۔ خلافت انسان کی حاکمیت کی ضد ہے۔ اسلام میں حاکمیت کا لفظ صرف اور صرف اللہ کے لیے ہے۔ انسانوں کے لیے حاکمیت کا تصور اللہ کے دین کے مطابق شرک عظیم ہے لیکن حاکمیت کی خواہش انسانی کمزوری ہے۔

انسانوں کو ازل میں خلافت ملی تھی نہ کہ حاکمیت، یہی خلافت اور حاکمیت کی ہماری جنگ مسلسل جاری ہے۔ ہم یہ چاہتے ہیں کہ انسان اپنے آپ کو رب العالمین بنا کر اپنے مخالف کو مات دینے کی کوشش میں مبتلا رہے۔ یہ کھیل ہم ہر دور میں کھیلتے رہے ہیں۔ اسلامی تاریخ کا ہی مطالعہ کریں جو باپ بیٹے اور بھائیوں کے درمیان اقتدار کی جنگ اور انسانی قتل و غارت کی داستانوں سے بھری پڑی ہے۔

Marfat.com

بہر حال اگر حاکمیت اللہ کی ہے تو انسانوں کے لیے کیا ہے؟ اس کا بہت مختصر جواب تو یہی ہے کہ وہ ہے خلافت اور صرف خلافت یا پھر خلافت سے بغاوت۔

انسان اللہ کا نائب ہے۔ اس کا کام ہی اللہ کے حکم کی تکمیل ہے۔ اسی وجہ سے اسلام کسی انسان کو قانون سازی کی اجازت نہیں دیتا ہے۔ اب دنیا میں صحابہ کرامؓ والا اقتدار کا انداز بدل چکا ہے۔ اقتدار کی ہوس انسانی جبلت ہے انسان اپنا حکم چلانے اور دوسرے کو نیچا دکھانے کے لیے قریبی رشتہ دار دوست واحباب کو قربانی کا بکرا بنا دیتے ہیں۔

ہمارا کام اللہ کی حکمرانی سے انسانوں بالخصوص مسلمانوں کو بغاوت کی طرف گامزن کرنا ہے۔ مسلمانوں کا سب سے بڑا نعرہ اللہ حاکم ہے (یہی خلافت ہے) کے خلاف ہماری مسلسل جنگ جاری ہے جو بالآخر ہماری فتح پر ختم ہوگی۔ ۱۹۲۴ء کے بعد ادارہ خلافت کی تضحیک کی گئی اور اب تو بہت سے مسلمان دانشور خلافت کے نام سے الرجک ہیں۔

آج چونکہ اجتماعیت کا دور ہے چنانچہ خلافت کے خلا کو پُر کرنے کے لیے ہم نے سوچا کہ انسانوں کے لیے کوئی شرک پر مبنی اجتماعی نظام لانا چاہیے۔ چنانچہ زمین پر اللہ کی حاکمیت کے بجائے حاکمیت اعلیٰ کا اختیار انسانوں کو دے کر جمہوریت کی بنیاد ڈالی۔ یہ بیسویں صدی کا وہ تحفہ ہے یا انسان کو گمراہ کرنے کا وہ دھندا ہے جو انسانی حاکمیت کے گرد گھومتا ہے۔ اس نئے نظام کو اپنانے میں دنیا کی تمام اقوام نے میری آواز پر لبیک کہا لیکن امت محمدیہ جو ابھی خلافت کا زخم نہیں بھولی تھی اور جن کے خون میں اگرچہ لاشعوری طور پر یہ رچا بسا ہوا ہے کہ وہ شہادت علی الناس کی منصب پر فائز ہے لیکن ہماری کوشش یہ ہے کہ کسی طرح بھی وہ عملی طور پر اس طرف کا رُخ نہ کریں کہ یہی ہمارا ہدف ہے۔

مغربی جمہوریت جن تصورات کی حامل ہے وہ بلاشبہ اسلامی تصورات کے اعتبار سے گمراہ کن ہیں۔ جمہوریت طاقت کا سرچشمہ عوام کو قرار دیتی ہے جبکہ اسلام کے نزدیک اصل طاقت اللہ کے پاس ہے۔ ہماری جمہوریت میں حاکمیت عوام کا حق ہے جبکہ اسلام کے نزدیک حاکمیت اللہ کا حق ہے۔

ہم نے اپنے اس نظام کا اس قدر ڈھنڈورا پیٹا کہ وقت کے ساتھ ساتھ مسلمان بھی

Marfat.com

خلافت کی بات بھول بھال گئے۔ لہٰذا تخلیق آدم کی بنیادی اغراض و مقاصد ان کی آنکھوں سے اوجھل ہو گئے۔ آنکھ اوجھل پہاڑ اوجھل، اللہ تعالیٰ نے اپنی حاکمیت کے اُصول پر دین حیات دیا تاکہ انسان اپنے پروردِگار کو پالے لیکن اس مقام تک پہنچنے کے سارے دروازے بند ہیں، صرف ایک ہی شاہراہ یعنی توحید ہے۔ تمام انبیاء نے تعلیم ہی کو اپنی کاوشوں کا مرکز بنایا تھا اور انسانیت کو کامیابی کی راہ پر گامزن کیا لیکن اب جاؤ جا کر مسلمانوں کو میرا پیغام دے دو کہ تم راستہ کھو چکے ہو۔

اللہ نے اپنی سیاست کا نام خلافت رکھا۔ ہم نے اپنی سیاست کا نام جمہوریت رکھا گویا اس دور کا سب سے اعلیٰ نظام جس میں عوامی حاکمیت Popular Sovereignty کا نام دیا۔ آج تمام دنیا کے انسان بشمول مسلمان اس بت کو پوج رہے ہیں۔ جادو وہ جو سر چڑھ کر بولے۔ مسلمانوں نے اللہ کی حاکمیت اعلیٰ کو ہمارے جمہوری عوامی حاکمیت اعلیٰ کے ہاتھوں فروخت کر دیا۔ آج (ہنستے ہوئے) مسلمان امیر المومنین یا خلیفۃ المومنین کے نام سے بھی نا آشنا ہیں۔

میرے ارکان سلطنت کے کمانڈر! بے ایمانی صرف اسی کا نام نہیں ہے کہ انسان خدا سے انکار کر دے بلکہ سب سے بڑی بے ایمانی تو یہ ہے کہ ایک مسلمان ہمارے نظام کو قائم کرنے کے لیے اپنا ووٹ ڈال کر ہمارے لشکروں کی حکومت کو منتخب کرتا ہے۔

ہماری یہ خوش نصیبی ہے کہ مسلمانوں کو اسلامی خلافت کی راہ دیکھتے ہوئے سو برس ہو چکے ہیں۔ آج کی نوجوان نسل اور ان کے باپ دادا نے خلافت کے نظام میں زندگی گزارنے کا مزا ہی نہیں چکھا۔ اس لیے اللہ کی رحمت کی صحیح قدر و قیمت کا اندازہ ہی نہیں ہے جبکہ بوڑھی نسل آہستہ آہستہ نظروں سے اوجھل ہو رہی ہے۔

اسلام کا تصور اجتماعیت جو زندگی کے ہر شعبے کو منور کرتا تھا اس سے یہ نئی نسل لاعلم ہے۔ ہمارا ہتھیار سیکولرازم اور ہمارا نعرہ کہ اسی میں انسانیت کی بقا ہے جس میں ہر فرد کو آزادی اور اظہار رائے حاصل ہوتا ہے۔ ہمارا یہ نظریہ مارکیٹ میں بہت تیزی سے بک رہا ہے۔ چونکہ ہم اسلامی دنیا میں ہر طرح کی اجتماعیت کے مخالف اور انفرادیت کو ترجیح دیتے ہیں۔ یہ

Marfat.com

انفرادیت عالم اسلام میں ہمارا سب سے بڑا ہتھیار ہے کیونکہ ہم عالم اسلام کو نظریاتی طور پر سمندر میں غرق کر دینا چاہتے ہیں۔ اس انفرادیت کے حوالے سے تمہارے اگلے سوالوں کے جواب میں تفصیلاً ذکر کروں گا۔

آج ہمارا ایجاد کیا ہوا نظام دنیا کا پسندیدہ دین ہے۔ اب ہم نے انسانی زندگی کا ایک ایک گوشہ انسانی حاکمیت کے بل پر قائم کر لیا ہے جیسا کہ آپ سب لوگ جانتے ہیں آج پوری دنیا کو ایک شہر کی حیثیت سے تسلیم کر لیا گیا ہے۔ اب اس شہر کا ایک ہی سیاسی نظام ہے جس کی فکری بنیاد انسانی حاکمیت پر رکھ دی گئی ہے۔ یہ نیا نظام اب جڑ پکڑ چکا ہے۔

دوستوں یاد رکھیں جب کوئی نظریہ حیات انسانوں کے دل و دماغ میں راسخ ہو جاتا ہے تو جان لیجئے کہ گویا وہ نظریہ انسانی زندگی کے ہر شعبے میں سرائیت کر چکا ہے۔ جب ایسی صورت حال ہو جاتی ہے تو زندگی کا ہر شعبہ اسی نظریہ پر ہی چلتا ہے۔ اسی فلسفہ پر ہم نے دنیا کے انسانوں کو اجتماعی طور پر توحید کے بجائے شرک میں گرفتار کر لیا ہے۔ امت محمدیہ نے جب ہمارے نظام کو لبیک کہا تو ان کا ذہن اسلام کے ایک جز یعنی مذہب تک محدود ہو گیا۔ نظام کی بات کرنا جرم بن چکا ہے یہ۔ ایک خیالی یا کتابی دنیا تک محدود ہو کر رہ گیا ہے۔

بھائیو! یہ حقیقت ہے کہ اگر کوئی نظام بالفعل قائم ہو اور اس پر عمل ہو رہا ہو تو اسے نظام حیات کہا جائے گا ورنہ وہ نظام ہے ہی نہیں، پھر تو ایک محض خیالی دنیا ہے یا ایسا نظریہ ہے جس کا عمل کی دنیا سے کوئی تعلق نہیں ہے۔ یہ خیالی دنیا انسانوں کو متاثر نہیں کرتی۔

ہم اپنے نظام کو خیالی دنیا سے عملی دنیا میں لائے۔ پوری دنیا کے انسان بشمول مسلمان اس جدید نظام حیات کی وجہ سے ایک نئی دنیا کو اپنی آنکھوں کے سامنے اُبھرتا ہوا دیکھ رہے ہیں جس کی وجہ سے تمام انسانوں بالخصوص امت مسلمہ کی نوجوان نسل کے فکر و نظریہ ہی تبدیل ہو گئے، شب و روز بدل گئے۔ اِس اسلام دشمن نظامِ حیات کی کشش میں پوری اسلامی دنیا کے لوگ غول کے غول ہمارے نظام کی چھتری میں پناہ لینا چاہتے ہیں۔ میری آنکھیں ہر چہرے پر اُمید کی روشنی و عزم و یقین دیکھ رہی ہیں۔ ہر رکن ہماری امامت میں کھڑے ہونے کو تیار ہے۔ ایک زوردار قہقہہ گونجتا ہے اور اس قہقہہ میں یہ الفاظ گونجتے ہیں۔

Marfat.com

جو امت شریعت الٰہی کی ضامن تھی، اس کی اکثریت نے شریعت ابلیس کو تھام لیا ہے اور ان کی عظیم اکثریت حق و باطل کی جنگ میں پسپا ہو چکی ہے۔ اب ہمارے لیے کھلا میدان ہے۔

آج کا مسلمان اللہ کی حاکیت کو محض عقیدے اور تصور تک محدود رکھتا ہے۔ عملی دنیا میں وہ ہمارے دین کے پیروکار ہیں۔ مغرب کی چاند گاڑی میں رہتے ہوئے اپنا خون پسینہ دے کر ہماری چاند گاڑی کے انجن کو چلا رہے ہیں۔ گویا علی الاعلان کہہ رہے ہیں کہ ہم ابلیس کے وفادار ہیں اور انسانیت کا قفل (جس کی امت ذمہ دار تھی) صرف ایمان اور عمل صالح کی کنجی سے کھلتا ہے، وہ کنجی عبادت گاہوں کے نیچے ہم نے دبا دی ہے۔ ہم اور آپ تماشائی ہیں، اِن کی کج روی کو دیکھ کر خوش ہو رہے ہیں۔

آج دنیا جس شعوری سطح پر کھڑی ہے، اس میں عظیم خلا ہے جو کئی دہائیوں سے پُر نہیں کیا جا سکا، مسلمان غیب پر ایمان لانے کا دعویٰ کرتے ہیں لیکن فی الحقیقت دیکھی ہوئی چیز پر ایمان لاتے ہیں، ہم نے مغرب کی آغوش سے بہت سے فتنے پیدا کر کے پروان چڑھائے ہیں جو اب دن رات اسلامی لوگوں کو لپیٹ میں لیے ہوئے ہیں۔ نظریاتی انقلاب برپا ہو گیا ہے جو زہر کی طرح امت مسلمہ کے پورے جسم میں سرایت کر گیا ہے۔ نتیجتاً وہ اسلام وجود میں آ گیا ہے جو ہم چاہتے تھے یعنی رہبانیت میں لپٹا ہوا اسلام۔ کون اِس بات سے انکار کر سکتا ہے کہ مسلمانوں کی عظیم اکثریت اپنے اسلام کو مراسم عبودیت تک محدود کر چکی ہے۔

اس بات کا میں اعتراف کرتا ہوں کہ عیسائیت کے حوالے سے ہماری کامیابی اِس سے بڑھ کر تھی کہ حقیقی عیسائیت کا نام و نشان مٹ گیا جبکہ مسلمانوں کا ایک چھوٹا سا گروہ ہمارے قابو میں نہیں آ رہا۔ البتہ تم سب کو یہ تسلیم کرنا ہوگا کہ امت مسلمہ کی عظیم اکثریت اب بے پیندے کی مسلمان ہے جو فقہی سطح پر نہ سہی نظری سطح پر تو ارتداد کا شکار ہو چکی ہے۔ ہماری اِس حکمت عملی کا نتیجہ آپ سب اپنی آنکھوں سے دیکھ رہے ہیں۔ ہمیں یہ سب کچھ کرنے کے لیے بڑی محنت درکار تھی۔ ہم نے یہود و نصاریٰ کے تھنک ٹینکس کو یہ ٹاسک دیا ہے کہ مغرب کی یونیورسٹیاں اسلامی ملکوں کی نئی نسل کو مغرب کی جانب متوجہ کریں کیونکہ ہم حق اور باطل کی آخری جنگ کی طرف بڑھ رہے ہیں اور چاہتے ہیں کہ مسلمانوں کی نئی نسل کے ذہن کو

Marfat.com

فکری، اعتقادی، اور علمی سطح پر تبدیل کر کے عالم اسلام کو ایسی ضرب لگائی جائے جس سے عالم اسلام ہر میدان میں گھٹنے ٹیک دے۔ اس تبدیلی کے لیے ہماری کوششوں کے مراکز وہ یونیورسٹیاں ہیں جو یورپ میں اس مقصد کے لیے ہم نے قائم کی ہیں جہاں ہر مسلمان بھاگم بھاگ پہنچ رہا ہے اور ہم نے اُنہیں جال میں پھنسانے کے لیے دروازے کھول رکھے ہیں۔

چائے کا وقفہ

چائے کے وقفے سے پہلے میں نے تمہارے سوالوں کے جواب دینے کے بجائے تمہارے کیے گئے سوالوں کی روشنی میں طویل تمہیدی گفتگو کی اور ہر زاویے سے حق اور باطل کو سمجھانے کی کوشش کی تھی۔ اس کی وجہ یہ تھی کہ میں نے تمہارے چہرے پر ایک خوف دیکھا تھا۔ میں چاہتا تھا کہ میرے کمانڈروں کے حوصلے پست نہ ہوں۔

ابلیس اپنی بات کو جاری رکھتے ہوئے کہتا ہے کہ یہ میری اوّلین ذمہ داری ہے کہ میں ہر اس بات کی وضاحت کردوں جس سے تمہارے کام میں کسی بھی زاویے سے منفی اثرات مرتب نہ ہوں۔ اے کمانڈر! ایک بات ذہن میں رکھ کہ ہمارے نظام کے تحت زندگی گزارنے والے مسلمانوں سے ہمیں کوئی خطرہ نہیں ہے، اب کیوں نہیں ہے؟ چونکہ آج ہم جس مقصد کے لیے جمع ہوئے تھے اُس کو فی الحال روک کر اس بات کا جائزہ لیا جائے گا اور تمہیں مطمئن کیا جائے گا کہ اپنے Survival کے لیے ہمیں خطرہ کی کیوں بو نہیں آتی ہے۔ جب تک میں تمہارے منہ پر مسکراہٹ نہ دیکھ لوں میں اپنی باتیں کرتا رہوں گا۔ ہوسکتا ہے میری گفتگو ایک بات کو سمجھانے کے دوران دوسری بات کا سلسلہ چل نکلے لیکن باتیں ختم نہ ہوں گی۔ اب میں تمہارے سوالات کی طرف آتا ہوں۔ پہلا سوال تم نے یہ کیا ہے:

''مغرب میں مسلمانوں کے ہر گھر میں نوجوان نسل یورپ اور امریکہ کی ہالے ڈے کی بجائے حج کی طرف جارہے ہیں۔ حج کے عظیم لشکر کو دیکھ کر اور امام کعبہ کی تقریر اور دعا سے تمہارا دل دھل جاتا ہے تم سوچتے ہو کسی کی دعا قبول ہوگئی تو......؟

کمانڈر: آپ نے درست فرمایا۔

Marfat.com

ابلیس: اے کمانڈر یہ سچ ہے کہ تجھے اپنے لیے اس وقت چاروں طرف تاریکی نظر آتی ہے اور تو سمجھتا ہے کہ شاید ہم چاروں طرف سے مشکلات میں محصور ہیں۔ سب سے پہلے تو اپنے دماغ میں ایک بات بٹھا لے کہ مسلمانوں کی آخرت کی کامیابی اور دعاؤں کی قبولیت کی بنیاد قیام خلافت میں ہے۔ لیکن یہ کیسے مان لوں کہ اللہ اور رسول کے باغیوں اور ہمارے ذہنی غلاموں کی دعا قبول ہو جائے گی۔ یاد رکھو! اقامت خلافت مسلمانوں کی دنیا اور آخرت کی نجات کی دعاؤں کی قبولیت کی واحد شاہراہ ہے۔ دوسرا یہ کہ جو نسل حج پر جا رہی ہے وہ حج کی اصل غرض و غایت، اِس کی اہمیت و افادیت بلکہ اِس کی رُوح سے ہی نا آشنا ہے۔

اب میں تمہارے اس سوال کے جواب کی طرف آتا ہوں چونکہ تمہارے سوالات مغرب میں بسے ہوئے مسلمانوں کے متعلق ہیں تو یہ جوابات بھی اُن ہی کے کاموں کی روشنی میں دیئے جائیں گے۔

جیسا کہ آپ حضرات جانتے ہیں کہ حج کا عظیم اجتماع ہمارے لیے پچھلے چودہ سو سال سے لمحہ فکریہ ہی رہا ہے۔ حالانکہ ہم نے ماضی میں اسلام کے تناور درخت کی پتیاں نوچ ڈالیں، کبھی پھول نوچ ڈالے۔ بڑی بڑی تدبیریں کر چکے، بڑے بڑے طوفان برپا کیے لیکن ادارہ خلافت کی وجہ سے ہمیں مراد نہ ملی۔ مسلمان ہمیشہ شجر اسلام کو بحال کرنے میں کامیاب رہے جس کی وجہ سے ان پر اللہ کی عنایتیں اور رحمتیں برستی رہیں اور ہر دور میں اللہ نے ان کو امامت بھی دی اور غالب بھی رہے۔ چونکہ امت محمدیہ کے پاس وہ دین ہے جو آسمانی پیغام ہے اور پوری انسانیت کے لیے ان کے پاس اللہ کی امانت ہے جس کی روح خلافت کے نظام میں رکھی ہوئی ہے جس سے زندگی کا سانچا تیار ہوتا ہے اور انسان اپنے مقصد وجود کی معراج کو پہنچتا ہے۔

دین الٰہی کا وہ جھنڈا جو اللہ نے اپنے آخری نبی ﷺ کی قیادت میں جزیرۃ العرب میں لہرایا تھا اور اس جھنڈے کو پورے روئے ارض پر لہرانے کی ہدایت اور ذمہ داری تھی اور دنیا کو دارلکفر سے دارالسلام بنانے کی ذمہ داری تھی لیکن ہم ہر دور میں اس جسم کے اعضا ایک ایک کر کے کاٹتے رہے ہیں۔ بالآخر ۱۹۲۴ء کو ہم نے مسلمانوں کے ہاتھوں ہی اس جھنڈے کو

Marfat.com

زمین بوس کر دیا کہ نہ رہے بانس نہ بجے بانسری۔ جس کی وجہ سے دنیا میں ایک عالمگیر فساد برپا ہو گیا۔ آج اس فساد عظیم کی وجہ سے مسلمان ایک اندھیرے غار مین سر پھوڑتے پھر رہے ہیں اور پوری امت میں ایک ہولناک بگاڑ پیدا ہو گیا ہے۔ ۱۹۲۴ء کے بعد پیدا ہونے والی مسلمانوں کی نسل کو حق اور باطل کی صحیح حقیقت ہی منکشف نہیں ہوتی اور نہ یہ سمجھ سکے کہ انھیں امت وسط کیوں بنایا گیا ہے۔

ایسا کرنے میں ہماری کیا مصلحت تھی؟ خلافت کے ادارے کے بغیر مسلم معاشرے اور اس میں پیدا ہونے والی نسل کے طرز عمل بدل جائیں، وہ ادارے ختم ہو جائیں، وہ جذبے سرد ہو جائیں جو جہاد پر آمادہ کرتے ہیں، ان کے خیالات بدل جائیں، ان کے جسموں کو آسائش کا گھن لگ جائے، ان کی ہمتیں پست ہو جائیں اور وہ ہماری آنکھوں میں آنکھیں ڈال کر بات نہ کر سکیں، نوجوان نسل دار الکفر اور دار السلام کے تصور سے ناآشنا ہو جائے۔

مشرق سے مغرب آنے والی نسل جو دنیا کمانے آئی تھی اس سے پیدا ہونے والی اگلی نسل جو مغرب میں پیدا ہوئی، اس کی تعلیم و تربیت ہم نے اور ہمارے اداروں نے کی اور بالکل الگ ماحول میں ہوئی۔ ان کا ذہنی سانچا ہم نے تیار کیا جس کی وجہ سے ان کے دماغوں میں مغربی نظریات اور فکر جڑ پکڑ گیا ہے۔ اسی بوجھ کے نیچے یہ سسک رہے ہیں گو ان کے نام مسلمانوں کے ہیں، حلیہ مسلمانوں کا ہے، رگوں میں خون مسلمانوں کا ہے، اسلام کے انکاری بھی نہیں ہیں لیکن اُس اسلام کو پکڑے ہوئے ہیں جو ہم نے پکڑایا ہے۔ اِن کا ذہن ہمارے انسانی حاکمیت کے مغربی فکر کے سانچے میں ڈھلا ہوا ہے۔ خدا اور اس کی کتاب صرف قرآن خوانی و ثواب حاصل کرنے کا ذریعہ یا بحث مباحث میں ذاتی قابلیت تک محدود کر کے اپنے نظام کے دلدادہ بنا رہے ہیں۔ حالانکہ اِن کے نبی کی تعلیم یہ ہے کہ جو کوئی خلاف شریعت کچھ دیکھے اُسے ہاتھ سے یعنی طاقت سے روک دے اور اگر ہاتھ سے روکنے کی طاقت نہیں رکھتا تو زبان سے روکے جسے باللسان کہا جاتا ہے اور جو یہ بھی نہ کر سکے وہ دل میں برا سمجھے، ایسا نہ کرنے والے کے دل میں رائی کے دانے کے برابر بھی ایمان نہیں۔ مسلمان کا اصل کام دین حق کو نافذ کرنا ہے۔ اگر کسی معاشرے میں معاشرت، معیشت اور

Marfat.com

سیاست اسلامی نہ ہو تو آپ اُسے کیا کہیں گے۔ دکھاوے کی نیکیاں رنگ نہیں لا سکتیں، نہ مثبت نتائج پیدا کر سکتی ہیں۔

یہ نسل جو مغرب میں پیدا ہوئی ہے، اس میں جذباتی عالم دین مذہبی شخصیات تو بہت پیدا ہوئیں اور باہر سے بھی درآمد کی گئیں۔ ان تمام لوگوں کے نزدیک اسلام محض ایک مذہب ہے اور رہبانیت کا ان پر غلبہ ہے جو معاشرے میں کوئی تبدیلی نہیں لا سکتا۔ یوں سمجھ لو کہ یہ لوگ خود کو کھلونوں سے بہلا رہے ہیں۔

تم ان کو لشکر رحمان سمجھ رہے ہو جو ہمارے نظام کے سامنے ایک بھیگی بلی بنے ہوئے ہیں جو صرف خیالی دنیا میں ہمارے نظام کو جڑ سے اُکھیڑ رہے ہیں۔ دیکھو ہماری کرشمہ سازی، سیکولرازم نے ان کے روز مرہ زندگی میں گہری جڑیں پکڑی ہیں اور ایک درخت بن چکا ہے۔ اسلام تو دین اللہ کی حیثیت سے سامنے آیا جس کی روح ہم نے نکال دی ہے لیکن لاشہ بے جان ابھی تک موجود ہے جس کو مغرب کے مسلمان ہی نہیں پوری امت اپنے سینے سے چمٹائے پھر رہی ہے۔ میٹھے پانی کا وہ چشمہ (خلافت) ان کے ہاتھوں سے نکل چکا ہے جو دنیا کو بلکہ یوں کہیں کہ انسانیت کو کامیابی سے سیراب کرتا جا رہا تھا۔ مسلمانوں نے تو سب کچھ کھو دیا ہے حتیٰ کہ اپنا مقصدِ وجود تک فراموش کر دیا ہے، اب تو نہ دین باقی رہا ہے، نہ امامت رہی۔ اگر کچھ ہاتھ لگا ہے تو مغرب کی نقالی مکمل ذہنی غلامی یا دل کو بہلانے کے لیے بے روح سجدے ہی رہ گئے ہیں۔

اے کمانڈر: ہم تو مغرب میں مسلمانوں کو کچھ ہڈیاں یا کچھ بچے کھچے گوشت کے ٹکڑے ڈال دیتے ہیں جن سے لطف اندوز ہو کر یہ پھولے نہیں سما رہے۔

کوئی معمولی کام بھی جدوجہد کے بغیر نہیں ہوتا تو اسلام کو نافذ کرنے جیسا عظیم کام بغیر جہاد کے کیسے ہوگا۔ اس کے لیے قربانی کی ضرورت ہوتی ہے۔ کیا تمہارے پاس کوئی ایسا پیمانہ ہے جس سے میں یہ یقین کر لوں کہ یہ مغرب کے مسلمان جو پست ہمت ہیں جن کے نوابی ناز نخرے ہیں۔ کیا قربانی دے سکتے ہیں؟ (ایک قہقہہ لگاتے ہوئے) یہ تو اپنے پاسپورٹ کی قربانی نہیں دے سکتے۔

Marfat.com

حج کے موقع پر یہ کہنا ''میں حاضر ہوں یا اللہ میں حاضر ہوں تیرا کوئی شریک نہیں ہے میں حاضر ہوں بے شک تمام تعریفیں تیرے لیے ہیں اور ملک (اقتدار) بھی تیرا ہے اس میں کوئی شریک نہیں ہے۔''

ان الفاظ کے ایک ایک لفظ پر غور کرو۔ کیا تم نے دنیا میں اس سے بڑی منافقت دیکھی ہے میں نے تو ایک حکم نہ مانا آج تک دربار میں مردود ہوں۔

اے کمانڈر! میری حکومت کے عہدیدار تم ہی بتلاؤ کہ یہ کیا کہہ رہے ہیں۔ ''تیرا ملک ہے''، ''تیرا اقتدار ہے'' اور تیرا کوئی شریک نہیں۔ کیا ان کی پارلیمنٹ میں اللہ کا اقتدار ہے یا اللہ بڑا ہے؟ کیا وہاں اللہ کی مرضی کے مطابق فیصلے کیے جاتے ہیں؟ کیا ان کی عدالتوں میں اللہ کا اقتدار ہے؟ کیا ان کی منڈیوں میں اللہ بڑا ہے؟ کیا اسٹاک ایکسچینج میں اللہ بڑا ہے؟ کیا ان کی شادیوں کی تقاریب میں اللہ بڑا ہے؟ کیا بادشاہوں کے محلات میں اللہ کا اقتدار ہے اور کیا مسلمان اللہ کو حَکَم تسلیم کرتے ہیں؟

اگرچہ اللہ اکبر کی گردان کرتے رہتے ہیں لیکن صرف نماز کے دوران تھوڑی دیر کے لیے محمود و ایاز ایک منٹ میں کھڑے ہوتے ہیں، وہاں بھی دل کی کجی صفوں کی کجی کی صورت میں نظر آ رہی ہوتی ہے۔

ع ایک ہی صف میں کھڑے ہو گئے محمود و ایاز

لیکن نماز ختم ہوتے ہی گردنیں لوہے کی ہو جاتی ہیں۔ مالک اور ملازم میں تقسیم ہو کر اسلام کی دھجیاں اُڑا دیتے ہیں۔

ساتھیو یاد رکھو! عروج کے لیے صرف مقدس گھر کا طواف کافی نہیں ہے۔ ماتھوں میں داغ سجا کر یا حلیوں کے تکبر سے دنیا میں عروج نہیں ملتا ہے۔ دنیا کی امامت کے لیے دنیا میں بھی محنت اور جدوجہد کی ضرورت ہے۔ باہمی مساوات، اخوت لازم ہے عدل اور میزان کا قائم ہونا لازم ہے۔ اسلام دشمنوں سے ٹکر لینے کے لیے گھوڑوں کی (یعنی ایسے اسلحہ) ضرورت ہے جو دشمنوں کو منہ توڑ جواب دے سکے۔ انہیں قرآن کی یہ پکار کہاں سمجھ آئے گی کہ دنیا میں چلو پھرو، میری کائنات کا جائزہ لو اور اُس کی تسخیر کرو۔ یہ سود خور مسلمان

Marfat.com

کون سا انقلاب لائیں گے۔ قرآن کے احکامات کی پیروی اِن کے بس کی بات نہیں۔

کیا مسلماں کے لیے کافی نہیں اس دور میں

یہ الٰہیات کے ترشے ہُئی لات و منات

غرض گھر اللہ کا ہے سو فیصد مسلمانوں پر مشتمل ہے لیکن سب کچھ خلاف دین ہو رہا ہے بدنصیب کھوپڑیوں کے پیالے ہمیشہ خالی رہتے ہیں کیونکہ اُلٹے پیالے کبھی نہیں بھرتے اور غریب بھیک اور خیرات جمع کرنے کے لیے اور امراء شہرت کے لیے حج کریں گے۔ بہت کم لوگ اپنے حج کو اللہ کے لیے خالص کرتے ہیں۔

اب رہی بات دعا کی کہ امام کعبہ رو رو کر دعا کر رہا ہے...... جس امت نے 'اللہ کا ملک'' سے بغاوت کی ہوئی ہو، انسانی حاکمیت کو تسلیم کیا ہو، بادشاہوں کے غیر شرعی احکامات تسلیم کر رہے ہوں، مسلمان اللہ کی حاکمیت کی بنیاد پر ایک درخت کی شاخیں ہیں لیکن زمین پر اپنی حاکمیت کو قائم کرنے کیلئے اپنی شاخیں کاٹ رہے ہیں تو اللہ ایسے لوگوں کی دعائیں سے بے نیاز ہو جاتا ہے اور نہ رحم کرتا ہے جو امام کعبہ ان بادشاہوں کی تنخواہ پر پلتا ہو تو اسے چاہیے کہ اپنا آخری انجام قرآن و سنت سے حاصل کرے۔ اگرچہ اللہ کی Supreme Authority ہے، وہ چاہے تو جس کی سنے، جس کی نہ چاہے، نہ سنے، لیکن میں اتنا جانتا ہوں کہ اس نے کچھ قواعد و ضوابط بنا رکھے ہیں۔ اللہ کی رحمت اس وقت جوش میں آتی ہے جب مسلمان اس کی بادشاہت کے نیچے پناہ لیتے ہیں اور ہماری کوشش تو یہی ہے کہ مسلمان سب کچھ یعنی عبادتیں کریں لیکن اللہ کی Supreme Authority زمین کے ایک انچ حصے پر نظر نہ آئے۔

آخر میں تمھیں یہ ہدایت دیتا ہوں کہ مردہ امت سے تمھیں ڈرنے کی ضرورت نہیں ہے۔ تمہارے لیے سوال کا جواب یہی ہے کہ ایک لاش تمہارے سامنے ہے اور لاش کو صرف دفنایا جاتا ہے، اُس سے ڈرا نہیں جاتا۔

☆☆☆

تمہارے پہلے سوال کا جواب دیتے ہوئے میں نے ایک مثال دی تھی۔ جیسے دو دریا بہہ

Marfat.com

رہے ہیں، کچھ لوگ شعوری طور پر ایک کا پانی پی رہے ہیں اور اُن کا رجحان اللہ کی حاکمیت اور اُس کی اطاعت کا ہو اور دوسرے دریا کا پانی پینے والے ہماری اطاعت کر رہے ہوں۔ اِس حوالہ سے ہماری جدوجہد آج اِس مقام تک پہنچ چکی ہے کہ اِس دنیا کا تین چوتھائی انسانی ہجوم اپنے خالق اور رب کو جانتا ہی نہیں اور ہماری انگلیوں پر رقص کر رہا ہے۔ یعنی دوسرے دریا کا پانی غٹاغٹ پی رہا ہے لیکن ہماری سب سے بڑی خوش نصیبی یہ ہے کہ ہمارا اصل اور اوّلین دشمن (امتِ مسلمہ) اِن کی بھی کثیر تعداد نے ہماری اطاعت قبول کرتے ہوئے نظامِ ربانی کی اقامت یعنی نظامِ خلافت کے قیام سے علیحدگی اختیار کر لی ہے۔ آج پورے عالمِ اسلام کے ذہین ترین طبقات اپنے اسلاف کے قائم کردہ اِس نظام سے بے بہرہ ہو چکے ہیں۔ اب ہمارے مشن کا آخری حصہ دجال کو رب منوانا ہے اور اِس عظیم کام کے لیے راہ ہموار کرنا ہے۔

میری سلطنت کے کمانڈرو! امت مسلمہ اب ہمارے نظریاتی فلسفہ کے لیے نرم گوشہ رکھتی ہے۔ عالمِ اسلام کے دانشور، فوجی، مفکرین، سیاست دان اِن سب طبقات کی عظیم اکثریت حتیٰ کہ مذہبی افراد میں سے بھی ایک اچھی خاصی تعداد ''مذہب کو ریاست سے الگ رکھو'' کے سلوگن کی بھرپور تائید کرتی ہے۔ اِس فلسفہ کو ہم نے پوری امتِ مسلمہ میں ایک باضابطہ عملی شکل دے دی ہے۔ اِس طرح ہمارے انسانی حاکمیت کے نظریہ کی جڑیں پوری ملتِ اسلامیہ میں گہری ہو چکی ہیں۔ اِس لحہ آپ لوگ مکمل طور پر یقین رکھیں کہ اللہ کی حاکمیت قائم رکھنے والے کارڈ اسلامی دنیا میں نہ ہونے کے برابر ہیں۔ البتہ یہ بکھیرے ہوئے اور منتشر انداز میں پھیلے ہوئے کارڈ جگہ جگہ کسی نہ کسی شکل میں موجود ہیں جن کا ذکر میں آج کے اجلاس کے اختتام پر کروں گا۔

اب میں تمہارے سوال پر کہ ہر گھر میں درس ہو رہا ہے اور اسلام اسلام کی چیخ و پکار سے تمہارا دل دہل جاتا ہے کا جواب دیتا ہوں۔ تمہارے سوال کا مختصر جواب تو یہ ہے کہ مغرب میں ویسے تو ایسی محفلیں اور اس میں موجود مسلمان مرد اور عورتوں کے لیے مل بیٹھنے، قصہ گوئی اور مرغن کھانے اسلام کی کہانیوں سے لطف اندوز ہونے کے سوا کوئی مقصد نہیں ہوتا۔ ان

Marfat.com

سب کی سوچ زمین کے حقائق اور دنیا کی آسائش میں اُلجھ کر رہ گئی ہے۔ میں تمہیں یقین دلاتا ہوں کہ ہمارے نظام کی خوبصورت چمک نے ان کی آنکھوں کو چندھیا دیا ہے اور یہ بالکل حقیقت ہے کہ مغرب کے مسلمانوں کے لیے ہمارے نظام کی محبت میں مبتلا ہو کر حقیقی ایمان پر کاربند رہنا اتنا مشکل ہے جتنا ہاتھ پر رکھے ہوئے سرخ انگارے کو برداشت کرنا۔ ہمارے نظام کے خلافت جہاد کرنا صرف کتابوں میں موجود ہے۔

ایک بات اور واضح کردوں کہ ہم کسی کی نیت کا حال تو نہیں جانتے لیکن حالات و واقعات، آثار وقرائن اسی جانب اشارہ کر رہے ہیں جس کا میں نے ذکر کیا ہے۔

غور طلب بات یہ ہے کہ امت مسلمہ جسے اللہ نے امت وسط قرار دیا ہے اس کی موجودگی میں ہم پورے کرہ ارض پر فساد برپا کر چکے ہیں۔ چونکہ میں کوئی لکھی ہوئی تقریر نہیں پڑھ رہا ہوں لہٰذا عین ممکن ہے میری گفتگو میں ربط نہ ہو۔ اصل بات یہ ہے کہ اس نکتے کو سمجھنے کے لیے (میری مراد تمہارے سوال ہیں) علمی بحث کرنا بہت ضروری ہے۔ اس کے ساتھ ساتھ اپنی بحث کے دائرہ کو معاشرتی اور اعتقادی سطح پر سازشوں کے فکری اور علمی اُمور تک بڑھاتے جائیں گے۔

اس میں کوئی شک نہیں کہ اسلام نے زندگی کے کسی بھی گوشے میں اللہ کی حاکمیت کی بجائے انسانی حاکمیت کو تسلیم کرنے والوں اور اس کا حلف اُٹھا کر زندگی گزارنے والوں کو سخت الفاظ میں تنبیہ کی ہے اور واضح کیا ہے کہ ایسا طرزِ عمل فتنہ کو جنم دیتا ہے۔ اسلام نے انسانی ضابطہ حیات کے جن عقلی اور اخلاقی اقدار کو بنیاد بنایا ہے ان کو ہم نے اپنے شیطانی نظام کی چمک سے پوشیدہ رکھنے کا فیصلہ کیا ہوا ہے تاکہ اسلام کے حقیقی خطرے کو قابو میں رکھا جا سکے، ورنہ ہماری اپنی موت ہے۔ اگرچہ اللہ کی سپریم اتھارٹی ہے، وہ چاہے تو جس کی سنے ،جس کی نہ چاہے، نہ سنے۔ لیکن میں اتنا جانتا ہوں کہ اس نے کچھ قواعد وضوابط بنا رکھے ہیں ۔ اللہ کی رحمت اس وقت جوش میں آتی ہے جب آدمی مخلص ہو کر اس کے ''ملک'' کی اقامت کی جدوجہد کرتا ہے تو وہ بھی اس کی جھولی خالی نہیں لوٹاتا ہے۔

میں اپنی بات کو آگے بڑھانے سے پہلے سب سے کچھ سوالات کرتا ہوں۔ کیا آپ

Marfat.com

لوگ سمجھتے ہیں کہ یہ مغرب کے مسلمان اور ان کی نسل واقعی قرآن کے پیروکار ہیں، جبکہ قرآن تو کہتا ہے کہ سوچ سمجھ کر ایمان لانے کے بعد زندگی (انفرادی اور اجتماعی) کی ساری ترجیحات قرآن اور سنت کی روشنی میں طے کی جائیں گی۔

دوسرا کیا ان میں سچ بولنے کا حوصلہ ہے؟ جیسا اصحاب کہف کے نوجوانوں نے غیر اللہ حکومت کے سامنے سچ بول کر اللہ پر بھروسہ کیا اور اپنے ایمان پر ڈٹ گئے۔ کیا واقعی یہ گھروں میں بیٹھ کر سچ بول رہے ہیں؟ کیا ہمارے دین حیات کے مرکز (یعنی مغرب) میں بیٹھ کر یہ سچ بول سکتے ہیں؟

میں نے پچھلے سوال کے جواب میں اپنے دین (نظام) کے خدوخال کا حوالہ بھی دیا ہے کہ ہم نئے عالمی نظام کی بنیاد ویسے تو خلافت اسلامیہ کو گراتے ہی ڈال چکے تھے۔ اب عالمی حکمرانی کے مفہوم میں پورے روئے ارض پر تمام لوگوں کے حقوق کے محافظ نظام کی ہم خود زوردار انداز میں بات کر رہے ہیں جس میں پوری زمین پر سیاست اور معاشرت اور معیشت کے نظام میں ہماری خواہش کی تکمیل ہو۔ ہمارے ان مقاصد کی تکمیل میں نہ صرف کوئی مزاحمت نہ ہو بلکہ دیگر نظاموں کی کوئی علامت بھی باقی نہ رہے اور اسلام کی ہدایت ربانی، تصورِ خدا، تصور رسالت، تصورِ معاشرت، تصورِ سیاست صرف ایک نعرہ کی حد تک زندہ رہے۔

بھائیو! انسانی حاکمیت کے معاشرے کا قیام ہی وہ حربہ ہے جو منصوبہ ربانی کو ناکام کرتا ہے۔ یہی حربہ جنتی اور جہنمی کی تقسیم کرتا ہے۔ نمرود سے ابراہیم، فرعون سے موسیٰ اور اسلام کی وحدانیت سے مغربی سیکولرازم کے فرق کا اظہار کرتا ہے۔ اللہ کی آخری کتاب قرآن اُس کی الہامی کتابوں کا آخری اور جدید ترین ایڈیشن ہے۔ یہ ایڈیشن رہتی دنیا تک ہدایت نامہ ہے جو آخری نبی پر نازل ہوا جو تمام انسانیت کی لیے ہے۔

یعنی اللہ تعالیٰ نے آپؐ پر کتاب وحکمت نازل فرمائی۔ کتاب سے مراد قرآن اور حکمت سے مراد وہ عقل اور وہ شعور ہے جو انسانوں کو تسخیر کائنات کا طریقہ بتلاتی ہے۔ کائنات میں ہر چیز میں اللہ کی قدرت کی نشانیاں ہیں، اُس سے فائدہ اُٹھاتے ہیں جو عقل کی مدد سے قوانینِ فطرت کا مطالعہ کرتے ہیں اور غور وخوص کرتے ہیں۔ مزید براں قرآن انسانوں

Marfat.com

سے کہتا ہے کہ انسانو تم عقل سے کام کیوں نہیں لیتے ہو۔

دوستو! میں نے برسوں حیات و تسخیر کائنات کا قرآنی فلسفہ، عدل کے انسانی معاشروں کے حقیقی خدوخال پر غور وخوض کیا تب کہیں جا کر میں نے حقائق کو دریافت کیا جن پر قوموں کی زندگی و ترقی کا انحصار ہوتا ہے۔ خود ہم نے انسانوں پر اللہ کے حکم ''کیوں عقل سے کام نہیں لیتے ہو'' پر عمل کرتے ہوئے اپنے لشکروں میں تسخیر کائنات کا جذبہ ابھارا، یعنی وہ ہماری کامیابی ہے جس کی بدولت ہم انسانی حاکمیت کو بنیاد بنا کر ساری دنیا کو فتح کر چکے ہیں اور حکمرانی کر رہے ہیں۔ یہاں ایک بات کا ذکر کرنا بہت ضروری ہے کہ گزشتہ دو صدیوں میں عالم اسلام ہمارے خلاف کوئی بے قراری محسوس ہی نہ کر سکا۔ اسلام اور دین اللہ کے غلبہ کی حفاظت سے زیادہ اپنے رہبانیت کے تصور میں گم ہو کر تسخیر کائنات کے حوالہ سے غور وخوض پر پابندی لگا دی ہے۔ اس طرزِ عمل سے اسلامی ہونے یا مسلمان ہونے کی فضا تو برقرار رکھی جا سکتی ہے لیکن قوموں کی تقدیر نہیں بدلی جا سکتی ہے۔ چنانچہ ہمارے نظام کے غلبہ نے ان تمام چیزوں کو زمین بوس کر دیا ہے جسے دین ربانی میں شعائر کا درجہ حاصل ہے، مثلاً اسلام کا اجتماعی نظام جو اقامت صلوٰۃ سے نظام خلافت تک وسیع ہے جس میں امام صلوٰۃ سے لے کر خلیفہ کی ذات ستون کی حیثیت رکھتے ہیں، ہم نے ان سب کا خاتمہ کر دیا اور اجتماعیت کے پرخچے اُڑ گئے جو اِسلام کا اوّلین درس ہے۔

حضرات ہم اس بحث کی طرف واپس پلٹتے ہیں جہاں ہم نے وعدہ کیا تھا کہ امت پر علمی اور نظریاتی گمراہی کی ہماری کارروائیوں کا جائزہ لیا جائے گا۔

واضح رہے کہ اس روئے ارض پر درحقیقت دو متضاد نصب العین کا ٹکراؤ ہے۔ یہ متصادم نظریات کی ایک کشمکش ہے یعنی حزب اللہ بمقابلہ حزب الشیطان۔ اللہ تعالیٰ اپنے حزب سے یہ اُمید رکھتا ہے کہ وہ ملک اللہ کے قیام کے حوالہ سے کسی باطل سے سمجھوتا نہیں کریں گے۔

ہم نے اپنی فوج کی حفاظت کے لیے اور اپنی مشن کی تکمیل کے لیے ایسی منصوبہ بندی کی کہ اپنی قوت ضائع کرنے کی بجائے اپنے دشمن کو اندر سے ہی کمزور کر دیا جائے۔ چنانچہ ادارہ خلافت کے ختم ہونے کے بعد پوری امت میں ایسے فتنہ کے بیج بوئے جس سے یہ لوگ

Marfat.com

آپس میں گتھم گتھا ہو کر ایک دوسرے سے نفرت کرنے لگے اور وہ قوت جو اقامت دین کے لیے باطل کے خلاف لگتی، وہ ایک دوسرے کو نیچا دکھانے میں ہی صرف ہو رہی ہے۔

ان منصوبہ بندیوں کا اگر میں ذکر کروں تو میرا یقین ہے کہ اُن مسلمانوں کا سمجھنا مشکل ہوگا جو قرآن کو صرف ثواب کمانے کا ذریعہ جانتے ہیں۔ اگرچہ ہمارے لیے مسلمانوں کا بغیر سمجھے اور محض ثواب کی خاطر قرآن پڑھنا بھی خطرہ سے خالی نہیں۔ بہرحال قرآن تو بار بار یہی کہہ رہا ہے کہ اے انسانوں تم عقل سے کام کیوں نہیں لیتے ہو۔ قرآن نے ہجرت اور ارض کا کیا مفہوم لیا ہے۔ اس فلسفہ سے مسلمانوں کی اکثریت لاعلم ہے۔ ہمارے لیے باعث اطمینان یہ ہے کہ اگر کوئی سمجھتا بھی ہی تو اسے کوئی سننے کے لیے تیار نہیں ہے۔

اصلی زمین

معرکہ حق و باطل جو اس وقت زمین پر لڑا جا رہا ہے۔ وہ یہی زمین ہے جس پر اللہ کی مخلوق موجود ہے۔ اسی زمین پر حق اور باطل کے حوالے سے انسانوں کے درمیان توحید اور شرک کی کشمکش تا قیامت چلتی رہے گی۔ اللہ تعالیٰ نے انسانوں کو جب زمین پر بسایا تو وہ شرک سے پاک تھی یہاں فساد پایا ہی نہیں جاتا تھا۔

زمین میں فساد برپا نہ کرو جب کہ اس کی اصلاح ہو چکی ہے۔ (الاعراف:۵۶)

حکمی زمین

روئے ارض پر رب العالمین کے منصوبہ ربانی کی تکمیل کے لیے جزیرۃ العرب کو ایک اہمیت حاصل ہے۔ اللہ نے جزیرۃ العرب میں مکہ کو پوری روئے ارض کے لیے امت مسلمہ کا مرکز قرار دیا ہے۔ ملک اللہ کی اقامت کے لیے اللہ نے اپنے آخری نبیؐ کو بھیجا۔ پوری دنیا میں سے زمین کا یہ ٹکڑا آپؐ کے لیے ''حکمی زمین'' بن گیا۔ اللہ کا حکم یہی تھا کہ جزیرۃ العرب میں ملک اللہ کی اقامت کریں۔ جزیرۃ العرب آپؐ کے لیے ''ارض حکمی'' ہے (اسرار عالم)۔ ارض حکمی سے کیا مطلب ہے۔ اصلی زمین کا کم از کم وہ حصہ یا حد جس پر کسی رسول کے لیے اقامت ملک اللہ کرنا لازمی اور ضروری ہے (اسرار عالم)۔

Marfat.com

حق اور باطل کے معرکے کے حوالے سے جزیرۃ العرب (حکمی زمین) ہی وہ جگہ ہے جہاں سے سب سے پہلے پوری انسانیت کے لیے اللہ کا حق وحدہ لاشریک ہونے کی صدا لگی۔قرآن کی تلاوت ہوئی،اللہ کا کلام سنایا گیا،زندگی کے ہر شعبے میں اللہ کی حاکمیت کا اعلان یہیں سے ہی ہوا۔ملوکیت کے پرخچے اُڑا دیئے گئے۔

حکمی زمین پر ایک نبی کی غیرت غیر اللہ کی حکومت کو برداشت ہی نہیں کر سکتی۔اس حوالے سے ایک نبی کی بعثت کا مقصد ہی یہ ہوتا ہے کہ حکمی زمین کی حدود میں انسانوں کو غیر اللہ کی اطاعت سے نجات دلا دے اور غیر اللہ کے خوف سے انسانوں کو آزاد کرا دے تا کہ انسان اللہ کے قانون کی اطاعت کر سکیں۔

اسی زمین کے حصے سے صدا بھی لگی کہ انسان اللہ کا خلیفہ ہے اور وہ ایسے نظام کو غالب رکھنے کا ذمہ دار ہے جو اِن کی رب کی طرف سے وحی کے ذریعے بھیجا گیا ہے۔جہاد فی سبیل اللہ کی تعلیم یہیں سے شروع ہوئی تا کہ غلبہ دین الٰہی ہو اور ہر باطل کا صفایا کر دیا جائے۔

امت محمدیہ آخری امت ہونے کی وجہ سے اللہ تعالیٰ نے اسے امت وسط کے مقام پر فائز کر دیا تا کہ پورے روئے ارض پر اللہ اور اس کے رسول و کتاب کی مدعی ہو کر اللہ کی نمائندہ ہونے کا فرض ادا کر سکے، چنانچہ اللہ کی اطاعت پر مبنی نظامِ زندگی بالفعل قائم کریں۔ امت وسط کی حیثیت سے اب خلافت کا نظام نبی کی حکمی زمین تک قائم رکھنا ہی کافی نہیں ہے بلکہ پوری زمین پر اللہ کے دین کو عملاً نافذ کر کے دنیا کے سامنے حق کی شہادت دینا ہے۔ نتیجتاً اب پوری زمین اِس امت کے لیے اب حکمی زمین ہے۔آپ کی پوری امت اللہ تعالیٰ نے پوری نوع انسانی کے لیے گواہ بنا کر کھڑا کر دیا۔قرآن نے یہ بات بڑی واضح کر دی کہ اللہ نے اس امت کے ہر فرد کو اس مقصد کے لیے چن لیا ہے۔اس میں رتی برابر بھی تبدیلی کی گنجائش نہیں ہے۔لہٰذا اب یہ بات طے ہے کہ امت کے کسی فرد کا اس نکتے کے علاوہ کسی اور نکتے پر سوچنا بھی سرے سے ہی خارج از بحث ہے (میرا مطلب ہے صرف مذہبی ہو)

ہم نے اس فلسفہ کو جس تناظر میں دیکھا اُس میں ہمیں اپنی موت نظر آئی۔چنانچہ ہم نے

Marfat.com

اس کی روک تھام کے لیے اپنی صفیں درست کیں۔ ہم نے محسوس کرلیا کہ یہ عمل ہم سب کے لیے موت کی گھنٹی سے کم نہیں ہے۔ یعنی اگر منصوبہ ربانی پورے روئے ارض پر کامیاب ہو گیا تو ہماری شکست اور انسان کی فتح ہو جائے گی۔ چونکہ ہم سے بڑھ کر کوئی مخلوق اس کائنات میں (مغروریت کا لہجہ) دانا نہیں اس طرح کے چیلنج تاریخ انسانی میں ہمیں بار بار ملے ہیں۔

مختصر یہ کہ انسانی تاریخ میں اسلام کی آمد نے ہمیں جس موڑ پر لا کھڑا کیا تھا، اس کا توڑ ہمارے پاس کوئی نہیں تھا کہ ہم اجتماعی سطح پر وقتی طور پر دبک جائیں اور بعدازاں شرک کے سارے چھوٹے چھوٹے گھروندے توڑ کر ایک حقیقی شرکیہ نظام کی تیاری کریں جس سے ہر انسان مشرک دکھائی دے۔

ہم نے خود شاہی کو پہنایا ہے جمہوری لباس
جب ذرا آدم ہوا ہے خود شناس و خود نگر

ابلیسی حکمی زمین

اِسی حوالے سے آج قریباً اڑھائی صدی پہلے ہم نے اپنے دین حیات (شرکیہ عالمگیر نظام جمہوریت) کی تکمیل کے لیے زمین کا وہ حصہ جو مغرب کہلاتا ہے، اپنے لشکروں کے لیے اپنی حکمی زمین کی حیثیت سے چنا۔ خصوصاً ''ابلیسی حکمی زمین'' کا وہ حصہ جسے برطانیہ کہا جاتا ہے، مرکز کی حیثیت رکھتا ہے۔ اِس نظام کی بنیاد رول آف لاء اور روشن خیال سماج سائنسی ترقی عدل و مساوات شفاف عدالتی نظام اور عومی صحت کے مکمل تحفظ کا نظام وغیرہ۔ اس کے ساتھ ساتھ ہلکے اور بڑے خوبصورت انداز میں دین الٰہی کو وحشیانہ قانون کا پروپیگنڈا کرنا شروع کیا۔ بیسویں صدی میں اس کا اس قدر واویلا مچایا کہ کان پڑی آواز سنائی نہ دیتی۔ اسلامی دنیا کو خود ان کی اپنی فوج بیوروکریٹس، انتظامیہ اور عدلیہ نے ہمارے ایجنڈے کو آگے بڑھانا شروع کر دیا، ہم آگے بڑھتے گئے اور مسلم دنیا پسپا ہوتی گئی۔ ہم نے پوری انسانیت کو بتلایا کہ انسانوں کا طرزِ زندگی کیسا ہونا چاہیے۔ ہم نے یہ ترغیب بھی دی ہے کہ انسان اللہ کی حاکمیت کا عملاً انکار کر دیں اور اقرار کریں بھی تو خیالی دنیا تک محدود

Marfat.com

کرلیں تاکہ ہم پوری دنیا میں Tolerence Society کی داغ بیل ڈال سکیں۔

بحر و بر میں فساد برپا ہو گیا

حاصل کلام یہ ہے کہ توحید کا جو چراغ جزیرۃ العرب میں روشن کیا گیا تھا اور اللہ سے محبت کا طریقہ سکھایا گیا تھا وہ خود مسلمانوں کی عیش و عشرت اور غفلت کی بنا پر انتہائی مدھم ہو گیا۔ اب یہ چراغ ٹمٹما رہا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے ابن آدم کو زندگی گزارنے کے لیے عقیدہ اور معاشرت کے حوالہ سے جو معاملات شفاف آئینہ کی طرح واضح کر دی تھیں، اُن کا ذکر کرنا چاہوں گا تاکہ آپ کو منصوبہ ربانی میں انسانیت کے امتحان کے پرچہ میں پنہا علمی و فکری حقائق سمجھنے میں آسانی ہو۔ عقیدہ اور معاشرتی زندگی میں ہم نے جو فساد برپا کیا، تمہارے اُٹھائے گئے سوالات کے جواب میں اُن کی وضاحت ضروری ہے۔

(ا) فساد عقیدہ

تمام انسانوں کے لیے اب دین مکمل ہونے کے بعد قیامت تک یہی اوّلین اور صحیح عقیدہ ہے کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں ہے اور پوری دنیا کے انسان اس کے وحی کیے ہوئے نظام حیات کے پابند ہیں۔ اس پس منظر میں دیکھا جائے تو آج دنیا میں جتنے مذاہب ہیں اِن میں اللہ کے حق کا انکار اور غیر کی شراکت ہمارا بہت بڑا کارنامہ ہے۔ اگرچہ سارے مذاہب انسان کو اخروی نجات کا درس دیتے ہیں لیکن حقیقت یہ ہے کہ نبی آخر الزمان پر ایمان لائے بغیر نجات ممکن نہیں لیکن اِس کی دعوت دینے کی امت مسلمہ ذمہ دار ہے۔ شہادت حق اور دین کی اقامت کے بارے میں ان ہی سے پرسش ہو گی۔

یہ بھی ہمارا بہت بڑا کارنامہ ہے کہ ہم نے عوام سے نظام خلافت کے اوصاف اور ثمرات کو پوشیدہ کر دیا ہے۔ حق اور باطل کے ملغوبے سے اسلام کی اصل شکل کو بگاڑ کر رکھا ہے۔ لہٰذا جستجو کرنے والا کوئی غیر مسلم متاثر نہیں ہو سکتا کیونکہ جب ہمارے نظامِ حیات جو عالمگیر سطح پر دلکشی رکھتا ہے اور اس میں کڑا انصاف روزگار، اعلیٰ ہسپتال، عدلیہ کے سامنے چھوٹے بڑے سب سرنگوں، کرپشن سے پاک ادارے، روزگار کی ضمانت، مساوی اور قابلیت کی بنیاد

Marfat.com

پر سلیکشن، پورے شہر بلکہ ملک میں مساوات کو وہ نمونہ کو کوئی یہ تمیز نہ کر سکے کہ یہ ماسیوں کا محلّہ ہے، یہ چپڑ اسیوں کا محلّہ ہے اور یہ افسروں اور حکمرانوں کے محلات ہیں۔ اس صورت میں کسی کو کیا پڑی ہے کہ اپنا مذہب چھوڑ کر ان کے دین حیات کی طرف لپکے۔ میں نے جو اللہ کے دربار میں اپنے لیے خلافت مانگی تھی جو مجھے نہ دی گئی بلکہ انسان کو عطا کر دی گئی اور نبیؐ آخری الزمان کی بعثت کے ذریعے دین الٰہی کا وہ نظام جو انسانیت نے کبھی نہ دیکھا تھا، قائم کر کے ہماری کشتی کو ڈبو دیا تھا۔ ہم نے آج اپنی خلافت کا جھنڈا صرف ایک ملک میں نہیں کسی نہ کسی انداز میں ساری دنیا میں گاڑ دیا ہے۔ امت جس کو نبیؐ کا وہ جھنڈا جو اللہ نے تھمایا تھا وہ اُسے صحیح طور سنبھال نہیں پا رہے۔ مسلمانو میں غریب اور کمزور طبقہ دقیانوسیت اور جاہلانہ رسومات کی طرف اور ہمارے تعلیمی نصاب کا پڑھا لکھا طبقہ مغرب کی محبت میں گم ہو گیا ہے اور ہمارے نظام کی چمک نے اِس کی آنکھیں چندھیا دی ہیں۔

میرے ساتھیو! حقیقت یہ ہے کہ پہلے کوئی شے عقیدہ کا حصہ بنتی ہے، وہ تصوراتی سطح پر ہو یا اُس کا کوئی حقیقی وجود ہو، بعد میں معبود کی حیثیت اختیار کر لیتی ہے اور لوگ اُس کی عبادت کرنا شروع کر دیتے ہیں، چاہے وہ اپنے ہاتھوں سے بنائی ہوئی مٹی کی مورتیں ہی کیوں نہ ہوں۔ یہ لوگ بڑے خلوص سے دل کی گہرائی اور یقین سے ایسی چیزوں کی عبادت کرتے ہیں، اِس میں منافقت نہیں ہوتی۔ آج دنیا کا 3/4 حصہ انسانی ہجوم اللہ کے حق سے باغی ہو کر ہماری بنائی ہوئی پگڈنڈیوں سے ہی سر پھوڑ رہے ہیں۔

فسادِ معاشرتی نظام

اللہ نے انسانوں کی نسل کا سلسلہ رکھنے کے لیے نکاح کے نظام کو فرض کر دیا، چنانچہ اس لزوم کے بعد کوئی بھی انسان بغیر نکاح کے انسانی نسل کی افزائش کرتا ہے تو وہ اللہ کی نظر میں ایک مجرم ہے اور قیامت کے دن سخت عذاب کا مستحق ہو گا۔

ہمارے فسادِ نکاح کی وجہ سے آج انسانوں کی ایک خاصی بڑی تعداد اللہ کی قائم کردہ اِس حد سے آزاد ہو چکی ہے۔

Marfat.com

فساد ذبیحہ

اسلام میں حلال جانوروں کو اللہ کے نام پر ذبح کر کے کھانے کا حکم ہے۔ہم نے آج دنیا کی کل آبادی کے اکثریتی حصے کو اِس پابندی سے بھی آزاد کر دیا ہے۔مختصر یہ کہ آج اِس کرہ ارض پر انسانوں کی عظیم اکثریت ہمارے نظام کی اطاعت کر رہی ہے۔گویا ایک دنیا نے یہ فیصلہ دے دیا ہے کہ اللہ کی حدود کی کوئی اہمیت نہیں ہے۔یہ ہماری کوششوں کا نتیجہ ہے کہ اس جنگ میں آج انسانیت اس طرح کا مظاہرہ کر رہی ہے اور یوں تاریک راہوں پر چل رہی ہے۔

اب آیئے امت محمدیہ کی بات کریں۔یہ بالکل حقیقت ہے کہ ہماری انتہائی کوشش کے باوجود اوپر کے فساد کا سودا ان میں نہ بک سکا۔اس کے لیے ہم نے جو منہج اختیار کیا وہ فساد دین حیات تھا۔یہ ہے وہ عظیم کارنامہ جو تاریخ انسانی کی ناکامی میں تبدیل ہو گیا۔

اپنے منہج کی کامیابی کے لیے امت میں سے ہی وہ لوگ چنے جو ہمارے لیے کام کے افراد تھے، جنہوں نے خلافت ختم کرنے میں بھی ہماری مدد کی تھی۔ ہماری سوچ یہ تھی کہ یہ افراد مسلمان ہونے کے ناتے پوری امت کو تگنی کا ناچ نچا سکتے ہیں۔سیانوں نے کہا ہے۔

''چھری خربوزے پر گرے یا خربوزہ چھری پر، کٹنا خربوزے نے ہی ہوتا ہے۔''

خلافت اسلامیہ کے بعد ہم نے دجالی نظام کو پوری کائنات میں نافذ کرنے کے لیے ہنگامی طور پر عمل درآمد کرنا شروع کیا اور ایسا خوبصورت بت بنانے کا عہد کیا جس کی چمک سے دنیا کے انسانوں اور بالخصوص مسلمانوں کی آنکھیں چکا چوند ہو جائیں۔وہ بت مغرب اور اس کا مشرکانہ نظام حیات ہے۔مسلمانوں کی کثیر تعداد نے اس بات کا عملاً اظہار کر دیا ہے کہ ہم نے نہ صرف روئے ارض سے اللہ کی سپریم اتھارٹی کو مٹانے کی کوشش کریں گے بلکہ ابلیس کی خلافت کے تحت شریک ہو کر ابلیس کے مقصد حیات کو اپنا مقصد جہاد بنا کر اس کے ساتھ جدوجہد کرنے کو تیار ہیں لیکن وہ لوگ جو علماء حق تھے، ظالمانہ نظام کی چکی میں پس گئے، چنانچہ رفتہ رفتہ امت مسلمہ میں ایسے قلندروں کی تعداد گھٹتی چلی گئی۔امت کی کثیر تعداد

Marfat.com

ہمارے بت کے آگے سربسجود ہوگئی، یعنی اطاعت قبول کرلی۔ اب ہم نے اِس امت پر اپنا نظام تعلیم بھی مسلط کردیا یوں اِس نسل کو تباہ و برباد کردیا اور امت کا پڑھا لکھا اور ذہین طبقہ خلافت سے الرجک ہوگیا۔ مسلمانوں کو ترقی کے نام سے انسانی حاکمیت کے نیٹ ورک کا پرزہ بنالیا۔

ابلیس نے ایک زوردار قہقہہ لگایا اور بات کو جاری رکھتے ہوئے کہا کہ ہم نے مسلمانوں کو اسلامی شریعت کے بند حصار سے نکال کر معاشی سطح پر سود معاشرتی پر عریانی اور بے حیائی کی طرف راغب کردیا۔ زندگی کا مقصد کماؤ اور عیش کرو۔ یعنی ''بابر باعیش کوش کہ عالم دوبارہ نیست'' کا عملی نمونہ بن جاؤ۔ کبھی وطنیت کی دھن، تو کبھی روشن خیالی کی دھن کے کیسٹ بجا دیئے اور نئی نسل ان دھنوں میں تھرکتے تھرکتے بے بس ہوگئی، پھر وہ کام کرنے لگی جو ہمارا مقصد تھا۔ دراصل یہی وہ وقت تھا جب ہمارا ابلیسی نظام بغیر کسی روک ٹوک کے ترقی کا سبب بنا۔ ہمارے جھنڈے کو اُٹھانے کی تمام اسلامی ملکوں کے حکمرانوں نے حامی بھرلی، اسلامی تحریکات کے بھی بہت سے کارکنوں نے اپنی ذمہ داریوں کو پیٹھ پیچھے پھینک کر راہ فرار اختیار کرلی اور جس نے مکمل ارتداد کی شکل اختیار کرلی۔ اسلامی تاریخ کا یہی وہ عظیم فتنہ ہے جس کو ہم ارتدادِ معاشی کہہ سکتے ہیں (دجال کا فتنہ مال کا فتنہ ہے) جو ہم نے گزشتہ صدی میں مکمل طور پر انسانوں کے اذہان میں راسخ کردیا ہے۔

امت کے علماء حق اس بات کو کہتے رہے ہیں کہ موجودہ عالمی تہذیب ابلیسی تہذیب ہے جو اللہ سے بغاوت ہے۔ اس تہذیب سے سازگاری اختیار کرنا ابلیس کے ٹولے میں شامل ہونے کے مترادف ہے لیکن نقار خانہ میں طوطی کی آواز کون سنتا ہے۔

چنانچہ ہم نے موقع سے فائدہ اُٹھایا اور اپنے وسیع علمی ذخیرے کی طرف مسلمانوں کو متوجہ کیا۔ یہی وہ دروازہ تھا جو ہم نے مسلمانوں کو گمراہ کرنے کے لیے مکمل طور پر کھول دیا۔ حقیقت یہ ہے کہ ہماری دلچسپی مسلمانوں کو تعلیم دینا نہیں بلکہ فکری فساد کا پھیلانا تھا جس کا نتیجہ یہ نکلا کہ امت اپنے حقیقی سرمایہ سے اس قدر غافل ہوگئی کہ وہ اسلام دشمن یونیورسٹیوں سے اسلام سیکھنے لگی۔ مسلمان بچے ہمارے نغمے گانے لگے۔

Marfat.com

ٹوئنکل ٹوئنکل، ہمپٹی ڈمپٹی وغیرہ وغیرہ۔

بہر حال ہمارے تیار کردہ تعلیمی نظام سے خوب فکری گمراہی پھیلی اور مسلمان عقیدے کی محض ایک پوٹلی دماغ میں رکھ کر اسلامی ملکوں سے مغرب کی طرف بھاگنے لگے۔ اللہ کے دین کی اقامت سے بالکل بے نیاز بلکہ لاتعلق ہو کر 1950-60ء سے micro level پر اور 1970-80ء macro level پر اور اس کے بعد اس راہ فرار نے ایک طوفان کی سی صورت اختیار کر لی۔

اب میں تمہارے اُن سوالوں کا جواب دینا چاہوں گا جو مغرب کے مسلمانوں کے حوالے سے ہیں۔ اس لیے اپنی بحث کو اسی تک محدود رکھنے کی کوشش کروں گا۔

مغرب کی طرف آنے والے ہر مسلمان کے دل کی آواز یہی تھی کہ مغرب میں پیسہ ہے، خوبصورت زندگی ہے، بچوں کا مستقبل تابناک ہے، پونڈ اور ڈالروں کی چمک سے متاثر ہو کر مسلمان معاشرے کی کریم خصوصاً ہنر مند افراد نے ہمارے نظام کو تقویت دینا شروع کر دی اور مسلمانوں کی حماقت کا اندازہ کرو، انہوں نے ابلیسی خلافت کا جھنڈا تھام لیا، حالانکہ اُن کی آخری کتاب میں صاف صاف لکھا ہے۔ حق آ گیا، باطل مٹ گیا، بے شک باطل مٹ جانے کے لئے ہے۔ انہوں نے باطل کی چھتری کے نیچے اسلام کو مذہب تک محدود رکھنا قبول کر لیا۔

لشکر رحمان دیکھتے رہ گئے، جب اہل لشکر شیطان 1924ء میں خلافت اسلامیہ کو گرا کر ایک عالمی دجالی ابلیسی خلافت قائم کر رہے تھے، دوسری طرف آج یہ نام نہاد حزب اللہ ہمارے ملکوں میں پناہ لینا اپنا عظیم کارنامہ سمجھتے ہیں۔

اب میں اہم ترین بات کرنے جا رہا ہوں لیکن اپنی بات کو آگے بڑھانے سے پہلے میں آپ سب سے پوچھتا ہوں کیا مسلمانوں کے باشعور طبقے کی بڑے پیمانے پر ہمارے فساد فی الارض کی طرف ہجرت اور مستقل سکونت اسلام پھیلانے کی غرض سے تھی؟

سارے کمانڈروں نے ایک فوری جواب دیا: نہیں، اگر ایسا ہوتا تو پچھلے سو سالوں میں دار الکفر دار السلام میں تبدیل ہو گئے ہوتے اور خلافت کا غلبہ ہو گیا ہوتا۔ ابلیس مسکراتے

Marfat.com

ہوئے کہتا ہے بھائیو! دالکفر کو درالسلام بنانا تو بہت بڑی بات ہے، ایک چھوٹی سی چیز ہماری تہذیب اور ہمارے نظام حیات میں ٹیبل پر رکھے ہوئے اُلٹے ہاتھ پر کانٹے کو سیدھے ہاتھ کی طرف نہ کر سکے کہ سیدھے ہاتھ سے کھانا سنتِ رسول ہے۔

آیئے میں ہجرت کے مفہوم میں اسلام کا فلسفہ بیان کر دوں۔ قرآنی مفہوم میں ہجرت کا فلسفہ ہے۔

ا۔ محض اللہ کی رضا کے حصول کے لیے ہر اُس شے کو ترک کرنا جو اللہ کی ناراضی کا باعث بن رہی ہوحتیٰ کہ اللہ کی رضا کی خاطر اپنے وطن کو چھوڑ کر دوسری جگہ چلا جانا۔

۲۔ کسی ایسی جگہ جانا جہاں آبائی جگہ کے مقابلے میں خلافت یا شریعت کا نظام قائم کرنے کے زیادہ موقع میسر ہوں۔

اسی حوالے سے فساد فی الارض اور اصلاح فی الارض کو بھی سمجھ لیں جیسا کہ میں نے شروع میں ارض کے مفہوم کے حوالے سے کہا ہے۔ بدقسمتی سے مسلمانوں کی کثیر تعداد لاعلم ہے۔

قرآن حکیم پوری نوع انسانی کو دو جماعتوں میں تقسیم کرتا ہے، مومن اور کافر، اسی طرح زمین کو دو حصوں میں تقسیم کرتا ہے، ایک دارالایمان جہاں مومن کی اکثریت اور دوسرا دارالکفر جہاں کافروں کی اکثریت رہتی ہو۔

دنیا کی سب سے بڑی نیکی اللہ وحدہ لاشریک کا حق تسلیم کرنا جس کی بنیاد پر ساری نیکیاں نکلتی ہیں۔ اگر کسی بھی حصے میں یہ حق تسلیم نہ کیا جائے گا تو زمین کے اس حصے پر فساد کا غلبہ ہوگا اور پورا معاشرہ میں فساد غالب ہو کر انسانوں کی زندگی کے ہر شعبے میں سرایت کر جائے گا۔

فساد عربی زبان میں اصلاح کی ضد ہے۔ فساد کا مطلب قرآن کے حوالے سے یہ ہے۔ اللہ اور رسول کے خلاف عملاً جو بات ہوگی وہ فساد ہے، یعنی نظام حق کو بگاڑنا اصل فساد ہے۔ فساد کے لغوی معنی خرابی، بگاڑ، قطع تعلق اور نقصان کے ہیں۔

فساد فی الارض

Marfat.com

زمین کا خطہ جس میں انسانی آبادی اللہ کے حق، نبیؐ کے حق اور اس کی کتاب کے حق کو ہی تسلیم نہ کرتی ہو۔ ایسے ملک ایسے معاشرے باطل کہلائیں گے۔ اللہ کی نظر میں باغی اور ناجائز علاقے ہوں گے، خواہ اس پر عالمی نظام کی صورت میں اپنے پورے جاہ وجلال کے ساتھ کوئی نظام ہی نہ قائم ہو۔ (فرعون نے بھی ایک عظیم الشان نظام قائم کیا تھا جو اپنی سائنس وٹیکنالوجی اور عسکری قوت کے اعتبار سے ناقابل چیلنج تھا۔ روئے ارض پر اللہ تعالیٰ نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کی قیادت میں فرعون کے نظام کو زمین بوس کروادیا تھا)

خواہ اس پر انصاف پر مبنی عالیشانی جنت ہی کیوں نہ ہو، انسانی حاکمیت برتری مشرکانہ اور حاکمانہ اقتدار کو قائم رکھ کر لوگوں کا زندگی گزارنا بغاوت الٰہی ہے۔

اصلاح فی الارض

زمین کا وہ خطہ جس میں انسانی آبادی اللہ رسول اور کتاب کے حق کو قومی سطح پر ہی صحیح تسلیم کرتی ہے جو اس کی عبادت گاہوں میں اللہ کو سجدہ کرتی ہو، اللہ کی نظر میں جائز علاقہ ہے۔ خواہ اس خطے میں نظام کتنا ہی فاسق اور کمزور ہو گیا ہو لیکن اللہ کی محبت کا دروازہ کھلا ہوتا ہے تو اُمید کی جاسکتی ہے کہ کسی نہ کسی وقت فسق پر قابو پالیا جائے گا۔ حکم الٰہی تو یہی ہے کہ اس خطے کے حکمران، علماء کرام، اور معاشرے کے ذہین افراد کا فرض ہے کہ ملک اللہ کو قائم کریں وگرنہ قیامت کے دن ان سے بازپُرس ہوگی۔

یہ بالکل دو اور دو چار کی طرح ہے۔ ایک خطہ میں آسمانی خدا کو تسلیم نہیں کیا جاتا ہے وہ خطہ باغی ہے اور جس خطے میں اللہ کا حق تسلیم کیا جاتا ہے وہ اللہ کی نظر میں جائز خطہ ہے۔

اصلاح فی الارض اور فساد فی الارض کو اس مثال سے بھی سمجھ لیں جب دین مکمل ہوا اور انسانوں پر یہ اچھی طرح واضح ہوا کہ انسان اللہ کے دیئے ہوئے جانوروں (وہ جانور جو اسلام نے حلال کردیے) پر اللہ کا نام لے کر ذبح کریں۔ اب وہ جانور جس پر اللہ کا نام نہ لیا گیا ہو وہ حرام ہیں، چاہے وہ جانور کتنی ہی خوبصورت ائرکنڈیشنڈ دکان (جیسا مغرب کی ہر گوشت کی دکان نظر آتی ہے) میں سجا کر رکھا جائے، انسان کھائے یہ اللہ کی نظر میں حرام ہی

Marfat.com

ہے۔دوسری طرف وہ جانور جو اللہ کے نام کے ساتھ ذبح کیا گیا اور کسی ندی نالے کے پاس دھول مٹی کے غبار میں کھلم کھلا دکان میں رکھا ہے، اس کا کھانا بہر حال اللہ کی نظر میں جائز ہے۔ اس کی دوسری مثال اگر کوئی عورت مرد بغیر نکاح کے زندگی کتنی ہی خوبصورت گزار رہے ہوں، اللہ کے نزدیک حرام ہے اور ان کی اولاد بھی حرام ہے۔دوسری طرف ایک عورت مرد نکاح کر کے زندگی گزارتے ہیں اور لڑتے جھگڑتے ہیں، زندگی جہنم کا نمونہ بھی ہے لیکن اللہ کے نزدیک ان کا اکٹھے رہنا اور بچے پیدا کرنا حلال ہے۔

حق اور باطل کی جنگ میں جب ہم نے مسلمانوں کو اپنا ہم خیال بنالیا، اللہ کے میثاق کو توڑ دیا اور وہ نظام حق اور اس کی اہمیت سے غافل ہوئے تو ہم نے اپنے فساد فی الارض کے دروازے اِن کے لیے کھول دیے۔ ہمیں اپنے نظام کی جڑیں میں مضبوط کرنے کے لئے انسانی وسائل کی ضرورت تھی۔علاوہ ازیں مغربی ملکوں کے لیے ذہنی غلاموں کی ضرورت بھی تھی۔ ہماری ایک آواز کے جواب میں امت مسلمہ کے ہنر مند اور دوسرے ذہین لوگ اُن ملکوں کے طرف اندھا دھند دوڑ پڑے جہاں ہمارا اسلام دشمن نظام پوری طرح جڑ پکڑ چکا تھا ۔گویا مسلمان ہماری منڈیوں میں ڈالروں کی عوض بکنا شروع ہو گئے۔ ہم نے اِن ملکوں کی طرف ہجرت کے لیے سخت امتحانات کا عمل بھی شروع کیا۔اس امتحان کو پاس کرنے کے لیے دن رات سخت محنت کر کے ہمیں یقین دلا دیا کہ ہم تمہارے ساتھ ہیں۔ یہاں ایک چھوٹا سا سوال کرتا ہوں کیا مسلمان اس محنت کا 001. فیصد بھی اللہ کی خلافت کو دوبارہ قائم کرنے کی سوچ رکھتے ہیں۔

ہم نے جب یقین کرلیا کہ یہ ہمارے دین کی پیروی کریں گے تو ان کے بیوی بچوں کو ویلکم کیا، حالانکہ اللہ نے ان کو اس طرح کہا تھا۔

''یہود و نصاریٰ تم سے ہرگز راضی نہیں ہوں گے جب تک تم ان کے دین کی پیروی نہ کرو۔''

چونکہ ہم ان کی نسل کو خریدنا چاہتے تھے، ان کے دماغوں میں توحید کا نظریہ صرف ایک خیالی عقیدے کی حد تک محدود کر دینا چاہتے تھے، جب ہم نے اِن کو ان کی بیوی بچوں کو ویلکم

Marfat.com

کیا، اِس وقت ان کے دلوں اور جذبوں کا تم کیا جانو کیا حال تھا۔ اُس وقت خوشی کے جذبے تھے جو اِن کے سینوں میں مچل رہے تھے۔ جب ہمارے فساد فی الارض میں قدم رکھتے تھے، آنکھوں میں ایک چمک تھی، دل گواہی دے رہے تھے، کتنا عظیم انتظام حکومت ہے، کتنا عظیم نظام حیات ہے، اللہ نے دنیا کی خلافت مجھے نہ دی لیکن میں نے اپنی حکمت سے مکمل طور پر نہ سہی کافی حد تک یہ خلافت حاصل کر لی اور ان مسلمانوں کے دلوں نے گواہی (ہمارے نظام) دی اور وہ برملا اعلان کر رہے ہیں کہ سب زمین اللہ کی ہے، جہاں بھی رہو، اگر کفر کے ملک میں رہو تو اسلام حکم دیتا ہے کہ ان کے قانون کی پاسداری کرو۔ ان کو یہ تو یاد رہا کہ جہاں رہو اس کے قانون کی فرمانبرداری کرو، یہ یاد نہ رکھا کہ اللہ اپنا دین قائم کرنے کے بارے میں کیا کہہ رہا ہے۔

بہر حال صدیوں کی محلہ داریوں کو چھوڑ کر اجنبی ملک کی طرف یوں بڑھتے چلے آرہے تھے جیسے کوئی ان کا برسوں سے انتظار کر رہا ہو۔

یہ بھول کر کہ یہود ونصاریٰ تمہارے دوست نہیں ہو سکتے ہیں۔ ان کا نظریہ اور تمہارا نظریہ بالکل مختلف ہے لیکن یہ تو اپنے دوستوں سے ملنے بھاگے آرہے ہیں۔ ان کے کانوں میں یہ قرآنی الفاظ پیوست ہی نہیں ہوتے کیونکہ دل کے کانوں پر اللہ کی مہر لگی ہوئی ہے۔

جب دانش ور پڑھے لکھے لوگ ہماری جنت میں داخل ہو رہے تھے تو مذہبی شخصیات کیوں پیچھے رہ جاتی۔ لٰہذا انہوں نے بھی اسلام کا لبادہ اُوڑھ کر جوق در جوق آنا شروع کر دیا اور اعلان کر دیا کہ اسلام ہجرت کی اجازت دیتا ہے، سب زمین اللہ کی ہے۔

ان مہاجروں کی نسل جو مغرب میں پیدا ہوئی وہ نسل اپنا دین بھول گئی اور دینی طور پر ہماری اطاعت کرنے لگی۔ ع

نہ خدا ہی ملا نہ وصال صنم
نہ اِدھر کے رہے نہ اُدھر کے رہے

اس نسل نے آنکھ کھولی تو انسانی حاکمیت کی بنیاد پر قائم ایک خوبصورت جنت ان کے سامنے تھی۔ نفس کے پھندوں میں گرفتار ہو کر کاہل وسست آرام پسند، عیش پرست ونوابی

Marfat.com

نخرے، نئی نئی گاڑیاں، اعلیٰ قسم کی ہا لے ڈے کے تصور نے ان کی نسل کو گھن کی طرح کھالیا۔ ہم نے ان کے جسموں کو آرام اور راحت پہنچا کر فارم کی مرغی کی طرح کسی کام کا نہیں چھوڑا۔ ان کے نام اسلامی، روپ اسلامی لیکن اللہ کے دین کے باغی اب یہ نسل میز پر مکا مارتے ہوئے میرے خلاف میرے نظام کے خلاف کھڑے ہو ہی نہیں سکتے ہیں، یعنی کم از کم مغرب کے بارڈر سے ہمیں کوئی خطرہ نہیں ہے۔

میرے دوستو! کیا تم سمجھتے ہو کہ ہم اپنے پیروؤں پر کلہاڑی ماریں گے۔ اس حق اور باطل کی جنگ میں اپنے دشمنوں کو اپنے گھر میں پناہ دیں گے؟ نہیں، ہماری حکمت عملی کتنی درست تھی، تم دیکھتے ہو کہ آج ان کی اگلی نسل میں صحیح دین کی پہچان مٹ چکی ہے، دین کے نام پر مغرب میں ہر قسم کی دکان کھلی ہوئی ہے۔ ان کے علماء اگر چہ یہ کہتے ہیں کہ سود حرام ہے اور اسی دنیا میں جہاں سود زندگی کے ہر شعبہ میں رچ بس چکا ہے، خود مزے اڑاتے ہیں۔ قرآن کہتا ہے کہ

"جو شر اور کفر پھیلانے کا ذریعہ بنیں گے ان پر اللہ کی لعنت۔"

(القرآن)

کُل دین سے مسلمانوں کو بے نیاز کر کے اُن کے عقائد، مراسم عبودیت تک محدود کر دیئے جسے عرف عام میں مذہب کہا جاتا ہے، حالانکہ مذہب کا لفظ قرآن مجید میں نہیں ہے۔ قرآن میں اسلام کے لیے دین کا لفظ ہے۔ اگر تم اِسے سادہ الفاظ میں سمجھنا چاہو تو وہ ہے عبادات + نظام حیات، یعنی اسلام کا معاشی، معاشرتی اور سیاسی نظام جو خالصتاً قرآن اور سنت کی بنیاد پر ہے۔ یہ ہمارا کمال ہے کہ ہم نے مسلمانوں کو اسلامی نظام حیات سے مکمل طور پر غافل کر دیا ہے۔ ہم تو یہ بھی نہیں چاہتے کہ مسلمان عبادات بھی صحیح طور پر سنت کی پیروی کرتے ہوئے کریں۔ ہم نے اِس معاملے میں بھی یعنی عبادات میں بھی نئی نئی بدعات داخل کر دی ہیں اور دنیا کمانے والے علماء کے ذریعے ایسے ایسے ورد اور ذکر کے طریقے بتائے ہیں جو سرے سے مسنون ہی نہیں بہر حال کسی مسلمان کا عبادات کی طرف زیادہ متوجہ ہونا ہمارے لیے کوئی زیادہ ضرر رساں نہیں۔ ہم چاہتے ہیں کہ وہ ہمارے نظامِ حیات جو اللہ

Marfat.com

کے عطا کردہ نظام خلافت کی ضد ہے، اُس کی طرف آنکھ اُٹھا کر نہ دیکھیں۔ اُصولی طور پر بات یہ ہے کہ جو لوگ اللہ سے کیے گئے عہد کو مضبوطی سے باندھنے کے بعد توڑ دیتے ہیں اُن پر اللہ کی لعنت ہے۔ دنیا میں تو ان کو خوب رزق مل رہا ہے اور بظاہر خوش حال نظر آتے ہیں۔ دنیا میں زندگی کی تنگی یا فراوانی کا اللہ کے ہاں مقبولیت سے کوئی تعلق نہیں ہوتا۔

اسلامی نظام حیات ترک کر کے اور ہمارے نظامِ حیات کو اپنانے کا نقد نتیجہ یہ نکلا کہ مسلمان کی سوچ اپنی ذات اور اپنے اہل و عیال تک محدود ہو کر رہ گئی۔ اجتماعیت ختم ہو گئی تو مساوات اور اخوت کے جذبے سرد پڑ گئے ہیں۔ اب اگر عراق میں کسی عاشق رسول کے جسم سے خون کا فوارہ چھوٹا ہے یا افغانستان میں گردنیں پھانسی کے پھندوں میں لٹک رہی ہیں اور پھانسی پانے والوں کی زبان پر آخری سانس تک کلمہ جاری رہتا ہے۔ ایسی خبروں پر مغرب میں عیش و عشرت کرنے والے اور ڈالروں میں کھیلنے والے مسلمان کچھ تو اس حد تک بے حس بلکہ بے غیرت ہو چکے ہیں کہ وہ اس کا رتی بھر اثر قبول نہیں کرتے۔ ایسی روح فرسا خبروں پر مسلمانوں کی دل کی دھڑکنیں بے ترتیب نہیں ہوتیں، کسی کو ہارٹ اٹیک نہیں ہوتا بلکہ وہ اپنی دنیا بنانے میں مگن رہتے ہیں اور کچھ بہت ہی معمولی تعداد میں مسلمان وقتی طور پر رنجیدہ ہو کر ایک آدھ تعزیتی جملہ کہہ کر اور اپنی بے بسی کا اظہار کر کے پھر اپنے آپ کو یہ کہہ کر تسلی دے لیتے ہیں اور اظہار اطمینان کرتے ہیں کہ چلو ہم نماز تو پڑھ لیتے ہیں، روزہ بھی رکھ لیتے ہیں، حلیہ سے تو مذہبی نظر آتے ہیں۔ ہم تو یہی کچھ کر سکتے ہیں اور پھر پہلی طرز کے مسلمانوں کی مانند مصروف و مشغول ہو جاتے ہیں۔ ایسے ڈیڑھ ارب مسلمان سمندر کی جھاگ کی طرح بے وزن اور غیر اہم ہو چکے ہیں۔

نظریات کے یہ پودے میرے ہی لگائے ہوئے ہیں۔ اس میں کوئی شک نہیں ہے کہ یہ تمام لوگ ایک خدا کو مانتے ہیں اور اس کی عبادات بھی کرتے ہیں لیکن ہماری اصل جنگ اس فلسفے پر رہنے والے مسلمانوں سے نہیں ہے اور نہ یہ تمام لوگ ہمارے نظام کے لیے خطرہ ہیں۔

جو لوگ اسلام کا مذہب سے آگے کوئی تصور نہیں رکھتے، وہی دجال کی خوشنودی حاصل کرنے میں اپنی عافیت سمجھیں گے اور اس طرح خود تراشیدہ اسلام پر چلتے ہوئے اپنی دنیا

Marfat.com

کی حفاظت کر لیں گے۔ یاد رہے قرآن کریم صرف فلاں شے حلال ہے، یا حرام ہے بتلانے کے لیے نازل نہیں ہوا تھا بلکہ اپنے اوامر ونواہی کو مکمل طور پر نافذ کرنے کے لیے نازل ہوا تھا۔ اگر یہ ہے تو درس دینا نیکیاں کرنا، تسبیحات پڑھنا اللہ کو خوش کرنا ہے لیکن اگر یہ نہیں ہے تو روئے ارض کے ہر مومن کے قلب پر قیامت ٹوٹ پڑنی چاہیے تھے۔ چنانچہ ایسے اعمال کرنے والوں پر ایسی نیکیاں کرنے والوں پر جو ملک اللہ کی اقامت کی جدوجہد میں شریک نہ ہوں، قرآن نے کہا ہے:

﴿اَجَعَلْتُمْ سِقَايَةَ الْحَآجِّ وَ عِمَارَةَ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ كَمَنْ اٰمَنَ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْاٰخِرِ وَجَاهَدَ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ ۭ لَا يَسْتَوٗنَ عِنْدَ اللّٰهِ ۭ وَاللّٰهُ لَا يَهْدِي الْقَوْمَ الظّٰلِمِيْنَ﴾

''کیا تم نے کر دیا حاجیوں کو پانی پلانا اور مسجد الحرام کا بسانا برابر اس کے جو یقین لایا اللہ پر اور آخرت کے دن پر اور لڑا اللہ کی راہ میں یہ برابر نہیں ہو سکتے، اللہ کے نزدیک اللہ راستہ نہیں دکھاتا ہے ظالموں کو۔'' (التوبہ:۱۹)

مغرب میں گھروں میں بیٹھ کر مرغن غذائیں اُڑا کر جو درس دیے جا رہے ہیں، اس سے ایک روحانی فضا تو قائم ہو سکتی ہے لیکن امتوں کی تقدیر نہیں بدلا کرتی۔ ویسے بھی مغرب کے اسلامی علمبرداروں نے ایک سستا سودا ڈھونڈ ھ لیا ہے۔ محفل میں بیٹھ کر اپنے کمالِ گفتار سے اور جذباتی مواد سے پورے اجتماع کو ہپنا ٹائز کر لو تا کہ لوگوں پر اپنے علم کا سکہ بیٹھ جائے۔ اس سودے میں نہ جان کو خطرہ ہے نہ مال کا خطرہ ہے۔ اللہ کو خوش کرنے کا اس سے اچھا سودا ہو ہی نہیں سکتا۔

بتوں کو میری لادینی مبارک
کہ ہے آج آتش اللہ ہو سرد

اور

Marfat.com

بہت سنتے تھے پہلو میں دل کا

جو چیرا تو اک قطرہ خوں نہ نکلا

امتوں کی تقدیر بدلنے کے لیے قرآنی حکم عالم شرکیہ نظام کے خلاف جہاد ہے۔ بہترین جہاد کی صورت یہ ہے کہ خدائے ابراہیم کی حاکمیت بحال کرنے کی سر توڑ جدوجہد اور اللہ، رسول کے احکامات کے نفاذ کی کم از کم اسلامی دنیا میں ہر سطح پر کوشش کی جائے۔ عالمی سیاسی شرک کو سمجھتے ہوئے دشمنانِ دین الٰہی کے پاسپورٹ ان کے منہ پر مار کر مغرب کے شرکیہ نظام کے خلاف (جس نے ارض کو ناپاک کر رکھا ہے) بغاوت کر دے۔ کیا یہ اسلامی رہنما ہمارے سیاسی شرک کو خود سمجھتے ہیں اور درس دیتے ہیں کہ کسی انسانی حاکمیت کا ووٹر بننا بھی گناہ عظیم ہے کیونکہ دین ابراہیمی میں حاکمیت کا اختیار اللہ کے پاس ہے۔

تم جہاد کی، پاسپورٹ کی، ووٹ کی، حقیقت کو سامنے رکھ کر غور کرو۔ تمہیں مغرب میں ان مسلمانوں کے درس میں کیا ان نقاط پر کوئی گفتگو سنائی دیتی ہے؟ اور اگر سنائی بھی دیتی ہے تو عمل ہوتا ہوا نظر آتا ہے؟

کھانے کا وقفہ

اب میں تمہارے اگلے سوال مغرب میں اسلامی اکیڈمیوں کی تعداد میں اضافہ ہو رہا ہے اور ان اسلامی اکیڈمیوں میں مرد اور عورتوں کے غول کے غول اسلام سیکھنے چلے آ رہے ہیں۔ لہٰذا مغرب میں اسلام تیزی سے پھیلنے والا مذہب بن گیا ہے اور اس کی گواہی ہمارے ہی لشکروں کی مرتب کردہ رپورٹیں ہیں۔

کمانڈر: ٹھیک کہا آپ نے۔

ابلیس: اس نشست میں میں تمہارے بقیہ سوالات کا جواب دوں گا۔ پہلی نشست میں خلافت اسلامیہ (ملک اللہ) کی اہمیت اور مغرب کی طرف مسلمانوں کی ہجرت اور وہاں گھروں میں درس کی محفلوں کا انعقاد اور فریضہ حج کی ادائیگی پر بحث ہو چکی ہے۔ اس ضمن میں جو کچھ کہا گیا تھا اس کا خلاصہ اس نشست میں اپنے اپنے ذہنوں میں مختصر کر لیتے ہیں۔

Marfat.com

چونکہ سوالات مغرب میں مسلمانوں کی بڑھتی ہوئی آبادی کے حوالے سے ہیں تو جوابات بھی اسی حوالے سے دیئے جائیں گے۔ البتہ پوری امہ کے حوالے سے بھی اضافی طور پر بات آپ کے سامنے رکھتا رہوں گا۔

دوستو! حق یہ ہے کہ خلافت کی جنگ لڑتے لڑتے انسان بھی بوڑھا ہو گیا اور تمہارا ابلیس بھی بوڑھا ہو چکا ہے اور ہماری جنگ آج تک جاری ہے۔ دیکھیں جیت کس کی ہوتی ہے؟ انسان جب سے زمین پر اللہ کا خلیفہ بن کر آیا ہے، ہمارا غیر اللہ کی اطاعت کا حملہ اُسی دن سے جاری و ساری ہے۔ انسان کو بہکا کر غیر اللہ کی پوجا کرواتے رہے ہیں۔ وقت کے ساتھ ساتھ ہم نے غیر اللہ کے بت کے نام بھی بدلے ہیں، شکلیں بھی بدلی ہیں، کبھی یہ بت پتھروں کے بنا کر کبھی نظریاتی بتوں کی پرستش کروا کر ہم نے انسانوں کو ان کے سامنے جھکا دیا ہے۔ یہ بتوں کے سجدے جو ازل سے شروع ہوئے تھے آج تک جاری و ساری ہیں۔ آج بھی انسان ان بتوں کے سامنے اس طرح جھکتا ہے جیسے اللہ کے آگے جھکا جاتا ہے۔ ہم نے نت نئی طرز کے بت بنا کر انسانوں کی راہ میں جگہ جگہ رکھ دیئے ہیں تاکہ انسان اپنی مرضی سے پہلے ان بتوں کے سامنے سربسجود ہو، پھر دوسروں کو اِس طرف راغب کرے۔

میں آپ کو یقین دلاتا ہوں کہ آج انسانوں کی عظیم اکثریت خصوصاً مسلمان انسانی حاکمیت کے نظریے کو ایک بت کی طرح پوج رہے ہیں۔ ہمارا یہ نظریہ جو ایک نظام کی شکل اختیار کر چکا ہے، انسانوں کا خدا کی طرح اُس پر ایمان ہے۔ مسلمانوں کی عظیم اکثریت یہ سمجھتی ہے کہ کسی مسلمان ملک سے کافر ملک کی طرف ہجرت کرنے سے کوئی فرق واقع نہیں ہوتا کیونکہ سب زمین اللہ کی ہے یہ حقیقت ہے کہ پوری زمین کا مالک اللہ ہے ساری زمین اِس نے (اللہ) انسانوں کے لیے بچھائی ہے اور تمام مخلوق اللہ کا کنبہ ہے، اسی لیے اس کی زمین پر جہاں چاہیں پھیل کر معاش حاصل کریں، البتہ اس حکم میں دوسرا حکم بھی موجود ہے (جس کو ہم نے اپنی کوششوں سے خیالی دنیا تک ہی رہنے دیا ہے) وہ تلخ حقیقت یہ ہے کہ انسانوں بالخصوص مسلمانوں کا اللہ سے ایک میثاق ہے۔ اس میثاق کی اساس یہ ہے کہ رب کی زمین پر رب کا نظام ہوگا۔

Marfat.com

اِس نظام کے قیام کی ذمہ داری مسلمانوں پر عائد ہوتی ہے کیونکہ وہی آخری نبی کے امتی ہیں اور انہیں اللہ نے اپنی آخری کتاب میں امت وسط قرار دیا ہے لیکن اس کے لیے انتہائی محنت جانفشانی اور جذبہ قربانی وایثار کی ضرورت ہے اور سو باتوں کی ایک بات یہ ہے کہ ایمان حقیقی کی ضرورت ہے۔

یاد رکھیں! ایمان یا دینی جذبہ کوئی قابل فروخت شے تو نہیں کہ کسی دکان سے دستیاب ہو جائے گا۔ آپ لوگ جائیے اور مسلمانوں کے ایمان کو چیک کریں ان کی کثیر تعداد مغرب (انسانی حاکمیت کا گڑھ) کو جنت قرار دیتے ہیں لیکن دعویٰ کرتے ہیں کہ اللہ کی حاکمیت میں کوئی شریک نہیں ہے۔ کتنا بڑا جھوٹ بولتے ہیں۔ یہی نفس پرستی ہے اور اللہ اور رسول کے احکامات کی واضح نافرمانی ہے۔ اسلام تو کہتا ہے کہ زندگی خدا پرستی اور رسول اللہ کی پیروی کا نام ہے۔

حضرات شاید آپ حضرات اس مرحلہ پر یہ اعتراض کریں کہ مسلمانوں کا دعویٰ تو یہ ہے کہ آسمانی ہدایت ہمارے پاس ہے، وہ اس کے ذریعے ہمارے نظام کی دھجیاں اُڑا دیں گے۔ میں بھی اس حقیقت سے آگاہ ہوں لیکن میرا سوال یہ ہے کہ کیسے؟ کیا ان کے پاس کوئی ایکشن پلان ہے؟ کیا ان کے پاس کوئی سائنٹیفک بنیاد ہے؟ آپ سب کے علم میں ہے کہ ہم حق باطل کی جنگ لڑ رہے ہیں اور جنگیں خالی خوابوں اور خواہشوں سے نہیں جیتی جاتی ہیں۔ ایک چھوٹی سی دوکان لگانے کے لیے حکمت وایکشن پلان اور ہنر درکار ہوتا ہے۔

نظریاتی سطح پر انحراف کرنے کی وجہ سے اب مسلمان آسمانی ہدایت سے بیگانہ ہو گئے ہیں اور اس کی روح سے کوسوں دور ہو چکے ہیں اور ان کے کرتوت اور حرکتیں تو یہ واضح کرتی ہیں کہ یہ حزب اللہ نہیں بلکہ ہمارا حزب ہیں۔ یہ تو ہمارے نظام پر ایمان رکھتے ہیں۔ ایک بات یاد رکھیے اسلامی نظام ہمارے نظام کی ضد ہے اور یہ دونوں ایک جگہ جمع نہیں ہو سکتے ہیں۔ ایک نیام میں دو تلواریں نہیں سما سکتی۔ آگ اور پانی کو جمع نہیں کیا جا سکتا۔ شاید آپ حضرات اس مرحلہ پر اعتراض کریں کہ کہ یہ مسلمان تو اللہ کے دین کو ماننے والے ہیں۔ بے شک ایسا ہے لیکن قرآن نے تو یہ فیصلہ دے دیا ہے جو شخص نہ فیصلہ کرے اس کے مطابق جو

Marfat.com

اللہ نے نازل کیا تو وہی کافر اور فاسق ظالم ہے۔

اب آپ مجھے جواب دیں اس وقت دنیا میں کون سا دستور العمل ہے دین الٰہی یا دین ابلیس؟ حالانکہ ڈیڑھ ارب مسلمان اس روئے ارض پر موجود ہیں۔ واقعتاً آپ تاریخ کے اوراق کو الٹتے ہوئے ہمارے طریق واردات کو نوٹ کریں ہم نے پہلے ملوکیت کو پروان چڑھایا پھر جب حقوق کے حوالے سے عوامی شعور بڑھتا چلا گیا تو ملوکیت کے خلاف ردّعمل کو ہماری ہی ترغیب و تائید سے ایک نیا رخ دے دیا گیا، یعنی وہ کفر اور فسق جس کی گندگی پہلے صرف بادشاہ کے سر پر ہوتی تھی۔ اس ملوکیت کو جمہوری لباس پہنا کر اُس کے کفر اور فسق کو تولہ تولہ سب کے سر پر رکھ دیا ہے۔ اس حقیقت میں کسی شک و شبہ کی گنجائش ہی نہیں ہے کہ حکومت تو صرف اللہ کا حق ہے۔ ملوکیت شخصی ہو یا جمہوری لباس زیب تن کیا ہو، اس سے انسان پرستی پیدا ہوتی ہے۔

حضرات آپ غور کریں کہ میں نے اسلامی معاشروں میں کتنی محنت اور جانفشانی سے انسانی حاکمیت کا فساد بویا ہے اور یہی ہماری جیت کا سبب بھی بنے گا کیونکہ اسلام کے علاوہ کوئی دستور عمل نہیں ہے جو ہمارے نظام کی تردید کرتا ہو۔

اب اسی حوالے سے ایک اہم حقیقت پر بھی غور کیجئے۔ انسان پرستی سے ہم نے دین کو مذہب تک محدود کیا اور ایک نئی شاخ نکالی اور اسی شاخ سے مزید شاخیں نکال لیں۔ مثلاً سوداگرانہ ملائیت، حلوہ پرستی، قبر و مزار پرستی، نجوم پرستی سے گزار کر پوری امت کو ایک کونے میں مذہب کی خوبصورت پوشاک پہنا کر کھڑا کر دیا۔ اسلامی معاشروں میں یہ فتنہ بو دیا ہے کہ اللہ والا صرف وہ ہے جس کے ہاتھ میں تسبیح ہو، گدڑی اوڑھی ہوئی ہو، جائے نماز کندھے پر ہو، اللہ ہو کی ضربیں لگاتا ہو، چاہے بدعہد اور بدکردار ہی کیوں نہ ہو۔

اے میرے کمانڈرو! واقعتاً دین کی اقامت ہمارے حق میں بلاشبہ پیام موت ہے اسی لیے ہم نے یہ تدبیریں ڈھونڈ لی ہیں تاکہ امت کے نوجوان، مرد و عورت عیش پرست ہو کر اور نسوانی عادات کے پیکر ہو کر رہ جائیں اور ہمارے نظام سے ٹکرانے کا نہ سوچیں۔

خلاصہ کلام یہ ہے کہ جب کوئی امت اخلاقی اور نظریاتی زوال کی طرف بڑھتی ہے تو اُس

Marfat.com

کا ایمان رفو چکر ہو جاتا ہے۔ ایسی تدبیریں ڈھونڈھتی ہے جس سے محض پھونکوں، جنتروں منتروں، جادو ٹونے، تعویذ گنڈوں یا دعاؤں سے ہمارا مقابلہ کرے۔ ذرا غور کیجئے ہم اسلامی نظریاتی فکر کے خاتمے کے لیے کیسے کیسے جدید سازشی ہتھیار اپنے اسلحہ خانے سے نکال کر لا رہے ہیں۔ ہماری ساری قوتیں اور توانائیاں اپنی سازشوں کی تکمیل کے لیے صرف ہو رہی ہیں۔ جس نے پوری امت کو قرآنی حکم ملک اللہ کی اقامت کا نافرمان بنا دیا ہے اور ہم نے موقع سے فائدہ اُٹھا کر اسلام کا نیا جدید ایڈیشن تیار کر کے ان کو تھما دیا ہے۔ یہ ہمارا گزشتہ دو صدیوں کا بہت بڑا کارنامہ ہے جس سے مسلمان مذہبی تو ہو گئے انہیں نماز، روزہ، حج، زکوٰۃ کی فرضیت تو یاد رہ گئی لیکن اقامت دین کی فرضیت سے غافل ہو گئے۔ یہی ہمارا مقصد ہے کہ مسلمان کو صرف مذہب کی زنجیروں میں جکڑ دیا جائے اور ملک اللہ کو قائم کرنا، سوچنا بھی چھوڑ دیں۔ ایک حدیث میں آتا ہے کہ

''مسلمان جس چیز کو سب سے پہلے چھوڑیں گے وہ اسلامی عدالتی نظام ہو گا۔''

مسجدوں کو سجانے کو مسلمان روحانیت اور مذہبی ہونے کی معراج سمجھتا ہے۔ یاد رکھو جس طرح گندگی اور مکھی کا فطری ساتھ ہے اسی طرح وہ مسلمان جو زبان سے تو کلمہ پڑھتے ہوں اور مغرب کو سجدہ کر کے اللہ کی حاکمیت اعلیٰ انسانوں کے بنائے ہوئے کفریہ جمہوری مغربی نظام کے ہاتھوں فروخت کر رہے ہوں اور اس میں خوشی خوشی زندگی گزار رہے ہوں، ان سب سے ہمارا یارانہ ہے۔

انسانی فطرت ہے کہ کامیابی کے بغیر زندگی کا تصور نہیں کیا جا سکتا ہے۔ کامیابی کی ضد ناکامی ہے۔ انسان ناکامی سے خوف کھاتا ہے، چنانچہ انسان دنیاوی ناکامی کے دامن سے اپنے آپ کو بچاتا ہے۔

چونکہ آج کے مسلمانوں نے مغرب (انسانی حاکمیت کی گندگی کا گڑھ) کی دنیاوی کامیابی کو حق سمجھ لیا ہے۔ حقیقت بھی یہی ہے کہ ہمارا نظریہ سیکولرازم کو تسلیم کرنے والے مادی اعتبار سے کامیاب معاشرے بن کر اُبھرے ہیں۔ اسی لیے دنیا کے دوسرے انسانوں کی طرح کلمہ گو نے بھی یہی سمجھا کہ کامیابی کا راز اسی نظام حیات میں ہے یا انہی کے ملکوں

Marfat.com

میں ہے۔اس ذہنی غلامی نے مسلمانوں کے ذہنوں میں یہ بات بٹھا دی کہ اس دور میں اسلامی نظام کی کوئی ضرورت نہیں ہے اور اب جمہوریت اسلامی خلافت کا نعم البدل بن گئی ہے اور سب مل کر اللہ کے سامنے سربسجود ہیں۔

اے نوجوان کمانڈرو! تم خود سوچو، یہ کیسے ممکن ہے کہ پانچ بار اللہ پاک کے حضور سجدہ ریز ہونے والے کسی باطل کی خوبصورتی کو دیکھ کر اس کے سامنے جھک جائیں۔ ہوسکتا ہے تمہارے ذہن میں یہ سوال اُٹھے کہ مسلمان تو مسجد میں اللہ کو ہی سجدہ کرتے ہیں اور میں کون سے سجدے کی بات کر رہا ہوں۔ بے شک وہ سجدوں پر سجدے کرتے ہوئے نظر آ رہے ہیں لیکن یہ سجدے ہمارے لیے کوئی ایسے ضرر رساں نہیں کیونکہ ہم اچھی طرح جانتے ہیں کہ ان سجدوں سے وہ نتیجہ برآمد نہیں ہوسکتا جو اصلاً سجدہ سے مقصود ہے اور موجودہ کافرانہ نظام (مغرب) حکومت میں اللہ کو سجدہ کرنا سجدے کا اصل مقصد پورا نہیں کرتا۔

میں نے کہا کہ مغرب کے مسلمانوں سے ہمارا یارانہ ہے، اسی یارانہ کی وجہ سے ہم نے مغرب میں مساجد کو زیادہ سے زیادہ آرائش اور جگہ جگہ مسجدیں تعمیر کرنے کا رجحان پیدا کر دیا ہے تا کہ اسلام کو اس چار دیواری میں قید کر دیا جائے اور مسجد بنانے کا اصل مقصد فوت ہو جائے۔ ہمارے اشرافیہ اور اسلامی ملکوں کے اشرافیہ مسجدوں کی تعمیر اور خوبصورتی و آرٹ کو دیکھ کر تعریفوں کے پل باندھتے رہیں۔ اس ذہنی غلامی کے زہریلے اثرات نے مغرب کے مسلمانوں کے ذہنوں میں یہ بات بٹھا دی ہے کہ اسلام چلّے، مراقبے، مسجدوں کی تعمیر، نوافل کا اہتمام بغیر سمجھے قرآن خوانی تک محدود ہے جب امت میں بگاڑ پیدا ہوتا ہے تو ہرے بھرے درخت میں کیڑے لگ جاتے ہیں اور پورا ہرا بھرا درخت سوکھ کر رہ جاتا ہے۔ یہی وہ بگاڑ ہے کہ نہ صرف مغرب کا مسلمان بلکہ پوری امت کہتی ہے کہ نماز، روزہ، حج، زکوٰۃ چار ستون ہیں۔ بالکل درست بات ہے۔ یقیناً ہیں لیکن خلافت کی چھت نہ ہو تو بغیر چھت کے جو ستون ہوتے ہیں وہ بطور یادگار کھڑے رہ جاتے ہیں۔ ان کا مصرف کوئی نہیں ہوتا ہے۔ وہ آثارِ قدیمہ ہوسکتے ہیں اور کوئی مقصد پورا نہیں کرتے۔ (ڈاکٹر اسرارؒ)

امت مسلمہ کی تاریخ پر نظر ڈالنے سے یہ امر کسی وضاحت کا محتاج نہیں رہتا ہے کہ جب

Marfat.com

خلافت راشدہ میں قیصر وکسریٰ کے تخت وتاج مومنوں کے قدموں میں گر گئے تھے کیونکہ انہوں نے انفرادی اور اجتماعی نظام میں اللہ کے حکم اور قرآن سے وفاداری کی تھی۔ ہم وہ وقت بھی نہیں بھولے ہیں جب اہل ایمان دارالکفر میں داخل ہوتے تھے اور ہمارے وفادار لشکروں سے کہتے تھے کہ اسلام کا دامن تھام لو تم، ہمارے بھائی بن جاؤ گے۔ یا اپنے مذہب میں رہتے ہوئے ہمیں جزیہ دو یا پھر میدان جنگ میں تلوار ہمارے اور تمہارے درمیان فیصلہ کردے گی۔

میں اس حقیقت سے بھی باخبر ہوں جب یہ لوگ قرآن پر غور وخوض کرتے تھے اور اپنی ظاہری (مادی) اور باطنی قوت کے باوجود اللہ پر بھروسا کر کے نکلتے اور اپنے جذبہ ایمانی کے شعلے سے کفر کو خس وخاشاک کی طرح جلا کر بھسم کر دیتے تھے لیکن آج یہ شعلہ ہمارے نظام کو کیا خاکستر کرے گا خود مغرب کے سامنے سرد پڑ چکا ہے۔

قرآن نے تو کہہ دیا ہے کہ مسلمانوں کا تمام زندگی کا کاروبار خدا سے ہے، اقامت دین سے ہے اور اپنے رب کو بڑا کرنے سے ہے تاکہ تکبیر رب اصلاً قائم ہو سکے۔ مسلمانوں کو دنیا میں اللہ نے اپنا خلیفہ بنایا تھا کہ وہ کسی غیر کے سامنے سر تسلیم خم نہیں کرے گا۔ ساری دنیا کو اللہ کے قانون حیات کے سامنے سر تسلیم خم کرنے پر مجبور کرے گا لیکن یہ تو ہمارا ہی کمال ہے کہ اللہ اکبر صرف مسجدوں تک اور جلسے جلوسوں تک محدود کر دیا ہے۔

چونکہ ہم نے قرآن پر غور وفکر کو غیر ضروری بنا دیا ہے تاکہ خدا کا قانون نافذ کر کے کائنات کو مسخر نہ کرسکیں۔ اس جہالت کی وجہ سے امت کا توازن ہی بگڑ گیا ہے۔ بے شک امتوں کی موت اچانک واقع نہیں ہوتی۔ بلکہ رفتہ رفتہ اور آہستہ آہستہ تحلیل ہو کر فنا ہوتی ہیں جس طرح دن جو شام کی تاریکی میں بتدریج تحلیل ہوتا ہے چنانچہ ایک صدی سے ادارہ خلافت کا ختم ہونا انھیں اِس نہج پر لے آیا ہے کہ اب مسلمان ملکوں میں خلافت کی اصطلاح بھی نامانوس ہو چکی ہے۔ یہ ہماری انسانی تاریخ کی بہت بڑے کامیابی ہے کہ مسلمانوں نے ہی خلافت سے منہ موڑ لیا ہے۔ اس کا فائدہ اُٹھاتے ہوئے پوری اسلامی دنیا میں ملوکیت، رہبانیت وملا پرستی کے بیج بو دیئے جس سے یہ خود ہی فنا ہو رہے ہیں۔ رہبانیت

Marfat.com

اسلام کا وہ غلط مفہوم ہے جس کی رو سے مسلمان تارک الدنیا اور تارک العمل ہو گئے۔ یہ ہمارا تیار کیا ہوا سب سے بڑا ہتھیار ہے۔ ملوکیت کا نتیجہ فساد فی الارض ہے۔ رہبانیت کا نتیجہ مسکینی اور غلامی ہے اور ان دونوں صورتوں میں انسان اللہ اور رسول کی اطاعت نہیں کر سکتا۔

میرے ساتھیو! قرآن حکیم نے مسلمانوں کو مطالعہ کائنات کی دعوت دی ہے کیونکہ ہر ذرہ اللہ کی وحدانیت کی گواہی دیتا ہے۔ قرآن کی بہت سی آیات میں تفکر وتدبر اور تسخیر کائنات کی دعوت دی گئی ہے، غور وفکر کی بدولت انسان کے اندر عمل کا جذبہ پیدا ہوتا ہے، فکر سے حرارت پیدا ہوتی ہے اور جوش وولولہ انسان کو جدوجہد کی طرف راغب کرتا ہے۔ اللہ کی سنت ہی یہ ہے کہ جو محنت کرے گا وہ کامیاب ہوگا اور اس لیے حکم تھا کہ یہ امت اس لیے پیدا کی گئی تھی کہ یہ نیکی کا حکم دے گی اور بدی سے روکے گی۔ اس کامیابی کے لیے فطرت کا مطالعہ کر کے اور تحقیقی انکشافات سے بنی آدم کو فائدہ پہنچا کر نیکی کا فریضہ ادا کرے۔ اس کے علاوہ تسخیر کائنات کا حکم اس لیے بھی تھا کہ عناصر فطرت کو مسخر کرنے کے لیے ضروری ہے علم حاصل کرو اور اس علم سے مسلسل ریسرچ کا عمل جاری رکھو تا کہ روئے ارض کی واحد سپریم طاقت کی حیثیت سے باطل کا بھیجا نکال دو۔ اس کا اشارہ قرآن میں اس طرح دیا گیا ہے کہ ہم نے لوہا اُتارا ہے، اس میں تمہارے لیے فائدے ہیں اور اسلام کے غلبہ کے لیے اپنے گھوڑے تیار رکھنے کا حکم بھی دیا۔

لیکن ہم نے مسلمان کو سمجھا دیا کہ قرآن کی محض خواندگی اور اس سے ثواب کمانا مقصود ہے۔ اگر چہ ہم تو یہ بھی نہیں چاہتے کہ مسلمان ثواب کے حصول کے لیے بھی قرآن پڑھے۔ بہر حال اس طرح تسخیر کائنات کا علم رک گیا۔ اب آپ لوگ خود غور کریں کہ آج یہ لوگ کہاں کھڑے ہیں۔ دنیا میں ان کی کیا حیثیت ہے؟ اکثر مسلمان ممالک غربت اور افلاس کی لپیٹ میں ہیں اور جو امیر ملک ہیں ان کے پاس بے شمار دولت ہے۔ اگر وہ قرآنی حکم کہ ساری دنیا کے مسلمان ملت واحدہ ہیں یا ایک جماعت ہیں، اسی کو مانتے تو ان ملکوں کی انسانی آبادی کو استعمال کر کے ان کی حالت سدھارتے، بڑی بڑی یونیورسٹیاں بناتے، اس

Marfat.com

میں مسلسل ریسرچ کرتے۔ہم نے ان کی دولت بلاضرورت خوبصورت مسجدوں، محلات، خوبصورت عمارتیں، بڑی بڑی شکارگاہیں، بڑے بڑے شاپنگ سینٹر، تفریح گاہیں، سیون سٹار ہوٹل، دنیا کی بلند ترین بلڈنگ کی تعمیر پر لگادی۔ اپنی اس ترقی پر پوری امت جھوم رہی ہے ہم بین بجا رہے ہیں اور مسلمان ناچ رہے ہیں۔آج پورے عالم اسلام پر ملوکیت اور بے درد آمریت کا تسلط ہے۔ اسلام کا وہ پیغام خلافت ایک عظیم الشان انقلابی پروگرام ہے جس کا مقصد یہ تھا کہ ساری دنیا کے انسانوں میں ایک نظریاتی انقلاب برپا کردے تاکہ انسان دوسری مخلوقات کی طرح صرف اللہ کی اطاعت کرے۔آج مسلمان اسلام کی اس روح یعنی نظامِ الٰہی کی اطاعت جس پر کائنات کی حکمرانی کا وعدہ ہے، اس سے منحرف ہو چکا ہے۔ دین اسلام نہیں بلکہ مذہبی مسالک زندگی و موت کا مسئلہ بن چکے ہیں اور اِسی بنیاد پر ایک دوسرے سے گتھم گتھا ہیں اور معجزوں کے منتظر ہیں۔

آج پورا عالم اسلام تحقیقی جستجو سائنس اور ٹیکنالوجی کے علم میں باقی دنیا سے پیچھے رہ گیا ہے بلکہ اِس حوالہ سے کشکول پکڑ کر دشمنانِ اسلام سے ہی بھیک مانگ رہا ہے۔ حضرات چونکہ تمہارا سوال اسلامی اکیڈمیوں کے حوالے سے ہے تو اس وقت بات ہو رہی ہے سائنس ٹیکنالوجی کی تو آیئے اس حوالے سے بھی امت کا سرسری جائزہ لیں۔

میں آپ لوگوں سے پھر ایک سوال کرتا ہوں کہ کیا مسلمانوں نے پچھلی کئی صدیوں سے سائنس اور ٹیکنالوجی میں کوئی کمال دکھلایا ہے؟ کیونکہ طاقت کے بغیر اسلام کے غلبہ کا خواب کبھی بھی شرمندۂ تعبیر نہیں ہوسکتا۔ کیا روئے ارض کا کوئی نیا جزیرہ دریافت کر کے وہاں اللہ کا قانون نافذ کیا ہے؟

آیئے پچھلی کچھ صدیوں کے حوالے سے ہم اپنا بھی جائزہ لیں ہم نے قرآن کی اصل تعلیم اس کے اجتماعی نظام کے زریں اُصولوں کو اپنایا اور اس سے حضرت عمر کی فلاحی ریاست پر غور وخوض کیا، کیونکہ ہم سب حالتِ جنگ میں ہیں اس لئے اپنی کامیابی کے لیے مسلمانوں کے ماضی کے تجربات اور سنہری اُصول اپنائے۔ نتیجتاً کائنات کو زیر کرلیا۔ سائنس اور ٹیکنالوجی میں اب ہم اس قدر آگے آ چکے ہیں کہ ہر روز نئے نئے راز کھول رہے

Marfat.com

ہیں۔نئی نئی چیزیں دریافت کر رہے ہیں۔اسلام کا پیغام مساوات کو اپنے معاشرے میں عملاً قائم کر کے دنیا کی امامت کا تاج پہن لیا۔اسی قرآنی فلسفہ کو عملی جامہ پہناتے ہوئے ہمارے لشکر انسانی حاکیت کی بنیاد پر دنیا پر حکمران ہو گئے۔یعنی جو حکم مسلمان کو ملا تھا، ہم نے اُسے مسلمان کو زیر کرنے میں استعمال کر لیا۔

گزشتہ سو سال میں دنیا کیا سے کیا ہو گئی۔کہاں سے کہاں پہنچ گئی، کیسی کیسی ایجادات دنیا کے انسانوں کی رہبری کے لیے وجود میں آ گئیں، کیا ان میں مسلمانوں کا کوئی ہاتھ ہے؟ واقعتاً یہ سب کچھ اللہ ہی کی مرضی سے ہو رہا ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ نے اس سرزمین پر یہ قانون معین کر دیا ہے کہ انسان کافر ہو یا مومن اُس کو اپنی کوشش کا صلہ اس دنیا میں ضرور ملے گا۔ البتہ کافر کا آخرت میں کوئی حصہ نہیں۔اس کو ایک مثال سے بھی واضح کرتا ہوں مثلاً ایک کافر اگر اپنی کھیتی کی مکمل دیکھ بھال کرے گا، کھاد اور وقت پر پانی دے گا تو اپنے کھیت سے مکمل طور پر مستفید ہو گا اور اگر ایک مومن اپنے کھیت پر محنت نہیں کرے گا تو مطلوبہ نتائج حاصل نہیں کر سکے گا۔اس کی مسلمانی اس کو کامیابی سے ہم کنار نہیں کرے گی، اسی سنت کے مطابق یہ سب کچھ اسی کے عطا کردہ دماغ کے کرشمے ہیں۔لہٰذا کائنات کی کوئی شے اُس وقت تک قابل استفادہ نہیں ہو سکتی جب تک اسے مسخر نہ کرے۔یہ وہ عمل ہے جو اُس کی ربوبیت کا مظہر ہے۔یہ وہ اللہ کا فضل اور انعام ہے جسے قرآن نے سورۃ ابراہیم ۳۴۔۳۲ میں اس طرح کہا ہے:

''اللہ وہ ہے جس نے بنایا آسمانوں اور زمین کو اور اُتارا آسمان سے پانی پھر اس سے نکالی روزی تمہارے لیے اور مسخر کیا تمہارے لیے کشتی کو کہ چلے پانی میں اس کے حکم سے اور مسخر کیا، تمہارے لیے ندیوں کو اور مسخر کیا تمہارے لیے سورج اور چاند کو ایک دستور پر برابر اور مسخر کیا تمہارے لیے رات اور دن کو اور دیا تم کو ہر چیز میں سے جو تم نے مانگی اور گنو احسان اللہ کے نہ پورے کر سکو گے بے شک آدمی بڑا بے انصاف ہے ناشکرا۔''

آپ دیکھیں! جب سے ہم نے دنیا کی امامت سنبھالی، انسانی زندگی کی ضروریات میں کیسا بھونچال آ گیا ہے جو پچھلی صدی تک ایک خیالی دنیا اور ناممکن سمجھا جاتا تھا اب حقیقت

Marfat.com

کا روپ دھار چکا ہے۔ آج انسانیت ہماری بڑی بڑی ایجادوں کو استعمال کر کے فیض یاب ہو رہی ہے اور مسلمان بھی اسی چشمے سے پانی پی رہے ہیں۔

مسلمان جو دنیا میں نیکی کا حکم دینے کے لیے وجود میں لائے گئے تھے جیسا کہ میں نے ابھی کچھ دیر پہلے کہا، نیکی صرف یہ نہیں ہے کہ بھوکے کو کھانا کھلا دیا۔ سب سے بڑی نیکی اللہ کا حق اور اس کے حکم کی تعمیل ہے۔ اسی لیے اللہ نے مسلمانوں کو مخاطب ہو کر کہا کہ تم بہترین قوم ہو جو پیدا کی گئی ہے، یعنی جتنی قومیں ہیں ان سے افضل ہو، کیونکہ تم مومن ہو، تمہاری خوبی تو یہ ہے کہ تسخیر کائنات سے پوری انسانیت کو اللہ کے احسان یاد دلاؤ اور دنیا پر حکمرانی کرو لیکن ہم نے اُنہیں اطاعت غیر اللہ میں مدہوش کر دیا ہے اور مغرب کا مسلمان صدفی صد غیر اللہ کی غلامی میں جی رہا ہے اور مغرب کے مسلمانوں کے اکثر رہنما ہماری گرفت میں ہیں، جنہوں نے اسلام کی اصل روح کو ہی نہیں سمجھا اور ہتھیار ڈال کر ہماری غلامی قبول کر لی۔ لہٰذا غلاموں کو اُن کے آقا جدھر چاہیں موڑ لیں، وہ چوں و چرا نہیں کر سکتے۔

اُن میں سے جو تھوڑا بہت مذہب کی طرف رجحان رکھتے ہیں اُن کی اکثریت جاہل ہے اور وہ اُن دکانوں کے چکر لگاتے ہیں جن پر یہ بورڈ آویزاں ہے "یہاں روحانی علاج ہوتا ہے۔" قصہ کوتاہ مست قلندر بننے کی طرف رجحان زیادہ ہے اور مجاہد اور اسلام کا سپاہی اور اسلامی نظام کا محافظ بننے کا رجحان انتہائی کم ہے۔ مغرب میں بسنے والے مسلمان نماز ہی کی حکمت اور برکت کو نہ سمجھ سکے جو نظم وضبط اور قائد کی اطاعت سکھاتی ہے۔ صورتِ حال یہ ہے کہ ع

ہر شاخ پہ الو بیٹھا ہے انجام گلستان کیا ہوگا؟

اے نوجوانون کمانڈرو! میں نے تسخیر کائنات اور سائنس و ٹیکنالوجی کی اہمیت کا ذکر تمہارے سوال "مغرب میں اکیڈمیاں کھل رہی ہیں" کے حوالے سے کیا۔ اب تم خود سوچو کہ کیا مسلمان ان اکیڈمیوں سے فارغ ہو کر دنیا کو فتح کرنے یا غلبہ حاصل کرنے کے لیے کرتے ہیں۔ ظاہر ہے کہ ایسا نہیں ہے۔ ان میں دینی جذبۂ غیرت اور حمیت اِن اکیڈمیوں میں تعلیم حاصل کر کے یا ایسی کتابیں پڑھنے سے پیدا نہیں ہو سکتی۔ کیا یہ جذبہ یا غیرت تمہیں کہیں نظر آتی ہے۔ میری یہاں غیرت سے مراد ہے دین اسلام کے نصب العین کے حصول

Marfat.com

کی خاطر مر مٹنے کا جذبہ، جو مسلمان مغرب کی غیر اللہ کافرانہ اور مشرکانہ زندگی گزار رہا ہے۔ وہ کبھی سمندر سے موتی نکال کر نہیں لاسکتا۔ یہ تمام لوگ نظریہ وطنیت کو قبول کر کے حزب اللہ کے تصور کو ترک کر چکے ہیں۔ یہی وہ بنیاد ہے جس سے ہم نے ان کے جسدِ واحدہ کو کاٹ کر چھوٹی چھوٹی بوٹیاں بنا ڈالی ہیں تاکہ ہمارے نظام کے خلاف کھڑی نہ ہو سکیں اور میرا آخری مشن دجال کو رب منوانا، کامیاب ہو سکے (آج کی کانفرنس اسی مقصد یعنی دجال کے حوالے سے میں نے بلائی تھی لیکن بات تمہارے سوالوں میں اُلجھ کر رہ گئی۔ میں تمہارے سوالوں کے جوابات کے بعد اپنی اس کانفرنس کے مقصد پر گفتگو آخری حصہ میں کروں گا)۔

توڑ ڈالیں جس کی تکبیریں طلسم شش جہات

ہو نہ روشن اس خدا اندیش کی تاریک رات

اِن مغربی ممالک میں جو اکیڈیمیاں اسلام کے نام پر کھلی ہیں، وہاں اسلام کے انقلابی پہلو اور جہاد و قتال کا ذکر تک نہیں ہوتا بلکہ مذہب کے محدود تصور کی طرف راغب کیا جاتا ہے اور اُن مراسم عبودیت کی تعلیم ہوتی ہے جو مروجہ حالات اور نظام میں تبدیلی نہیں لا سکتے۔

حقیقت یہ ہے کہ اسلام نام ہے ایمان اور عمل صالح کا اور عمل صالح کا جہاد کے بغیر کوئی تصور نہیں، جبکہ اللہ سے لو لگانے والوں کے حوالے سے ایک بات واضح کر دوں، اِن کی بے چارگی اور بے بسی کا یہ عالم ہے کہ ہم اسلامی ممالک میں مسلمانوں کی گردنیں اُڑا رہے ہیں اور یہ حال مست مسلمان ہاتھوں اور بازوؤں پر تعویذ باندھ کر اِن کی برکت سے ہماری توپوں میں کیڑے پڑنے کی دعائیں مانگ رہے ہیں۔ حال مست کی اصطلاح شاید تم لوگوں کی سمجھ میں نہ آئے۔ اِس سے مراد وہ مسلمان ہیں جو دنیا کے موجودہ حالات اور ہماری اور ہمارے ایجنٹوں کی سازشوں سے بے خبر اور لاتعلق ہو کر تسبیح کے دانے گرانے اور پیروں فقیروں کے بتائے ہوئے وظیفے پڑھتے رہتے ہیں۔ میں شروع سے آپ کو سمجھانے کے لیے یہ کہہ رہا ہوں کہ انہوں نے رہبانیت اختیار کی ہوئی ہے۔ اگرچہ راہبانیت بالکل مختلف شے ہے۔ جس کے چکر میں ہم نے کسی زمانے میں مسیحوں کو ڈالا تھا۔ مسلمانوں پر چونکہ دین مکمل کیا گیا ہے اس لیے جو مسلمان خود کو محض عبادات تک محدود کر لیتے ہیں۔ میرے

Marfat.com

نزدیک اُنھوں نے آج کے دور کی رہبانیت ہی اختیار کی ہوئی ہے۔

سچ یہ ہے کہ ملوکیت اور اِس نوع کی رہبانیت نے امت کو ڈس لیا ہے۔ ان اکیڈیمیوں میں جو کچھ دینی علم کے نام پر پڑھایا جاتا ہے اِس سے ہم خوفزدہ نہیں۔ ایسی روحانی فضا قائم کرنے کی ہم نے خود اجازت دی ہوئی ہے تاکہ مسلمان ہپنٹائز ہو کر جھومتے رہیں اور دین اسلام کا نامکمل بلکہ مسخ شدہ مفہوم اُن کی نسلوں کے دل و دماغ میں سرائیت کر جائے اور وہ کسی قابل نہ رہیں۔ اِن اکیڈمیوں میں ہم نے روزہ، نماز، حج وغیرہ کے فضائل پڑھانے کی خود ہی اجازت دی ہوئی ہے۔

یاد رکھو! جب کوئی قوم ہماری غلام ہو جاتی ہے اور رفتہ رفتہ اس شرکیہ نظام زندگی کی عادی ہو جاتی ہے تو اس قوم کے افراد مذہبی علم بھی حاصل کرتے ہیں تو اُس سے صحیح طور پر مستفید نہیں ہو سکتے۔ سیاست معاشرت، معیشت میں جمہوریت کے قائل رہتے ہوئے یہ دعویٰ کرتے ہیں کہ ان چیزوں کا اسلام سے کوئی تعلق نہیں ہے اور ہمیں ان معاملات میں اپنے آقاؤں کو ناراض نہیں کرنا چاہیے۔ جیسا دیس ویسا بھیس کے قائل ہو چکے ہیں۔

میرے دوستو ہم نے ان اکیڈیمیوں کے باہر اپنے شرکیہ علوم وفنون، افکار و خیالات کے شراب خانے قدم قدم پر کھول دیئے ہیں تاکہ مغرب کے مسلمان ان علوم کے شراب خانوں سے سیر ہو کر جھومتے رہیں اور اپنی اصل کو بھولے رہیں اب تم لوگ خود ہی فیصلہ کرو اپنے دشمن کے ہی فکر کو دل و دماغ میں سما کر اور عملاً اُس کی فکر کو اپنا کر کوئی کیا جنگ لڑے گا؟ اب ان میں اللہ کے لیے جنگ لڑنے کا جذبہ تقسیم ہو چکا ہے، سوائے ان مومنوں کے جس کا میں آگے دجال کے حوالے سے ذکر کروں گا) کیونکہ یہ ہمارے طرز زندگی کے اتنے عادی ہو چکے، ہیں کہ اس سے آزاد ہونے یا چھوڑنے کا سوچ بھی نہیں سکتے کیونکہ اِس کے لیے پہاڑ جیسا ایمان درکار ہوگا۔ میں تم سب کو یقین دلاتا ہوں کہ کم از کم مغرب کے مسلمانوں کے سینوں میں اللہ کی محبت کے بجائے غیر اللہ کی محبت اپنی جڑیں مضبوط کر چکی ہے۔ تم کہہ سکتے ہو کہ ن اکیڈمیوں میں ایک سے ایک قابل استاد تعلیم دے رہا ہے۔

دوستو! ایک بات یاد رکھو! اگرچہ یہ لوگ اکیڈمیوں کی چار دیواری میں ہمارے نظام کے

Marfat.com

خلاف شعلہ بیانی کرتے ہیں لیکن ان میں اتنی سکت نہیں ہے کہ باہر کی دنیا میں اِس کا اظہار کریں، نہ ہی مسلمانوں کے لیے دین الٰہی کے قیام کا کوئی ایکشن پلان رکھتے ہیں کیونکہ انہوں نے ہماری وفاداری کا حلف دیا ہے اور یہ تمام لوگ ہمارے وفادار غلام ہیں۔ وفادار غلام اپنا وجود ضرور رکھتا ہے لیکن مرضی آقا کی چلتی ہے۔ جب انسان غلام ہو جاتے ہیں تو وہ رفتہ رفتہ اس گندگی (انسانی حاکمیت) کے عادی ہو جاتے ہیں تو اس قوم کے افراد اگرچہ علم بھی حاصل کرتے ہیں اور جانتے ہیں کہ انسانی حاکمیت میں زندگی ناجائز اور حرام ہے لیکن اپنے آقاؤں یعنی اپنے خداؤں سے بغاوت نہیں کر سکتے ہیں۔ یہ لوگ اپنے دل کو تسلی بھی دے لیتے ہیں کہ کیا ہوا اگر ہمیں دنیا کی امامت اور سرفرازی حاصل نہیں ہے تو کیا مضائقہ ہے۔ اگر ظاہری دنیا حاصل نہیں ہے بے شک دنیا اس لائق نہیں ہے کہ اس کو مقصد حیات بنایا جائے۔ مسجدوں، اکیڈمیوں کی روحانی دنیا تو ہمارے پاس ہے۔ ہم نے اپنے ملک میں اس فلسفہ کو بنیاد بنا کر اکیڈمیوں اور مسجدوں کی اجازت دی ہوئی ہے کیونکہ ان تمام لوگوں کا دل ،ان کا عمل اس کلمے کے مطابق نہیں ہے جس کی ابتدا ہی کفر کے انکار پر ہے۔ بے شک ہمارے لیے ان کا علم ان کی موجودہ حکمت اور آدھی راتوں کو سجدے کرنا زیادہ تکلیف دہ نہیں۔ دوسری وجہ یہ بھی ہے کہ ہم جانتے ہیں کہ یہ غلام ہمارے ٹکڑوں پر جیتے ہیں اور یہ بات بھی دل میں بیٹھ جائے کہ ہم اسلام کے خلاف نہیں ہیں اور دجال کے لیے سجے سجائے اسٹیج سے نکلنے کا نہ سوچیں۔

ہے یہی بہتر الٰہیات میں الجھا رہے
یہ کتاب اللہ کی تاویلات میں الجھا رہے

اور

تم اسے بے گانہ رکھو عالم کردار سے
تا بساط زندگی میں اس کے سب مہرے ہوں مات

اب تمہارا آخری سوال، مغرب میں مذہب اسلام تیزی سے پھیلنے والا مذہب ہو چکا ہے۔ اس کا مختصر جواب تو یہ ہے کہ مغرب کے مسلمان کے نزدیک اسلام صرف ایک مذہب

Marfat.com

ہے یعنی محض مراسم عبودیت کا مجموعہ ہے وہ بطورِ دین اسلام سے واقف ہی نہیں۔

کہتے ہیں کہ حقیقت تلخ ہوتی ہے لیکن سچ یہ ہے کہ مسلمان اس بات پر خوش ہو رہا ہے کہ دیکھو مغرب میں تیزی سے اسلام پھیل رہا ہے۔ آسٹریلیا، نیوزی لینڈ، امریکہ، کنیڈا اور یورپ میں جا بجا مسجدیں تعمیر ہو رہی ہیں اور ایک اچھی خاصی تعداد میں نمازی نظر آ رہے ہیں۔ سروں پر ٹوپیاں، ہاتھوں میں تسبیحیں ہیں۔ جمعہ اور رمضان کی تراویح میں نماز کے لیے بچھائی گئی کی صفیں باہر تک بھری ہوئی ہیں۔ پورے یورپ میں داڑھی رکھنے، جبے، قبے پہننے کا رجحان بڑھ رہا ہے۔

یہاں میری باتوں پر خاص توجہ دیجیے۔ کیا تم سمجھتے ہو کہ ان باتوں کے علم میں آنے کے باوجود میں نے اپنی آنکھیں بند کی ہوئی ہیں؟ کیا ہم نے کچی گولیاں کھائی ہوئی ہیں، کیا ان کی تعداد میں اضافہ میرے لیے لمحہ فکریہ نہیں ہے؟ کیا میری اپنی ہار جیت کا مسئلہ نہیں ہے؟ کیا میں اللہ تعالیٰ کے دربار سے مردود ہونے کا وہ لمحہ بھول گیا ہوں؟ کیا میں نے اللہ تعالیٰ سے اِس جنگ کے لیے مہلت اس لیے مانگی تھی کہ شر اور حق کی بنیادی بات ''انسان خلافت کا اہل نہیں ہے'' کو انسان اور بالخصوص مسلمان سچ ثابت کر دے۔ کیا میں امت مسلمہ اور آخری امت کے مقصد وجود سے غافل ہوں۔

آپ لوگ ذرا ٹھنڈے دل سے سوچیں جس قدر اللہ کی محبوب امت ٹوپیاں اور تسبیحیں لیے نظر آتی ہے، اتنی زمین ان ہی کے لہو سے سرخ ہو رہی ہے، پوری دنیا میں عزت و آبرو کھو رہی ہے۔

ایک بات اور بھی واضح کر دوں جب دین مغلوب ہوتا ہے تو محض مذہب کی شکل میں رہ جاتا ہے۔ اب اس حوالے سے ایک اہم حقیقت پر بھی غور کیجیے وہ یہ کہ کسی بھی خطہ زمین پر مذاہب تو بیک وقت بہت سے ہو سکتے ہیں لیکن نظام دو نہیں ہو سکتے۔ اللہ کا نظام ہوگا یا غیر اللہ کا ہوگا جو نظام غالب و برتر ہے وہی درحقیقت نظام کہلائے گا اور دوسرا نظام سمٹ کر مذہب کی شکل اختیار کر لے گا۔ اس کی اصلی حیثیت مجروح ہو جائے گی۔ اس صورت میں اعلیٰ سے اعلیٰ نظام بھی عملاً نافذ نہیں ہوگا اور ایک خیالی دنیا کی جنت اختیار کرے گا لیکن

Marfat.com

انسانیت کو کچھ فائدہ نہیں دے سکتا۔

اب ہم اپنے اصل سوال کا جائزہ لیتے ہیں۔ میری اصل جنگ اسلام بطورِ دین کے خلاف ہے۔ مذہب کے خلاف اُس سطح پر اور اُس شدت سے نہیں ہے۔ اس کی مثال یہ ہے کہ مسلمان ہمارے لشکروں میں اسلام پھیلا کر کالے کو گورے کو مسلمان کر لیتے ہیں۔ ہم نے کبھی اعتراض نہیں کیا۔ یہ لوگ میرے ملکوں میں چرچ خرید کر مسجدیں بنا لیتے ہیں، نمازیں پڑھتے ہیں، حج پر جاتے ہیں تو اس اسلام سے میری بڑی جنگ نہیں ہے۔ میرا مطلب یہ ہے کہ اگر میرا دین حیات غالب ہے تو مجھے کوئی اعتراض نہیں ہے۔ یہ لوگ اذانیں دیتے رہیں یا اسلام پھیلاتے رہیں۔ انفرادی ترجیحات پر اسلام کو جتنا پوجیں مجھے اس کی زیادہ فکر نہیں ہے۔ اس لیے کہ چور دروازوں سے بھاگ کر اپنی ذمہ داریوں سے کترا کر نئے عذرات تراش کر اسلام پھیلائیں۔ ہمارا نظام سیکولر ازم ہے۔ اس نظام میں ہندومت، عیسائیت یا بدھست بطور مذہب کے پھیلے۔ ان تمام کو کھل کر اجازت ہے، ہماری طرف سے پوری آزادی ہے لیکن ہم اسلام کو بطورِ دین حاکیت کی بنیاد پر کبھی برداشت نہیں کر سکتے۔

جہاں تک مسلمان کا تعلق ان کے اندر نظریات (انسانی حاکمیت اور اللہ کی حاکمیت) کے حوالے سے ہے تو یہاں تقسیم کی ایک لکیر ہے، اس لکیر کے ایک طرف ہمارا تشکیل کردہ دین حیات (سیکولرازم) عملاً ہے دوسری طرف نبی کا دین حیات کتابی اور خیالی ہے۔ تقسیم شدہ انسان کو کچھ اندازہ نہیں ہوتا ہے کہ اس کی اصل منزل محض وہ چھوڑی ہوئی منزل ہے، ایسا بہت کم ہوتا ہے کہ سینے میں چھوڑی ہوئی منزل کی کمی یا اُس کی وجہ سے بے چینی محسوس ہو، اگر کبھی یہ بے چینی انگڑائی لیتی بھی ہے تو ایمان کا دعویٰ صرف زبانی ہونے کی وجہ سے مال اور جان کے خطرات اس پر حاوی آ جاتے ہیں، اسی لیے ہم نے اپنے نظام میں ان دونوں کے حوالے سے بڑی چمک رکھی ہے تا کہ مسلمان چھوڑی ہوئی منزل کی طرف نہ چل پڑے۔

ایک کمانڈر پھر سوال کرتا ہے کہ مغرب کے مسلمان کہتے ہیں اور دلیلیں دیتے ہیں کہ بات نیت کی ہے، کسی بھی نظام میں زندہ رہنے سے کوئی فرق نہیں پڑتا ہے اللہ کی عبادت میں کوئی خلل نہیں ہوتا؟

Marfat.com

ابلیس جواب دیتا ہے اور کہتا ہے اس منافقت کو قرآن نے اس طرح واضح بھی کیا ہے۔
وہ لوگ جو صراطِ مستقیم پر چل کر اللہ تعالیٰ کی نعمتوں سے بہرہ مند ہوئے اور وہ لوگ جو صراطِ مستقیم سے دور رہ کر غضب الٰہی کا شکار ہوئے اور وہ لوگ جنہوں نے صراطِ مستقیم پا کر چھوڑ دیا جو دعویٰ کرتے ہیں انہوں نے اسلام قبول کرلیا ہے مگر دل سے ایمان نہیں لائے بلکہ اُن کے دلوں میں منافقت کا مرض ہے۔

یعنی مطلب یہ ہے کہ حق کے ساتھ باطل کو نہ ملاؤ اور سچی بات کو جان بوجھ کر نہ چھپاؤ۔
دوستو! اگر بات نیت کی ہے تو پھر کیا ایسا ہوسکتا ہے کہ عمامہ باندھ کر شلوار قمیض پہن کر یا اسلامی حلیہ بنا کر کسی بھی مندر میں رام کرشن اور دیوی مورتیوں کے سامنے با جماعت نماز ادا کرلی جائے کیونکہ بات نیت کی ہے اور اللہ تو ہر جگہ ہے۔ اب اگر اللہ ہر جگہ ہے تو نماز کے لیے کعبہ کی طرف کیوں رخ ضروری ہے۔ انجیل اور توریت بھی اللہ کے کلام تھے۔ قرآن پر اصرار کیوں؟ اگر قرآن پڑھنے کا ثواب ہے تو انجیل اور تورات کا کیوں نہیں ہے؟ حضرت موسیٰ بھی نبی ہیں، ان کی شریعت بھی تھی، ان کے عبادات کے طریقے بھی تھے تو پھر شریعت محمدیؐ پر عمل کیوں؟ یہ سب اس لیے ہیں کہ مسلمان صرف وہ کریں جو قرآن کا حکم ہے۔ قریش کا بھی ایک قبائلی نظام تھا جو شرک پر مبنی نظام تھا۔ قرآن اسی نظام کو باطل کہہ رہا ہے۔ ہر وہ نظام، ہر وہ معبود، ہر وہ مذہب جو غیر اللہ پر مبنی ہے، اللہ کے نزدیک وہ باطل ہے۔ مسلمان کے لیے یہ عقیدہ رکھنا لازم ہے۔

بہرحال تمہارے سوالات کے جوابات کا میں نے بہت تفصیلی ذکر کیا ہے اور بڑے دلائل سے بات سمجھانے کی کوشش بھی کی ہے تاکہ اصل صورتِ حال واضح ہو جائے اور شرک اور توحید کی جنگ میں تمہارے حوصلے پست نہ ہوں اور تم اس جنگ میں ہمیشہ کی طرح ایک نئے عزم سے صرف جیت کے لیے میدان میں اُترو۔
دوستو! زمین پر ہمارا سب سے عظیم کارنامہ انسانی حاکمیت، کے نظریے کا پورے روئے ارض پر غلبہ ہے تاکہ مسلمانوں کے لیے اللہ کا حکم اسلام میں پورے کے پورے داخل ہو جاؤ ناممکن ہو جائے اور 33% پر کامیابی ڈھونڈتے رہیں۔

Marfat.com

اب جبکہ ہمارا شرکیہ نظام دو صدی کی مسلسل محنت سے غالب ہو چکا ہے تو ہم انسانیت پر اپنی جیت کا اعلان کرتے ہیں۔

اس اعلان سے پورے کمرے میں تالیاں بجیں، تالیوں کے تھمتے ہی ابلیس نے کہا کہ اس ڈرامے کا آخری ڈراپ سین کسی انسان کا یہ دعویٰ ''میں تمہارا رب ہوں'' کو پوری انسانیت سے تسلیم کروانا اور سجدہ کروانا ہمارا حقیقی مشن ہے۔ ہمارے لشکر اس فیصلہ کن معرکہ کے لیے زبردست تیاری کر رہے ہیں جبکہ ہمارے دشمن امت مسلمہ خانقاہوں میں بیٹھ کر تعویذ گنڈوں کے سہارے خیالی کامیابی میں مست ہو رہے ہیں۔

آج اس کانفرنس میں میں آپ سب کو یقین دلاتا ہوں کہ ہمارے نظام کی چمک کی بنا پر مجھے اسلام بطور دین نافذ ہونے کا (وہ امت کی کثیر تعداد کی منافقت کی وجہ سے) کم از کم مستقبل قریب میں کوئی امکان نظر نہیں آ رہا ہے۔ اس کی سب سے بڑی وجہ یہ ہے کہ مسلمان اپنی حقیقت سے آگاہ ہوتے تو یقیناً ایمان باللہ پیدا کر کے اپنی خودی کو مرتبہ کمال تک پہنچاتے اور دنیا بھر میں ہمارا نظام غالب نہ ہونے دیتے۔ مسلمان کی اکثریت اپنی اس حالت پر مطمئن ہے۔ وہ اسلام کے غلبہ کی بجائے اپنی دنیا بنانے کی فکر میں ہیں۔ لہٰذا مجھے غلبہ اسلام کا کوئی خطرہ محسوس نہیں ہوتا۔ مسلمانوں کی یہ حالت کیسے بدل سکتی ہے جبکہ انہیں خود اپنی حالت بدلنے کا کوئی خیال نہیں۔

مستقبل قریب میں میری کیا ہدایات ہیں؟ ہمارا ایکشن پلان کیا ہے؟ اس پر مجھے آج گفتگو کرنی تھی لیکن تمہاری پریشانی اور سوالات و جوابات میں بات دور نکل گئی، بہر حال ہم نے مثبت نتائج ہی حاصل کیے۔

اب میں واپس اپنے ابتدائیہ خطاب کی طرف پلٹتا ہوں جہاں میں کہہ رہا تھا کہ حق اور باطل کی جنگ میں آخری کشمکش کا آغاز ہونے والا ہے۔ موجودہ دور میں جاری معرکہ ایک نظریاتی معرکہ ہوگا۔ دونوں فریق اپنے اپنے نظریات کے لیے قتال کریں گے۔ انسانی حاکمیت والے لشکر اللہ کی حاکمیت والے لشکروں سے برسرپیکار ہوں گے جس کے لیے ہمارے لشکر اور اللہ کے لشکر (مٹھی بھر لشکر) کا ٹکراؤ ناگزیر ہی دونوں لشکروں کے لیے موت

Marfat.com

اور زندگی کا مسئلہ ہے۔حق اور باطل کی جنگ کے شعلے بھڑکنے والے ہیں۔یہ تاریخ انسانی کی سب سے بڑی جنگ ہوگی۔ہم اپنی طاغوتی طاقتیں اللہ کی حاکمیت والے مومنوں کے خلاف جمع کر چکے ہیں۔یہ جنگ زمین کی خلافت پر ہمارا حق یا انسانوں کا حق کے فیصلہ کے لیے ہوگی۔یہ جنگ زمین پر قبضہ کی لڑائی اور پھر ربانی یا دجالی نظام کی فتح پر ہی ختم ہوگی۔یہ لڑائی زمین پر انسانوں کا اللہ کی سپریم اتھارٹی یا دجالی سپریم اتھارٹی کو قائم کرنے کی لڑائی ہوگی۔یہ دو نظریات کا ٹکراؤ ہوگا جس میں دونوں لشکر موت یا زندگی کا عہد لے کر کودیں گے۔لہٰذا آگ کے دریا سے گزر کر اور خون کا سمندر پار کر کے کوئی ایک ہی کامیاب ہوگا۔

اس حوالے سے میں نے آپ کو خوشخبری پہلے ہی دے دی ہے کہ ہم عبوری خلافت (انسانی حاکمیت کی بنیاد پر شرکیہ نظام) کی جڑیں ویسے تو پورے روئے ارض پر قائم کر چکے ہیں۔اب یہ ہمارا تیار کیا ہوا عالمی دین ہے جس کو امت مسلمہ نے سیاسی معاشی اور معاشرتی سطح پر آہستہ آہستہ قبول کر لیا ہے۔گویا نظریہ اور عقیدہ کی سطح پر نہ سہی عملی طور پر مسلمانوں (انفرادی اور اجتماعی سطح پر) کے ذہن میں یہ ہر عقیدہ راسخ کر دیا گیا ہے کہ وہ ہماری عالمی دجالی حکومت کی مخلوق ہے۔اب تمام دنیا کے انسان شیطانی نظام کی چھتری میں ایک عالمی حکومت کے قیام پر قلبی اطمینان کے ساتھ ہمارے نظام حیات کو مزید مستحکم کرنے کے جذبے کے تحت کام کر رہے ہیں۔

اب میری بات غور سے سنیں۔اس وقت روئے ارض پر تمام انسان چاہے وہ یہودی ہوں، مسلمان ہوں، عیسائی بدھست، ہندو یا سکھ ہوں یا کسی اور مذہب سے تعلق رکھتے ہوں، کسی بھی رنگ و نسل کے ہوں، کسی بھی قومیت کے ہوں، بظاہر یہ تمام لوگ انفرادی طور پر اپنے اپنے عقیدے اپنی اپنی قومیت میں الگ ہو سکتے ہیں۔دنیوی معاملے میں ایک دوسرے کے دشمن بھی ہو سکتے ہیں، خون کے پیاسے بھی ہو سکتے ہیں لیکن زندگی کے اجتماعی نظریہ پر یہ سب لوگ طاغوت پر ایمان لا کر ہمارے جسم کے مختلف اعضا کی حیثیت سے کام کر رہے ہیں، جب دنیا کے اربوں نفوس ایک ہی نظام کے تحت اجتماعی زندگی گزاریں تم اِسے دینِ دجال کہہ سکتے ہو۔جس طرح کبھی مسلمان ایک جسم تھے، چاہے کسی قومیت سے تھے۔

Marfat.com

امت مسلمہ کی اِس وقت جو حالت ہے۔ یہ ہماری بڑی خوش نصیبی ہے کہ ان کی اکثریت کو علم ہی نہیں ہے کہ ان کا روحانی اور سیاسی نظام زمیں بوس ہو چکا ہے جس کے اثرات امت کے ہر شخص کی حیات پر واضح طور پر پڑنے لگے ہیں اور اسے خبر تک نہیں ہے بلکہ وہ خود اسے درہم برہم کرنے میں ہمارے لشکروں کے ساتھ ہے۔

مسلمانوں کی اُس انتہائی قلیل تعداد کی کیا حیثیت ہے جو پے در پے شکستوں کے باوجود فی الحال ہمارے آگے ہتھیار نہیں پھینک رہے۔ دنیا کے اربوں انسان بشمول مسلمانوں کی وہ اکثریت جو شعوری یا غیر شعوری طور پر ہمارے نظام کی تقویت کا باعث بن رہے ہیں، ہمارے انتہائی مضبوط اور نا قابل تسخیر نظام کی جکڑ بندیوں سے نہیں نکل سکتے۔ حیرت کی بات یہ ہے کہ تمام مذاہب کے لوگوں خصوصاً مسلمانوں سے اگر پوچھیں کہ بھئی تم دجالی دین کے پیروکار ہو تو سب بشمول مسلمانوں کی اکثریت کے چھاتی چوڑی کر کے اس سے انکار کر دیں گے۔ وہ ایسا کرنے میں ایک حد تک حق بجانب بھی ہوں گے کیونکہ وہ ظاہری طور پر کسی ایک مذہب سے جڑنے کو اپنی کامیابی سمجھ رہے ہوں گے۔

اجتماعی نظام انسانی معاشروں میں نظریاتی بنیاد پر قائم ہوتا ہے۔ اگر کوئی اجتماعی نظام عملاً نافذ نہ ہو تو وہ زمین بوس ہو جاتا ہے۔ یہ جسم اور روح کی مانند ہے۔ روح نکل جائے تو جسم دفنا دیا جاتا ہے، وگرنہ بدبو پھیلاتا ہے۔ ہم نے ساری انسانیت کو ایک ہی نظریہ پر ایک قسم کے سیمنٹ سے جوڑ دیا ہے، وہ ہے انسانی حاکمیت کا سیمنٹ جس نے طرح طرح کے رنگ کی اینٹوں کو جوڑ کر ایک خوبصورت دیوار بنا دی ہے۔ یہ اب اندرونی اور بیرونی سطح پر اللہ کی حاکمیت کو قائم کرنے والوں کے لیے سیسہ پلائی ہوئی دیوار ہے جس کا توڑنا بلکہ دراڑ ڈالنا بھی آسان نہیں۔ اب ہمارا آخری مشن دجال کو رب منوانا ہے۔ ہمارا عہد ہے ہر انسان کسی بھی مذہب سے تعلق رکھتا ہو اس کو اپنا رب تسلیم کرے اور سجدہ کرے۔ ہمیں اور ہمارے لشکروں کو اس فیصلہ کن معرکہ میں اُترنے کے لیے زبردست تیاری کرنی ہے۔ اپنے اس ہدف کو حاصل کرنے کے لیے ہم نے عہد کر رکھا ہے کہ دجال کے خروج سے پہلے تمام دنیا کے انسانوں کی برین واشنگ کر دی جائے کہ وہ دجال کے خروج پر اس کو رب مان کر اس

Marfat.com

کے جھنڈے تلے کھڑے ہوں اور دجال کے لیے جان دینے پر آمادہ ہو جائیں جس طرح ہم نے دجال کے خروج سے پہلے دجالی تہذیب کو دنیا میں متعارف کرایا ہے اور مسلمانوں نے اس کو قبول ہی نہیں کیا بلکہ جوق در جوق اس تہذیب کے حامل ممالک کی طرف بھاگے چلے آرہے ہیں اور اُن کی سمجھ میں تو آج تک یہ بات نہیں آسکی کہ وہ دجال کی حکومت کو قائم اور مستحکم کرنے والے ہمارے لشکروں کے لیے اپنی ذہنی وجسمانی قوتیں لگا کر مختلف میدانوں میں دجال کے ظہور کے حوالہ سے زمین ہموار کر رہے ہیں۔

اب یہاں یہ سوال اُٹھے گا کہ ہم نے اپنا لائحہ عمل تاریخ انسانی کے آخری دور میں کس بنیاد پر بنایا ہے؟ اس کا جواب یہ ہے کہ اس وقت دنیا میں حق کے علمبردار نبیؐ کی امت ہے جن کی کثیر تعداد کو ہم نے دھوکے سے اپنے ساتھ ملا لیا ہے کیونکہ اِس امت کی اللہ نے شہادت کا فریضہ ادا کرنے کی ذمہ داری لگائی ہے۔ اس لیے انسانیت کی کامیابی کے لیے اس امت کو کافی علم دیا گیا ہے اور بڑی واضح خبریں دی ہیں لیکن یہ تو ان کی بدقسمتی ہے کہ ان کی کثیر تعداد اس سے ناواقف ہے۔

ہم نے مستقبل کا لائحہ عمل طے کرنے کے لیے احادیث کا بغور مطالعہ کیا اور غور خوض بھی کیا اور استفادہ بھی کیا۔

اسی لمحے ایک کمانڈر سوال کرتا ہے کہ مٹھی بھر اہل ایمان ہمارے راستے میں رکاوٹ ہیں۔ کیا امت کے باقی افراد ہماری فوج میں شامل ہو جائیں گے؟

ابلیس: یہ سوال اگر تم نے اس طرح کیا ہوتا کہ مسلمان عقل وفہم اور دین پر ایمان رکھتے ہوئے کیونکر لشکر شیطان میں تبدیل ہوں گے تو بہتر تھا۔ اس کا جواب میں نے پہلے بھی دیا ہے کہ یہ جنگ نظریاتی جنگ ہے۔ عملی دنیا اور خیالی دنیا کی جنگ ہے لیکن یہاں مختصراً کہے دیتا ہوں کہ مسلمان انسانی حاکمیت کے نظریات پر عملاً ایمان لا چکے ہیں اور اس نظریہ حیات کو ایک عالمی دین کی حیثیت سے قبول بھی کر لیا گیا ہے۔ دجالی دین کی مزید تفصیل میں جانے سے پہلے یہاں اس بات کی وضاحت بھی ضروری ہے کہ دین اسلام جزوی اطاعت کو رد کرتا ہے۔ اللہ تعالیٰ اپنے مومن بندوں کو پوری اطاعت کا حکم دیتا ہے اور ایمان والوں

Marfat.com

سے مطالبہ کرتا ہے کہ اسلام میں پورے کے پورے داخل ہو جاؤ۔اس حکم الٰہی میں ان سب کا جائزہ لیجیے، ہر مسلمان کا جائزہ لیں، دنیا بھر میں گھوم جائیں اور مجھے آ کر بتلائیے کہ کیا ان کی اطاعت کلی ہے یا جزوی؟ چلو یہ بھی مان لیتے ہیں کہ انفرادی طور پر چھوٹی چھوٹی سنتوں پر اور شریعت پر عمل بھی کر رہے ہیں لیکن دین الٰہی کے تابع نہیں ہیں بلکہ ہمارے دین کے تابع ہیں۔ان کی زبان عقل و عمل سے دجالی دین کو تقویت مل رہی ہے اور کفر پھیل رہا ہے گویا ہمارے نظام کو ہی تقویت دے رہے ہیں۔اِس نظام کو چلانے کے لیے جو محکمے بنائے گئے ہیں، وہ کفر کی گاڑی میں جتے ہوئے ہیں اور گاڑی کو پوری قوت سے کھینچ رہے ہیں جس سے وہ اللہ کے غیض و غضب کا شکار ہیں۔

یہ بات ضمنی طور پر درمیان میں آ گئی ہیں۔میں کہہ رہا تھا کہ ہم نے اپنی فوجوں کی تشکیل کے لیے احادیث سے استفادہ کیا۔ یہاں ایک بات واضح کر دوں۔ اس وقت دنیا میں موجود تین بڑے آسمانی مذاہب کے لوگ ایک ہستی کا انتظار کر رہے ہیں اور اس کو اپنے لیے نجات دہندہ بھی سمجھتے ہیں۔اس ہستی کی موجودگی میں حق اور باطل کا عظیم معرکہ ہوگا جس میں دو تہائی انسان آبادی ملیا میٹ ہو جائے گی۔اللہ تعالیٰ پورے روئے ارض پر حکومت الٰہیہ کی اقامت کے لیے ایک مجدد بھیجے گا۔اس مجدد کا ظہور حق ہے کیونکہ اس کی خبر نبیؐ نے دی ہے۔ یہ مجدد ضرور آئے گا لیکن ہمارے برپا کردہ عظیم فتنہ فکری ارتداد کی وجہ سے مسلمانوں کی اکثریت اُن کا ساتھ دینے کے بجائی ان کی مخالفت میں خم ٹھونک کر نکلے گی، یعنی فکری ارتداد کی وجہ سے جو سوچ ہوگی، اُس سے جو وسوسے جنم لیں گے، ان کی بنا پر صبح کو مومن اور شام کو کافر ہوتے رہیں گے۔لہٰذا کفر کے نظریات کا کانٹا دل سے نہیں نکل سکے گا یہ ناممکنات میں سے ہے۔

زمین پر سب سے عظیم فتنہ انسانی حاکمیت کا آخری ڈراپ سین کسی انسان کا یہ دعویٰ کہ ''میں تمہارا رب ہوں'' اور پوری انسانیت بالکل اس طرح تسلیم کرے جس طرح انسانی حاکمیت پر زندگی کا کاروبار تسلیم کیا ہوا ہے اور اس انسان کو سجدہ کر لے۔ یہ ہمارا آخری اور اصلی ہدف ہے۔

Marfat.com

میں آپ سب کو یقین دلاتا ہوں کہ ہماری تجربہ گاہوں میں اپنے Survival کے لیے دن رات ریسرچ جاری ہے۔ ہم نے اپنی جیت کے لیے ترکش کا آخری تیر ایک انسان جو پوری انسانیت کا رب ہوگا یعنی ''دجال اکبر'' جو دراصل فریب کا فتنہ ہوگا جس طرح ہماری مغربی تہذیب کا فتنہ پوری انسانیت کا پسندیدہ دلکش زندگی کا نظام حیات ہے۔ یہ انسان تمام انسانوں کو نجات دہندہ نظر آئے گا۔ اس کے ساتھ دنیا کی 3/4 حصہ آبادی دلی آمادگی سے چلے گی۔ مسلمان کی کثیر تعداد فکری ارتداد کا شکار ہو کر نفاق کے خیمے میں سے نکل کر اُس کو لبیک کہیں گے۔ یہ انسانوں کے ایمان (منصوبہ ربانی) کی آخری آزمائش ہوگی جس کی تاریخ میں کوئی نظیر نہیں ہے۔ (۱)

دجال اکبر ہمارا خفیہ ترین شاہکار اور ہتھیار ہے ہم نے اسے خفیہ ترین راز کی طرح چھپا کر رکھا ہے ہم نے اس میں اتنی احتیاط کی ہے کہ دجال کے اصلی نام تک کا بھی کسی کو علم نہیں ہے مسلمان کو اتنی توفیق بھی حاصل نہ ہوگی کہ وہ غور وفکر کرے کہ جھوٹے دعویدار کو جس نام سے پکارا جا رہا ہے اُس کے لغوی معنی کیا ہیں۔ حقیقت یہ ہے کہ دجال دجل سے نکلا ہے جس کا مطلب ہے فریب اور دجال اِسم فاعل ہے، یعنی فریب دینے والا۔ گویا اُصولی طور پر مسلمان کو جس شخصیت کو فریب کار سمجھنا چاہیے اُس کو یعنی ہم دجال کو دنیا کے سامنے انسانیت کا علمبردار بنا کر پیش کریں گے جس طرح دجالی تہذیب ہم نے دنیا کے سامنے بڑی دیدہ زیب بنا کر پیش کی ہے اور دنیا اُس سے متاثر ہے، خود دجال بھی دنیاوی کامیابی کے نعرے دنیاوی جنت، بھائی چارے، انسانیت کے لیے ترقی اور خوشحالی کا پیغام لے کر آئے گا تا کہ اپنی خدائی سے پہلے تمام انسانوں بشمول مسلمانوں کی کثیر تعداد پر اپنا اعتماد قائم کرلے جس طرح دنیا ہمارے نظام حیات کی طرف زبردستی یا کسی مجبوری سے نہیں بلکہ دلی آمادگی سے

۱۔ فکری ارتداد میں اسکالر، اینکرز، ڈاکٹرز، اعلیٰ تعلیم یافتہ لوگوں کی اکثریت ہے جو ہمارے تعلیمی نظام کا آبِ زم پی کر اس قدر ست اور ڈرپوک ہو چکی ہے اور سونے پر سہاگہ مغربی تہذیب جس کے ماتھے پر لکھا ہوا ک ف ر اُن کی فکر اور سوچ پر بری طرح غالب ہے وہ راہ خدا میں اللہ کی حاکمیت کے لیے ان (مجدد) کا ساتھ دینے اور جہاد کرنے سے انکار کر دے گی۔ اور اسے ملاؤں کو احمقانہ چیخ وپکار قرار دے دے گی۔

Marfat.com

بڑھ رہی ہے۔ یہ وہ منزل ہے جس کا تعین کیا جا چکا ہے۔

ہماری فوج میں مسلمانوں سمیت اربوں نفوس شامل ہو چکے ہیں۔ یہ تمام لوگ دجالی دین حیات (انسانی حاکمیت) کے پیروکار اور فوجی ہیں۔ یہ ایک ایسی فوج جس کا کمانڈ اینڈ کنٹرول دجال کے ہاتھ میں ہوگا۔ یہ فوج ایک نظریاتی بنیاد پر ہے۔ وہ ہے انسانی حاکمیت کے نظریہ پر عملی زندگی۔ اس نظریاتی عقیدے میں دجال اکبر کو کائنات کا مالک یا رب اور اس کے نظام کو انسانوں کا نظام حیات کا درجہ حاصل ہوگا۔ آپ اس فلسفہ کو اس طرح سمجھ لیں کہ منصوبہ ربانی میں تمام انسانوں اور بالخصوص مسلمان ایک ہی نظریہ اللہ کی حاکمیت کو عملی زندگی میں بنیاد تسلیم کرتے ہوئے اللہ کو اپنا رب گردانتے ہیں اور اس کے نظام کی اقامت کرتے ہوئے لشکر رحمان کہلاتے ہیں۔

یہاں تھوڑا سا توقف کر کے اس بات کو سمجھیں کہ اِن ''مٹھی بھر لوگوں'' جن سے ہمارا ٹکراؤ ہے، اس کے آخری سین کے لیے اسٹیج تیار ہو گیا ہے۔ یہ مٹھی بھر لوگ کون ہیں ؟ دراصل یہ وہ لوگ ہیں جو ہمارے دجالی منصوبوں کو خاک میں ملانے کی کوشش کر رہے ہیں۔ یہ لوگ ہیں جن کے بارے میں اللہ نے کہا تھا ''الا عبادی الصالحین'' (یعنی سوائے میرے نیک بندوں کے) حقیقت یہ ہے کہ ہمارا مقابلہ اِن ہی لوگوں سے ہوگا۔

میرے کمانڈرو! غور سے سن لو اور یہ بات ذہن نشین کر لو۔ اس وقت میری آنکھیں جو کچھ دیکھ رہی ہیں۔ وہ آپ لوگوں کو دکھانا چاہتا ہوں کہ یہ مٹھی بھر لشکر ہمارے دجالی لشکر کی تباہی کا سامان ہیں۔ اگر ان پر ہمیں کامیابی مل گئی تو پوری انسانیت غرق ہو جائے گی اور ہم اس کامیابی پر اپنی جنگ کو ختم کر دیں گے۔

یہ لوگ ہمارے نظام کے لیے چیلنج ہیں کیونکہ انھوں نے ہماری بالا دستی کو قبول ہی نہیں کیا ہے۔ ہمارا فرض ہے کہ ہم ان کو اپنا اوّلین دشمن ڈیکلیئر کر دیں اور ان کا ہر طریقہ سے راستہ روکا جائے۔

حضرات! ان احمقوں کے اُوپر دُنیا کی ہر آسائش بند کر دی جائے تا کہ یہ لوگ روئے ارض پر بالکل بے بس ہو کر اور مفلس اور بدحال ہو کر ہم سے سمجھوتہ کرنے پر مجبور ہو جائیں۔

Marfat.com

احادیث شریف میں اس حوالے سے جنگ کے آخری معرکہ میں جو ہدایتیں موجود ہیں وہ میرے لیے رہنمائی کا ذریعہ بنی ہیں اور میں اپنے علم سے آپ کو یہ خبر دے رہا ہوں کہ ان مٹھی بھر لوگوں میں سے اکثر پاکستان اور افغانستان میں موجود ہیں۔

وقفہ

وقفہ سے پہلے میں نے مٹھی بھر لوگوں کی موجودگی کے حوالے سے پاکستان اور افغانستان کا ذکر کیا تھا۔ یہ دو ممالک کیا ہیں اور حقیقی اسلام میں ان کی کیا حیثیت ہے؟

کیا یہ خطہ اللہ تعالیٰ نے حق اور باطل کے فیصلہ کن معرکہ کے لیے چن لیا ہے۔ جس طرح جزیرۃ العرب کو قرآن کے نزول اور دین حق کی اقامت کے لیے چن لیا تھا بظاہر تو زمین اور پانی پر ہماری حکمرانی ہے اور مجھے اِس لمحے مستقبل قریب میں دور دور تک ایسی کوئی بو نہیں آ رہی ہے کہ مسلمان اس شرکیہ غلبے کے طلسم کو توڑ سکیں گے۔ لیکن ہمیں اِن دو ملکوں اور یہاں کے مسلمانوں سے بہت چوکنا رہنا ہے۔ ہمارا نیا نظام عالم (انکار توحید کی بنیاد پر) جس تیزی سے دنیا پر چھا رہا ہے اور جس کا واحد مقصد بھی پوری اسلامی دنیا کے نظریہ اور اسلامی تاریخ تہذیب وتمدن کے درو دیوار کو صفحۂ ہستی سے مٹا دینا ہے، خلافت طاغوت ان مقاصد کے حصول کے لیے پوری طرح چوکنا ہے۔

ہر چند یہ بات دہرانے کی ضرورت نہیں کہ ہمیں عرب، ترکی بلکہ تمام اسلامی ملکوں اور مغرب کے مسلمانوں سے فی الحال کوئی خطرہ محسوس نہیں ہو رہا ہے۔ اس کی سب سے بڑی وجہ یہ ہے کہ عالم اسلام سیاسی، مالی، روحانی اور فکری اعتبار سے جس جاہلیت سے گزر رہا ہے اس کی چھوٹی سی مثال یہ ہے کہ اسلامی خلافت کے خاتمہ کے بعد ہمارا نظریہ قومیت جڑ پکڑ چکا ہے جو ہماری حکمت کے عین مطابق ہے اور ہمیں ان ملکوں سے کوئی خوف نہیں کہ عالم اسلام کوئی معرکہ آرائی کرے گا یا ہمارے دجالی نظام کو درہم برہم بھی کر سکتا ہے۔ اِن ملکوں میں مسلمان حق اور باطل کی تمیز کھو بیٹھے ہیں۔ اب اِن میں وہ نظر ہی نہیں جو ہماری حکمت کو سمجھ سکیں۔ ان کے حکمران تو جہاد کے نام سے بھی خوفزدہ ہیں۔ ان ملکوں میں ملوکیت اور انسانی حاکمیت کو مستحکم کرنے والی سوچ سے اسلام محض ایک مذہب بنتا جا رہا ہے جس سے

Marfat.com

مسلمانوں نے اسلام کو محض انفرادی معاملہ تصور کرلیا ہے۔ ان کی جمعیت پارہ پارہ ہوگئی ہے۔ جمعیت ٹوٹنے سے پوری امت ہار کے دانوں کی طرح بکھر گئی ہے۔

حضرات! ذرا نگاہ ڈالیے، مسلمانوں کو ہم نے تزکیہ نفس کے غیر مسنون طریقوں میں اس قدر اُلجھا دیا ہے کہ اسلام بحیثیت نظام حیات اُن کے دل و دماغ سے نکل چکا ہے۔ اب یہ تمام لوگ ہمارے نظریہ حیات کے فوجی ہیں اور ہمارے فوجی لشکروں کی ایک اسلامی رجمنٹ ہے۔ ہم نے ان ملکوں میں ایک نیا اسلام متعارف کروادیا ہے تاکہ اسلام کے حقیقی خطرہ کو قابو میں رکھا جا سکے۔ اس اِرتداد کے بطن سے جو مخلوق پیدا ہو رہی ہے جن کے ہاتھوں میں بظاہر بڑے بڑے علم بھی ہیں۔ ان تمام لوگوں سے دجالی قوت ناراض نہیں ہے۔ یہ لوگ جوق در جوق لیے پھر رہے ہیں اس سے باطل غصہ میں نہیں آتا۔ یہی تو ہمارے لیے بہت کام کے لوگ ہیں۔ ان ہی کے ذریعے ان مٹھی بھر لوگوں کا قلع قمع کروانا ہے جس کی وضاحت بعد میں کروں گا۔

پاکستان اور افغانستان کی اس جنگ میں کیا اہمیت ہے۔ اس کا جواب میرے پاس اللہ کے نبیؐ کی وہ احادیث ہیں جن کا ذکر آگے کروں گا۔ یہ بات بھی واضح کر دوں کہ اس ملک (پاکستان) کی بنیاد اسلامی نقطۂ نظر سے ہرگز غلط نہیں ہے۔ مسلمانوں کے نزدیک یہ شاید اللہ تعالیٰ کی ایک عظیم نعمت ہے اور معجزانہ طور پر اس امت کو یہ ملک عطا ہوا ہے لیکن وہ اس کا صحیح ادراک نہیں کر سکے۔ بظاہر میرا علم بتاتا ہے کہ اس ملک کا قیام غلبہ خدائی منصوبے کا حصہ ہے۔

میں نے اپنا ہر حربہ استعمال کیا بلکہ یہ کہنا مناسب ہوگا کہ میں ہر وقت اور ہر لمحہ گھات لگا کر بیٹھا رہا لیکن حقیقت یہ ہے کہ میں اس کی تخلیق روکنے کے حوالے سے کچھ نہ کر سکا۔ وہ احادیث جو میرے لیے راہنمائی کا ذریعہ بنیں جہاں سے آپ کو ٹھنڈی ٹھنڈی ہوائیں آتی ہوئی محسوس ہوئیں۔ اس کے علاوہ مسلمانوں کے نبی سے اس طرف (خراسان) انگلی سے اشارہ کر کے کہا کہ مشرق سے کالے جھنڈے اُٹھائے ہوئے لوگ ظاہر ہوں گے۔

یہ بات درست ہے کہ ان کے نبی نے کہا تھا کہ خراسان (افغانستان پاکستان اور

Marfat.com

ایران) سے سیاہ پرچم والے لشکر نکلیں گے اور دنیا کی کوئی طاقت انھیں ایلیا میں داخل ہونے سے نہ روک سکے گی۔

ہمیں اس علاقے سے بہت چوکس اور ہوشیار رہنا ہے۔ یہ وہ خطہ زمین ہے جو ہمارے لیے اور ہمارے نظام کے لیے وبالِ جان بن سکتا ہے۔ اگر ہم نے یہاں پر بروقت توجہ نہیں کی اور پوری شدت سے اپنے دشمنوں کا مقابلہ نہ کیا تو ہمارے عالمی نظام کو شدید خطرات لاحق ہو جائیں گے۔ یہی وجہ تھی کہ ہم نے بڑی کوشش کی کہ پاکستان نہ بنے کیونکہ یہاں کے مسلمان جنھوں نے اللہ سے وعدہ کرلیا تھا کہ وہ اللہ کا نظام کو قائم کر کے پوری دنیا کو اسلام کی صحیح اور اصلی تصویر دکھائیں گے۔

مفکر اسلام جسے پاکستانی مصور پاکستان بھی کہتے ہیں۔ انہوں نے قراردادِ پاکستان سے پہلے ہی کہہ دیا تھا کہ ہم ہندوستان میں ایک ایسا الگ خطہ زمین حاصل کرنا چاہتے ہیں جہاں ہم عرب ملوکیت کے دوران اسلام کے چہرے پر پڑ جانے والے پردوں کو ہٹا کر خلافتِ راشدہ کے دور کا اسلام لاسکیں۔ اِس حوالہ سے ہمیں بڑا شکست کا احساس ہوتا ہے کہ ایڑی چوٹی کا زور لگانے کے باوجود پاکستان مسلمانوں کے مقدس ماہ رمضان کی مقدس ترین رات یعنی لیلۃ القدر کو معجزاتی طور پر وجود میں آ گیا۔ پاکستان اللہ کے رازوں میں سے ایک راز ہے۔ پاکستان محض کسی انسانی سعی وجدوجہد کا نتیجہ نہیں ہے بلکہ اللہ کا فیصلہ معلوم ہوتا ہے۔

اسی لیے میں اس تخلیق پر بہت رنجیدہ اور سنجیدہ ہوں۔ یہ پوری امت کے لیے بلکہ پوری نوعِ انسانی کے لیے ایک واحد اور آخری نجات کا راستہ ہے جو اللہ تعالیٰ نے مہیا کیا ہے اور یہ مستقبل کا مدینہ ثابت ہوسکتا ہے۔ بعض مسلمان یہ اُمید باندھے ہوئے ہیں کہ شاید یہاں سے امت مسلمہ کی نشاۃ ثانیہ کی ابتدا ہو۔ میں اسے قومِ ثمود کی اونٹنی کے معجزہ کی طرح کا ایک معجزہ ہی سمجھتا ہوں۔ اسی لیے شاید ہماری ساری کوششوں کے باوجود ہمیں کامیابی نصیب نہ ہوئی۔

پاکستان کا بننا ہمارے لیے انتہائی سنگین چیلنج ہے۔ اب Survival کے لیے ہمارے سامنے صرف ایک ہی راستہ کھلا ہوا ہے۔ وہ راستہ یہ ہے کہ اگر اللہ سے معجزہ مانگ لیا جائے اور معجزہ رونما بھی ہو جائے۔ اس کے بعد معجزے سے بغاوت پر عذاب الٰہی اس قوم کا مقدر

Marfat.com

بن جاتا ہے۔اس فلسفہ پر ہم اس ملک کو اپنے کنٹرول میں لے سکتے ہیں اور اسلام کی آخری اُمید کی کرن بھی ختم ہو سکتی ہے۔ وہ فلسفہ یہ ہے"یہ ملک جس مقصد کے لیے بنایا گیا ہے اس کا عملاً انکار اور بغاوت کروائی جائے، بالکل اسی طرح جیسے ماضی میں ہم نے قوم ثمود کے ساتھ کیا تھا اور عذابِ الٰہی سے تباہی کا شکار ہوئے تھے۔

جیسا کہ آپ لوگوں کو علم ہے کہ ہماری عداوت دراصل منصوبہ ربانی کے بنیادی فلسفہ ''اللہ حاکم ہے'' سے ہے۔ قیام پاکستان کے صرف دو سال بعد یعنی 1949ء میں دوسرا معجزہ ہو گیا کہ یہاں کے مسلمانوں نے یہ فیصلہ بھی کر لیا کہ ریاستی سطح پر قرآن اور سنت کی بالادستی ہوگی اور حاکمیت اللہ کی ہوگی۔ گویا ہمارے پلان انسانی حاکمیت کی بنیاد پر'' قابل برداشت سوسائٹی'' کے خلاف ایک بغاوت کا اعلان ہو گیا۔

ہم نے دوسرا منہج اختیار کیا اور ہنگامی طور پر ایکشن پلان مرتب کیا جس کا ایک مختصراً جائزہ لے کر آئندہ کا ایکشن پلان مرتب کرنا چاہتا ہوں۔

ہم نے سب سے پہلے اس نکتے پر اپنی توجہ مرکوز کر دی کہ اس ملک میں کوئی اجتماعی نصب العین ہی نہ ہو کیونکہ بغیر اجتماعی نصب العین کے کسی ملک کی حیثیت اُس بے لنگر جہاز کی طرح ہوتی ہے جس کی اپنی کوئی منزل نہیں ہوتی ہے وہ لہروں کے رحم و کرم پر ہوتا ہے۔ اس کے لیے سب سے پہلے تعلیمی نظام پر توجہ دی۔ اپنے تعلیمی نظام سے ہم ایسی نسل تیار کرنا چاہتے تھے جو ہماری سوچ اور فکر میں سر سے پاؤں تک غرق ہو۔ اسی لیے اس ملک کے نوجوانوں کو انگریزی تعلیم کی طرف راغب کیا تاکہ ذاتی مفادات، معیار زندگی کو بلند سے بلند کرنے، اپنے کاروبار، اپنے گھر کی آسائش کے لیے نت نئی ترکیبیں تلاش کرنے میں الجھا رہے تاکہ سوچ ذاتی اور انفرادی زندگی تک محدود ہو کر رہ جائے اور پوری قوم میں اجتماعی نصب العین کا خلا پیدا ہو جائے۔ دنیاوی ترقی پاکستانیوں کی سوچ کی معراج ٹھہرے۔ وہ دولت شہرت اور جاہ و جلال کے دیوانے ہو جائیں۔

چنانچہ کچھ ہی عرصے میں اِس ملک میں وہ نسل تیار ہو گئی جس نے ایلیٹ بن کر پورے معاشرے کو یرغمال بنا لیا جو مغربی افکار و نظریات کے سامنے ایسے جھکے، جیسے اُن کے

Marfat.com

عقیدے کے مطابق اللہ کے سامنے جھکنا چاہیے۔ لہٰذا شعوری اور غیر شعوری طور پر ملحدانہ نقطہ نظر اور مادہ پرستانہ طرزِ عمل زندگی کے ہر شعبے میں سرایت کر گیا اور تمام ملکی ادارے چاہے سول ہوں یا ملٹری، علاوہ ازیں سیکولر صحافی و دانشور حکومتی مشینری پر قابض ہو گئے۔ یہ وہ کارڈز ہیں جن پر ہمارا کنٹرول ہے، جو ہماری ترغیب پر ملک کی نظریاتی جڑیں کھود رہے ہیں۔ اب ہمارے کارڈز نے پورے معاشرے کو یرغمال بنالیا ہے۔ پوری نوجوان نسل کنفیوز ہے اور ذہنی الجھن میں کبھی ان ایلیٹ کی نقالی کر رہی ہے۔ کبھی مغرب کی نقالی کر رہی ہے۔ ہم نے جو صورت گری کی ہے، اُس سے یہ نسل عالیشان زندگی دیکھ کر یہ سوچتی ہے کہ ترقی اور فلاح کا راستہ بھی یہی ہے، یعنی ہماری حرف بہ حرف تقلید کی جائے۔

ہماری اس حکمت عملی سے پاکستان کا اصل مقصد یعنی ایک اسلامی فلاحی ریاست کا قیام خواب ہو گیا۔ یہ دعویٰ کہ ہمارا آئین چودہ سو سال پہلے ہمارے خالق نے بنایا تھا وہ قصہ پارینہ بن گیا۔ عالم دین بے بس ہو گئے، ہم نے کرایہ کے قلم کاروں کی کھیپ تیار کر لی جو اہل پاکستان کو یہ باور کراتے ہیں کہ پاکستان کو اسلامی ریاست بنانا مطلوب ہی نہ تھا بلکہ محض مسلمانوں کا ایک ایسا ملک بنانا مقصود تھا جو سیاسی اور معاشی سطح پر ہندو کے استحصال سے بچ سکے اور وہ جو پاکستان کا مطلب کا الہ الا اللہ کا نعرہ تھا وہ مسلم لیگ کا نعرہ نہیں تھا بلکہ چند چھوکروں نے اپنی مرضی سے یہ نعرہ لگایا تھا۔ بہر حال اس نظریاتی انحراف کا نتیجہ نکلا کہ ملک لاقانونیت اور بدامنی کا شکار ہو گیا۔ اب حالات کے رُخ سے ہم بالکل مطمئن ہیں۔

آپ لوگ واضح طور پر یہ سمجھ لیں کہ اگر ان دو ممالک میں اللہ کی حاکمیت کی بنیاد پر حقیقی اسلامی فلاحی ریاست قائم ہو جاتی تو ہمیں پورے روئے ارض میں منہ چھپانے کی جگہ نہیں ملتی۔ اسی لیے ہم اس ملک کے خلاف اپنی جنگ جاری رکھے ہوئے ہیں۔ اس ملک کے خلاف ہماری خارجی اور داخلی حکمت عملی کو آپ لوگ سمجھ لیں اور اپنی پوری ذہنی جسمانی طاقت پاکستان کے خلاف لگا دیں۔

خارجی حملہ

Marfat.com

خارجی طور پر ہم پوری دنیا کو ان دو ممالک کے خلاف متحد کر رہے ہیں۔ اس کیے نیے ہم نے اس صدی کی سب سے بڑی فتنہ گری یہ کی کہ دہشت گردی کی اصطلاح ایجاد کی اور اُس کا بڑی کامیابی سے استعمال کیا۔ اقوام عالم اور عالم اسلام بالخصوص پاکستان اور افغانستان میں ہمارے پالتو حکمرانوں نے اس نعرہ کو کس تناظر میں دیکھا اور کس طرح ہمارے ساتھ صف بستہ ہو گئے اور مٹھی بھر مجاہدین اسلام کے خلاف اعلان جنگ کر دیا۔ یہ ہیں وہ مسلمان جو ہمارے نظام حیات کو دل و جان سے قبول کر چکے ہیں۔ وہ کلمہ اللہ اور رسول کا ہی پڑھتے ہیں لیکن اسلام کے نظام خلافت کو قابل عمل نہیں سمجھتے۔ حقیقت میں وہ ہمارے اِس فلسفہ کو قبول کر چکے ہیں کہ مذہب انسان کا انفرادی مسئلہ ہے، اِسے اجتماعیت سے کوئی غرض نہیں۔ ہمارے ملکوں کی اجتماعی نظام پر دجالی جنت کو اپنی آنکھوں سے اُبھرتا ہوا دیکھ رہے ہیں اور ہمارے شرکیہ نظام کے ملکوں کی طرف بھاگے آ رہے ہیں۔

مغرب کے یہ مسلمان ہمارے مہمان ہیں اور ہم مہمان نوازی کا حق ادا کرنا چاہتے ہیں، کیونکہ اللہ کہتا ہے: شیطان کے لشکر ہرگز تم سے راضی نہیں ہو سکتے جب تک تم ان کے دین کی پیروی نہ کرو۔ ہمارے اِن مہمانوں نے ہماری اطاعت قبول کی ہے اور نظام کی فرمانبرداری کا حلف دیا ہے، لہٰذا ہم ان سے راضی ہی نہیں ہوئے بلکہ ان کی دیکھ بھال، ان کی نسلوں کی خوشحالی بھی ہماری ذمہ داری ہے۔

ہماری کوشش یہ ہونی چاہیے کہ ان کے دلوں میں جگہ بناؤ کہ ہم مذہب اسلام کے خلاف نہیں ہیں۔ واقعتاً ہم کسی مذہب کے خلاف نہیں ہیں۔ اس کا سب سے بڑا ثبوت یہ ہے کہ مذہبی اور تبلیغی جماعتوں کو اپنے ملکوں کی طرف آنے پر ویزے دینے میں دیر نہیں کرتے ہیں۔ دوسرے اپنے ملکوں میں مذہبی عبادت گاہوں کا تحفظ بھی ہمارا فرض ہے اور ان عبادت گاہوں کے لیے وسائل اور جگہ وغیرہ بھی خوشی خوشی دیتے ہیں تاکہ ہمارا اعتماد ان کے دلوں میں بیٹھ جائے اور یہ اپنے مقصد حیات اور بعثت محمدی کے اصل مشن سے غافل رہیں۔

اسی طرح میڈیا، اخبارات ٹی وی میں کام کرنے والے اینکروں کے ذریعے یہ پروپیگنڈہ کروانے کے لیے ان کے قلم کی منہ مانگی رقم دو، ٹی وی پر بولنے کی آواز کو سوتے

Marfat.com

میں تول دو کہ ہم مذہب کے خلاف نہیں ہیں۔ یہ پروپیگنڈہ اور تبلیغ اتنی ہو کہ کان پڑی آواز سنائی نہ دے تا کہ ہر مسلمان کا دل گواہی دے دے اور سوچے کہ واقعی ہم مذہب اسلام کی خلاف نہیں ہیں۔ اس طرح مسلمانوں کی ساری ہمدردیاں ہمارے لیے ہوں گی جس طرح مغرب میں مغربی نظام کی سیکورٹی کے لیے ہم مراسم عبودیت کے پابند مسلمانوں کو بھرتی کرتے ہیں تا کہ اللہ بھی دیکھ لے کہ یہ ہمارے نظام کی دن رات ڈیوٹی دے کر اور حفاظت کر کے یہ ثابت کرتے ہیں کہ ہم ابلیس کے مددگار ہیں آج آپ دیکھیے اپنی سیکورٹی کے لیے مغرب میں ہزاروں مسلمان رضا کار سیکورٹی گارڈ بن کر بڑے زور شور سے اپنی ذمہ داری نبھا رہے ہیں۔ ان کی تربیت ہمارے لشکر ہی کرتے ہیں اور پھر اپنے نظام کی حفاظت کے لیے کھڑا کر دیتے ہیں تا کہ نظام شرکیہ کے گرد مضبوط حصار قائم ہو جائے اور وہ با قاعدہ اس کا معاوضہ لیں اور اللہ بھی دیکھ لے کہ شرکیہ نظام کو مٹانے والے، اللہ سے میثاق کرنے والے، تسبیح کے دانے گرانے والے ہمارے لشکر میں شامل ہو کر ہمارا شانہ بشانہ کھڑے ہیں۔

قرآن عربی میں نازل ہوا ہے۔ اہل عرب پر قرآن کی تعلیمات واضح ہیں لیکن اُن کی زمینیں سیال سونا اُگل رہی ہے۔ تیل سے حاصل ہونے والی اندھا دھند دولت نے ان کی آنکھوں پر پٹی باندھ دی ہے۔ وہ عیش و عشرت میں پڑ گئے ہیں۔ لہٰذا کفر کے خلاف جہاد کے قرآنی حکم کو نظر انداز کر رہے ہیں۔ رہ گئی بات عجمیوں یعنی غیر عربوں کی تو وہ قرآن پڑھ کر بھی کچھ نہیں سمجھ رہے۔ اُن پر جہاد کے فرض ہونے کی بات تب کھلے اگر وہ اُس کو سمجھ کر پڑھیں۔ اُس پر غور و خوض اور فکر و تدبر کریں لیکن وہ اِس حوالہ سے تہی دامن ہیں۔ دنیا بھر میں مسلمانوں کی لاشیں گر رہی ہیں لیکن وہ میدان میں نہیں اُتر سکتے کیونکہ جہاد کو گالی بنا دیا گیا ہے اور وہ کفار کے خلاف جہاد کرنے کی بجائے اُن کے نظام کی تقویت کا باعث بن رہے ہیں۔ جہاد سے گریز مسلمانوں میں نفاق کا بیج بو دیتا ہے۔ وہ بنیادی دینی ذمہ داریوں کی ادائیگی کو بوجھ سمجھنے لگتا ہے۔ ایسا انسان خود زمین پر بوجھ بن جاتا ہے۔ تن آسانی غفلت اور ضرورت سے زیادہ آسودگی حاصل کرنے کی خواہش بھی نفاق کا مرض پیدا کر دیتی ہے۔ نفاق مسلمانوں کے ایمان کو دیمک کی طرح چاٹ کر اُسے کھوکھلا کر دیتا ہے۔ زندگی کو پُر

Marfat.com

آسائش بنانے کے لیے دولت کی حاجت ہوتی ہے لہٰذا تمام محنت اور جدوجہد کا رُخ دنیا سازی کی طرف ہو جاتا اور آخرت کے حوالہ سے سوچ ختم ہو جاتی ہے۔ اس دولت کے حصول کے لیے اور اپنی دنیا بنانے کے لیے مغربی ممالک کی طرف رُخ کرتا ہے اور پھر وہاں کی رنگینیوں میں محو ہو کر وہاں ہی کا ہو کر رہ جاتا ہے۔ اب اُس کی ساری اُمیدیں اور خواہشات کی تکمیل کا تعلق ہمارے نظام حیات سے ہو جاتا ہے لہٰذا وہ اِس نظام کی تقویت خود اپنی ذات کے لیے مفید اور ضروری سمجھنے لگتا ہے۔

ہم جانتے ہیں کہ مسلمانوں کے نبی نے اُنھیں یہ خوشخبری دی ہوئی ہے کہ غزوہ ہند میں شہید یا غازی پر دوزخ کی آگ حرام ہے لیکن ہمیں اپنے طور پر کوشش کرنا ہوگی اور نظامِ خلافت کے راستے میں ہر ممکن رکاوٹ کھڑی کرنا ہوگی۔ یہی ہمارا مشن ہے جسے ہم نے ہر صورت پورا کرنا ہوگا۔ مغرب میں بسنے والے مسلمان ملک اللہ کی اقامت سے منہ موڑ کر دجالی جنت میں مختلف نیکیاں، مسجدوں کی تعمیر خدمت خلق کا کام بھی کر رہے ہیں تو وہ اگرچہ ضائع تو نہ ہوگا لیکن بحیثیت مجموعی امت کی ذلت ونکبت اور رسوائی میں کوئی کمی نہ ہوگی۔ ہمارے نظامِ حیات کا اتباع اور مغربی پاسپورٹ درحقیقت ایک بہت بڑی آزمائش ہے۔ یہ لوگ اسی وجہ سے اللہ کی عدالت میں خسارہ پانے والے ہوں گے، یعنی آخرت کی کامیابی کے لیے ان کی ساری پلاننگ ناکام ہو جائے گی۔

دل پاک نہیں تو پاک ہو سکتا نہیں انسان
ورنہ ابلیس کو بھی آتے تھے وضو کے فرائض بہت

اسی لمحے ایک کمانڈر پھر ہاتھ اُٹھا کر سوال کرتا ہے۔ اے آقا!

''ایک بات میری سمجھ میں نہیں آ رہی ہے کہ مغرب کے مسلمان تو عبادت اور ریاضت اللہ کی کرتے ہیں، قرآن بھی پڑھتے ہیں، اس میں جہاد کا بھی ذکر پڑھتے ہیں تو پھر یہ خسارہ پانے والوں میں سے کیسے ہوں گے۔''

ابلیس: اس کا جواب میں بہت مختصراً دینا چاہوں گا کہ ایک مسلمان کا اللہ سے میثاق یہ ہے، یعنی مسلمان کا بنیادی نصب العین رضائے الٰہی کا حصول ہے۔ جیسا کہ میں نے

Marfat.com

تمہارے سوالات کے جواب میں اور اپنی پوری کانفرنس میں انسانی مقصد حیات اور فلسفہ ربانی (اللہ حاکم ہے) کے حوالے سے ذکر کیا ہے کہ اس منصوبہ ربانی کا میثاق یہ ہے کہ وہ اپنی رب کی حکومت اور اس کی سلطنت کو زندگی کے ہر شعبے میں قائم کر دے تاکہ اللہ کا حکم زمین پر بھی اسی طرح مانا جائے اور اُس کی مرضی اسی طرح پوری ہو جس طرح آسمانوں میں فرشتوں اور زمین پر حیوانات اور نباتات کے حوالے سے پوری ہوتی ہے۔

دیکھیے بات ہو رہی تھی کہ اب تمام دنیا بشمول مسلمانوں کی اکثریت دہشت گردی کی جنگ میں ہمارے جھنڈے کے نیچے ہماری امامت میں لڑ رہی ہے، پھر یہ کہ ان تمام لوگوں کے دلوں نے یہ گواہی دے دی ہے کہ دنیاوی ترقی اور خوشحالی سیکولرازم کے سبب ہے اور دعویٰ بھی کرتے ہیں کہ اس عالمی نظام (خدا بے زاری) سے لوگوں کی زندگیاں بدل رہی ہیں۔ یاد رکھیے! جن کے پاس قوت، دولت اور اقتدار آ جائے وہ فرعون اور نمرود بن جاتے ہیں آج بھی فراعنہ اور نمارده کا تسلسل جاری ہے۔

آخر میں، میں یہ دعویٰ کرنے کی پوزیشن میں نہیں ہوں کہ حق اور باطل کی جنگ کیا رُخ اختیار کرے گی؟ کیونکہ اس ملک کے حوالے سے میری یہ سوچ ہے کہ واقعی یہ اللہ کا معجزہ ہے کیونکہ یہ غریب، بدعنوان اور انتہائی کرپٹ ملک پہلا اسلامی ایٹمی قوت کا حامل ملک بھی بن گیا جس کی وجہ سے میری پریشانیاں بڑھتی چلی جا رہی ہیں۔ میرے مجاہدو! ہمیں ہر وقت اور ہر لحہ مستقبل میں کسی بھی حملے کے امکانات اور خدشات پر بڑی گہری نظر رکھنی ہوگی۔

داخلی حملہ

داخلی حملے کے لیے ہمارے لشکروں کے کمانڈروں نے پاکستان کے مسلمانوں کی درجہ بندی چار گروہوں میں کی ہے اور ہماری اطلاعات کے مطابق وہ یہ ہیں۔ روایت پسند، روشن خیال، سیکولر اور بنیاد پرست۔

اپنے مقصد کی تکمیل میں ہمیں اصل خطرہ بنیاد پرست مٹھی بھر افراد سے ہے کیونکہ اگر کوئی ہمارے نافذ العمل نظام کو شکست دے سکتا ہے، وہ اسلام حقیقی ہے اور یہ ہماری بدقسمتی

Marfat.com

ہے کہ ہم اپنی تمام کوششوں کے باوجوداور انسانی حاکمیت کا فلسفہ ان میں سرائیت نہیں کر سکے ہیں، جبکہ دوسرے تین گروہ میں سے آخری دو یعنی روشن خیال اور سیکولر تو اس حقیقی اسلام سے مکمل طور پر بے گانہ ہیں اور ہمارے ساتھ شامل ہو کر پھر ان کی مخالفت میں ہمارا ساتھ دے سکتے ہیں۔ جہاں تک روایت پسند مسلمانوں کا تعلق ہے وہ اس پوزیشن میں تو نہیں کہ ہمارے مشن کو کوئی نقصان پہنچائیں لیکن ہمیں اُن پر گہری نگاہ رکھنی ہوگی۔ اس لیے یہ خطرہ موجود ہے کہ ان میں سے کچھ ٹوٹ کر کسی وقت بنیاد پرستوں سے مل سکتے ہیں۔ یہ ہماری خوش نصیبی ہے کہ آج ابلیسی نظام کے زیر اثر ان کی اکثریت اسلام کو اپنے مفہوم میں مذہب کی حیثیت سے آشنا ہے، جس کا نتیجہ یہ ہے کہ اسلام مغلوب ہے یا غالب اس کی اِن میں سے کسی کو فکر نہیں ہے۔ یہ تینوں طبقے اسلام کے آفاقی پیغام کو پچھلے سو سالوں میں بھول چکے ہیں۔ اب تصوف اور محض مذہبی رسومات اسلام کا یہ تصور ان کے ذہنوں میں راسخ کر کے ہم نے جہاد کا راستہ روک دیا ہے۔ حالانکہ جس اسلام کو میں جانتا ہوں یا یوں کہو کہ جو حقیقی اسلام ہے، جہاد کی حیثیت اُس میں ریڑھ کی ہڈی جیسی ہے۔ مغربی نظام چونکہ انسان ساختہ ہے اور سرمایہ داروں کے تحفظ کے لیے بنایا گیا ہے، لہٰذا مٹھی بھر بنیاد پرستوں کے نعرے یعنی حکومت صرف اللہ کا حق ہے، اُس سے اُس کی بنیادیں لرز اُٹھتی ہیں۔

آیئے تاریخ اُٹھا کر دیکھیں۔ کیا کسی حق اور باطل کی جنگ میں واضح اخلاقی اُصولوں کا اکثریت نے ساتھ دیا ہے۔ تاریخ سے یہ ثابت ہے کہ ہمیشہ اکثریت نے حق کی آواز اُٹھانے والوں کے خلاف فیصلہ دیا ہے۔ ہم اِس فلسفہ سے اس ملک میں یہ جنگ جیت سکتے ہیں۔ آپ لوگ ان تین گروہ کے لوگوں کو وہ اسلام تھما دیں جو ہمیں راس آتا ہے۔ اِس اسلام سے ہمیں کوئی خطرہ نہیں، ہم مطمئن ہیں۔

دنیاوی ترقی وہ جال ہے جس سے ہم اپنا مقصد حاصل کر سکتے ہیں۔ انسان ترقی کی منزلیں طے کرنا چاہتا ہے۔ کامیاب فرد وہی ہے جو مسلسل ترقی کر رہا ہو۔ اس کا سرمایہ دن بدن بڑھ رہا ہو۔ اس مفہوم کو میڈیا کے ذریعے پورے معاشرے میں پھیلاؤ۔ اس کو حاصل

Marfat.com

کرنے کے ذرائع کی تعلیم پھیلاؤ، ہم نے جب مغربی معاشرہ قائم کیا تھا تو ایک غضب کی چال چلی تھی، یاد رکھو کوئی معاشرہ محض جھوٹ اور باطل کی بنیادوں پر دیر پا قائم نہیں رہ سکتا۔ لہٰذا اِس معاشرے کی تشکیل کے وقت ہم نے بہت سے اسلامی اُصول بھی شامل کر دیئے تھے، مثلاً مساوات، باہمی طور پر معاملات کرنے میں دھوکہ اور فریب سے اجتناب، ضروری سچ بولنا، پھر یہ کہ ہم نے سرمایہ دارانہ نظام تو بنایا اور سرمایہ دار کو مکمل تحفظ دیا لیکن عام انسانوں کو دیوار سے نہیں لگایا، اُنہیں زندگی کی تمام بنیادی ضروریات یعنی تعلیم، صحت اور زندہ رہنے کے لیے ضروری اشیاء کی فراہمی، حکومت بنانے کے لیے سب کو ووٹ کا یکساں حق وغیرہ دیا۔ اب ان لوگوں کو انسانی حاکمیت کے معاشرے جو جنت کی طرح چمک رہے ہیں، اس کا نظارہ کرواؤ تا کہ ان کو اسی نظام کی اقامت میں اپنی نجات نظر آئے۔ اس نظریہ کا اتنا پروپیگنڈہ کرو اور بہت خوبصورت لہجے میں یہ باور کرا دو کہ مذہب، دین الٰہی کی اقامت شریعت وغیرہ جو بھی ترقی کی راہ میں حائل ہو، اسے تھوڑا سا ادھر اُدھر کرنے میں کوئی مضائقہ نہیں ہے۔ حتیٰ کہ وحی کی بنیاد پر جو حلال وحرام کے ضابطے خدا نے طے کیے ہیں اگر ترقی کی راہ میں رکاوٹ ہیں تو انھیں زنجیریں قرار دے کر ان ہی سے تڑوا دو۔ ہماری دلی آرزو ہے کہ یہ اس طرح گمراہی اور ظلمت کے اندھیروں میں بھٹکتے رہیں۔ ہمارے لیے اصل مسئلہ وہ لوگ ہیں جو اسلام کو آفاقی پیغام سمجھتے ہوئے اس غلبہ کے لیے جہاد کر رہے ہیں۔ مسلمانوں کی اکثریت انھیں نکمے، جاہل، دقیانوسی اور فرسودہ خیالات کے حامل لوگ سمجھتی ہے اور اپنی ترقی کی راہ میں رکاوٹ سمجھتے ہیں۔

مٹھی بھر افراد یہ سوچیں کہ نظام خلافت کو دوبارہ قائم کرنے میں سب سے بڑی رکاوٹ خود ہماری مسلمان بھائی ہیں اور دوسری طرف وہ مسلمان اُن کو دہشت گرد قرار دیں، گویا مقابلہ مسلمانوں کا مسلمانوں سے ہی ہو جائے، چونکہ مسلمانوں کی کثیر تعداد ہمارے ساتھ ہے اور یہ تمام لوگ ہمارے نظام سے بے نیاز مراعات حاصل کر رہے ہیں، لہٰذا وہ ان مٹھی بھر لوگوں کو باغی قرار دے رہے ہیں اور مسلمان ممالک کی ریاستی قوت یعنی پولیس، فوج اور

Marfat.com

ائیر فورس اِن باغیوں کو پوری قوت سے کچلنے سے گریز نہیں کر رہی اور ہم ان کی لاشوں پر کھڑے ہو کر ناچ رہے ہیں۔ اِس لیے کہ مارنے والا بھی اللہ اکبر کا نعرہ لگائے اور مرنے والا بھی اللہ اکبر کا نعرہ لگائے اور ہم بھی اس سے فائدہ اُٹھا کر آسمانوں سے اُن پر موت برسائیں اور وہ خود بھی ایک دوسرے کے گلے کاٹتے رہیں۔ پھر یہ کہ میڈیا ہماری گھر کی لونڈی ہے، جو ہمارے مقاصد کی تکمیل میں مارا جائے اس کو شہید کہے اور خود اللہ کے مقاصد کی تکمیل کے لیے مارا جائے وہ ہلاک کہلائے۔ تمہارا کام ہے کہ میڈیا کے ذریعے دہشت گردی کا خوب شور مچاؤ، جھوٹ کو سچ اور سچ کو جھوٹ بنا کر مسلمانوں کو امت وسط کے مقصد سے غافل رکھو اور ہماری طرف سے تباہی سے پہلے اللہ کا عذاب آ جائے۔ ماضی میں بھی اسی دنیاوی کامیابی کے ڈنکے بجے۔ فرعون، قارون اور نمرود جو اپنے جاہ وجلال اور عظیم انسانی حکومت کی ظاہری کامیابی کے باوجود عبرت ناک تباہی سے دوچار ہوئے اور آخرت میں ناکامی کی مہر تصدیق ثبت کروا کر چلے گئے، یوں ان کی مادی ترقی ان کی اصل کامیابی کا وسیلہ نہ بن سکی۔ میں ہدایت دیتا ہوں کہ ان مسلمانوں کو بالخصوص پاکستان کے ہمارے کارڈز کو حق کی حقانیت کا علم نہ ہو جائے جو دنیاوی ترقی میں ظاہری طور پر ناکام ہوئے لیکن آخرت کی کامیابی کا خود قرآن اعلان کرتا ہے۔

آخر میں اپنی کانفرنس اس عہد کے ساتھ ختم کرنا چاہتا ہوں اور یاد بھی دلاتا ہوں کہ تم لوگ میری امامت کے پابند ہو۔ ہمارے نظام کی Advance security of freedom کو مدنظر رکھتے ہوئے یہ نعرہ لگاؤ کہ ہم سب ایک ہیں جو، لوگ اللہ کے نام کو ایک طرف رکھ کر انسان ساختہ نظامِ زندگی کے پیچھے بھاگتے ہیں وہ ہمارے لشکر ہیں۔

مراسم عبودیت تک محدود رہنے والا اسلام ہمارا پسند کیا ہوا اسلام ہے۔ تمہاری اصل اور حقیقی کوشش تو یہ ہونی چاہیے کہ اسلام کا نام ونشان ہی مٹ جائے لیکن اگر مسلمان باقی رہیں بھی تو اس اسلام سے وابستہ ہوں جس پر ہماری پسندیدگی کی مہر لگی ہو۔ بس آخری اور حتمی بات سن اور سمجھ لو۔ تمہیں اپنا فریضہ انجام دینا ہے اور نتائج سے بے پروا ہو کر دینا ہے۔ تمہارا

Marfat.com

جہاد یہ ہے کہ مسلمان جو چاہیں کرتے رہیں، جہاد وقتال اور اِس کی بنیاد پر اسلام کے نظام عدل اجتماعی کا قیام مسلمان کے دل و دماغ سے نکل جائے اور ایک ایک مسلمان انسانی حاکمیت کے ہمارے نظام کو من وعن قبول کر لے اور یہی ہماری فتح بلکہ فتح مبین ہوگی۔ یاد رکھو! آج کا مسلمان اُس حقیقت سے ہی ناآشنا ہے جسے شاعر نے کچھ یوں بیان کیا ہے ؎

سجدہ عشق ہو تو عبادت میں مزہ آتا ہے
خالی سجدوں میں تو دنیا ہی بسا کرتی ہے
لوگ کہتے ہیں کہ بس فرض ادا کرنا ہے
ایسا لگتا ہے جیسے کوئی قرض ادا کرنا ہے
تیرے سجدے کہیں تجھے کافر نہ کر دیں
تو جھکتا کہیں اور ہے سوچتا کہیں اور ہے

اللہ کا فرمان ہے:

﴿وَلَا تَهِنُوا وَلَا تَحْزَنُوا وَاَنْتُمُ الْاَعْلَوْنَ اِنْ كُنْتُمْ مُّؤْمِنِيْنَ۝﴾

”فکر نہ کرو اور نہ غم تم ہی کامیاب ہوگے اگر تم مومن ہو۔“

(آل عمران: 139)

اور مومن تو وہ ہے جو زبان سے اور دل سے کلمہ توحید کا اقرار کر کے اپنی زندگی کو عملی اللہ کے نظام کے مطابق ڈھال لے اور اللہ کے دین کے غلبہ کے لئے ہر ممکن کوشش کرے۔

☆☆☆

Marfat.com